ISLAMIC
DS247
N4
H87
1930

This is a reproduction of a book from the McGill University Library collection.

Title: Tarikh-i Najd kā ek khūnī varaq
Author: Ḥusayn,Masrūr
Publisher, year: [n. p. : 1930]

The pages were digitized as they were. The original book may have contained pages with poor print. Marks, notations, and other marginalia present in the original volume may also appear. For wider or heavier books, a slight curvature to the text on the inside of pages may be noticeable.

ISBN of reproduction: 978-1-926846-38-5

This reproduction is intended for personal use only, and may not be reproduced, re-published, or re-distributed commercially. For further information on permission regarding the use of this reproduction contact McGill University Library.

McGill University Library
www.mcgill.ca/library

23/5

تاریخ نجد کا ایک خونی ورق

(از اخبار پیغام عمل فیروز پور مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء)

گزشتہ چند سال کے واقعات نے مسلمانوں کے دل میں کچھ ایسے جذبات ودیعت کر دیے ہیں کہ ادھر "نجد" کا نام لیا گیا، اور سینہ کے اندر خاص تلاطم انگیز تاثیرات کا پیدا ہو جانا لازمی ہے شوال کا مہینہ جس میں مظالم نجد کا دور اپنے سال کو ختم کرکے نئے سال میں قدم رکھتا ہے باحمیت ارباب ایمان کے لئے ایک پیغام مصیبت بنکر آتا ہے اور محرم کا پیش خیمہ قرار پاجاتا ہے جس میں ایک مرتبہ بے دست وپا مصیبت زدہ اپنی ناکامیوں پر بیٹھکر چند آنسو بہا لیتے ہیں یوں تو نجد کے کارنامہ عمل سے کس کا دل ہے جو مجروح نہ ہو اور کون ہے جو ان تاثیرات کا گھایل ہوتے ہوئے ان سے ناواقف ہو۔ لیکن تاریخی تتبع سے جن حقائق کا انکشاف ہوتا ہے وہ ایک حد تک پردہ میں ہیں اور اگر دنیا کے کتب کی سیر کیجائے تو اس سرزمین کے ماضی پر ایک عبرت خیز اطلاع حاصل ہوتی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ افراد بشر کی طبائع واخلاق میں کسی زمین کی آب وہوا تاثیر نہیں کرتی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ خیر وشر اور ایمان وکفر یا عدل وظلم میں بھی زمین کی تاثیر کافی حصہ رکھتی ہے جس طرح معادن میں کوئی خاک اپنے آغوش میں یاقوت وزمرد کی تربیت کرتی ہے اور کسی گوشہ میں سوائے بے آب پتھروں اور سنگریزوں کے کچھ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اسی طرح افراد بشر میں زمین کا اختلاف بڑے تغیرات کو رونما کر دیتا ہے اور شاید الناس معادن کمعادن الذہب والفضہ میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ مضمر ہے۔

اس وقت ہم نے قصد کیا ہے کہ نجد کی قدیم تاریخ پر نظر کرتے ہوئے ان فتنہ خیز واقعات کی ایک مختصر فہرست لکھیں جو اس خطۂ زمین سے رونما ہوئے اور اسی کے ضمن میں اسلام کے ساتھ نجدیوں کی دیرینہ عداوت کا پورے طور پر انکشاف ہوگا۔

نجد کا جغرافیہ اور رسولؐ کا ارشاد

نجد کے معنی لغت میں بلند حصہ زمین کے ہیں اور چونکہ حجاز اپنے شرق وغرب میں دو قسم کی متخالف زمینوں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک بہت زیادہ نشیب اور دوسری ایک حد تک بلند۔ اس لئے اول الذکر حصہ زمین کا نام تہامہ اور دوسرے کا نام نجد ہوا اور حجاز ان دونوں کے درمیانی حصہ کا نام ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حجاز ہوا کہ وہ تہامہ ونجد کے درمیان میں حاجز یعنی حائل ہے نجد اپنے حدود کی حیثیت سے پانچ ٹکڑوں

42435

میں گھرا ہوا ہے تہامہ، یمن، عراق، شام، حجاز اور یہ حجاز کے شرقی جانب میں واقع ہے چنانچہ علامہ ابن آلوسی بغدادی نے تاریخ نجد میں لکھا ہے۔

نجد ایک بہت بڑا حصہ زمین کا ہے جس کے شمالی حدود میں سرزمین شام اور شرقی پہلو میں عراق عرب واحسا اور جنوب میں احقاف ویمامہ اور مغربی سمت حجاز ہے۔

اگرچہ یمامہ کو نجد کے حدود میں ذکر کرنا غلطی سے خالی نہیں کیونکہ یمامہ خود نجد میں ہے جیسا کہ ہم آئندہ ثابت کرینگے۔ لیکن یہ امر ظاہر ہے کہ نجد کے مغربی سمت حجاز ہے تو اگر حجاز کی جانب سے نظر کی جائے نجد اس کے شرق میں واقع ہوگا۔ قاموس الامکنۃ والبقاع میں اس کی تصریح کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ بلاد نجد هی الواقعہ شرقی بلاد الحجاز یعنی بلاد نجد وہ ہیں جو حجاز کے شرقی جانب میں واقع ہیں اور اس کے بعد ان اخبار کے مفہوم سے بالکل پردہ اٹھ جاتا ہے جن میں مشرق کے متعلق طرح طرح پیشین گوئیاں کی گئی ہیں غلظ القلوب والجفاء فی المشرق (صحیح مسلم) الفتنۃ ههنا من حیث یطلع قرن الشمس (صحیح بخاری) یخرج ناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ (خلاصۃ الکلام سید زینی دحلان شافعی مفتی مکہ معظمہ)

سخت دلی اور ظلم وستم مشرق میں ہے۔ فتنہ یہیں سے اُٹھیگا۔ جدہر سے آفتاب کی روشنی پھیلتی ہے مشرق سے ایک گروہ ایسا ظاہر ہوگا، جو قرآن تو پڑھتا ہوگا لیکن اُس کے گلے کے نیچے نہیں اترتا ہوگا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائینگے جیسے نشانہ سے تیر پٹ کر نکل جاتا ہے اور بعض اخبار میں نام لیکر اس ابہام کو دور کر دیا گیا ہے۔ اور جب صحابہ نے نجد کے لئے دعا کی خواہش کی تو حضرت نے فرمایا هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان وہاں زلزلہ وفتنہ برانگیختہ ہونگے اور وہیں سے شیطان کا غلبہ ہوگا (صحیح بخاری) چنانچہ تاریخیں گزشتہ واقعات کو محفوظ کیے ہوئے رسول کے قول کی تصدیق کر رہی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ نجد ہمیشہ فتنہ وفساد کا گہوارہ بنا رہا۔

نجد کے قدیم باشندے

اسلام کے چند سو سال پہلے نجد قبیلہ طسم وجدیس کے امراء وملوک کا مسکن رہا۔ کیا اور یمامہ میں جو نجد کا صدر مقام ہے ان کا پایہ تخت تھا۔ اس دوران میں عارضی طور پر بنی ہمدان بن حمیر نے بھی قبضہ کر لیا لیکن بعد کو پھر طسم وجدیس نے غلبہ حاصل کر لیا اور یمامہ پر قابض ہو گئے۔

طسم وجدیس عاد وثمود کی طرح قبائل بائدہ میں سے ہیں آخری زمانہ میں جنگ وجدال ومعاصی آلیہ نے

ان کی تباہی کے اسباب مہیا کے اور بالآخر صفحۂ وجود سے حرف غلط کی طرح محو کر دیے گئے جدیس کے بعض سلاطین کا شرمناک طرز عمل تاریخی اوراق میں محفوظ ہے کہ اس کا حکم تھا جو شادی ہو عروس شب اوّل ان کے یہاں لائی جائے آخر ایک غیرت مند لڑکی نے اپنی شادی کے دوسرے روز کو جو بازار میں اپنے قوم وقبیلہ کو اشعار کے ذریعہ غیرت دلائی لا احد اذل من جدیس اھکذا الفعل بالعروس یہی اشعار تھے جن کا نتیجہ انقلاب سلطنت کی صورت میں ظاہر ہوا یہ واقعات تاریخ ابن خلدون میں تفصیل سے موجود ہیں طسم وجدیس کے بعد نجد میں بنی حنیفہ کا غلبہ ہوا جن کے بعض تفاصیل آئندہ ہدیہ ناظرین ہوں گے۔

صدر اسلام میں نجدیوں کا وحشتناک سلوک

رسالتمآبؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور آپ کی نبوت و رسالت کا شہرہ دور دور پہونچنے لگا تو نجد کے رہنے والوں میں سے ایک شخص ابو البراء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ حضرت کی خدمت میں آیا اور اظہار اسلام کے بعد عرض کی کہ اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ اشخاص نجد روانہ کریں اور وہ اسلام کی طرف دعوت دیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ لوگ آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے حضرت نے فرمایا میں اہل نجد کی شرارت سے ڈرتا ہوں اس نے کہا کہ میں ان کی جان کا ضامن ہوں۔ غرض پوری طرح عہد و میثاق لیکر حضرت نے چالیس شخصوں کو اپنے اصحاب میں سے اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جنھوں نے جا کر بیر معونہ کنوئیں پر قیام کیا اور ایک خط عامر بن طفیل سردار نجد کے نام لکھکر ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ عامر نے خط کھولکر پڑھا بھی نہ تھا کہ قاصد کے قتل کا حکم دیدیا اور اہل نجد کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو قتل کر ڈالا۔ ارباب تاریخ اس واقعہ کو جنگ بیر معونہ سے تعبیر کرتے ہیں (ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ج۲) اس واقعہ سے اہل نجد کی وحشیت و بربریت اور خلاف انسانیت تعصب کا پوری طرح اندازہ ہوتا ہے۔

دعوت اسلام اور اہل نجد

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جب رسالتمآبؐ نے تمام قبائل عرب کے سامنے اسلام کی دعوت کو پیش کیا جس کے ضمن میں آپ بنی حنیفہ (اہل نجد) کے جائے قیام پر خود تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن جس بری طرح اہل نجد نے آپ کی دعوت کو رد کیا اس کی نظیر کسی دوسرے قبیلہ میں نہیں مل سکتی۔

نجد میں جھوٹے مدعیان نبوت کی کثرت

جناب رسالتمآبؐ کے آخر عمر ہی سے غلط بیان اور دروغ گو مدعیان نبوت کی ابتدا ہو گئی تھی۔ لیکن تاریخ

کی روشنی میں ڈھونڈنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب میں ایک اسود عنسی تھا۔ جو یمن میں ظاہر ہوا اور چونکہ یمن کی خاک اپنے اندر ایمانی جوہر کو رکھتی تھی۔ اور ان لوگوں کے طبائع ضلالت و گمراہی سے فطرتاً دور تھے لہٰذا چند ہی روز میں وہ فتنہ خوابیدہ ہو گیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسود عنسی نے حجۃ الوداع کے بعد ادعائے نبوت کیا اور حضرت کی زندگی ہی میں قتل کر دیا گیا۔ لیکن نجد میں ایک ہی ساتھ تین شخصوں نے ادعائے نبوت کیا مسیلمہ اور طلیحہ اور سجاح اور مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

مسیلمہ کذاب کا فتنہ

امام الحرمین سید زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ نے اپنی کتاب فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہے کہ مسیلمہ بنی حنیفہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسالتمآبؐ کی خدمت میں آ کر اسلام لایا اور خواہش کی کہ آپ اپنی وفات کے بعد حکومت میرے لئے قرار دیں۔ حضرت نے انکار فرمایا۔ جس کو دل میں لیکر وہ اپنے شہر یمامہ میں واپس چلا گیا۔ اور وہاں ادعائے نبوت کر دیا وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک قرار دیا گیا ہوں۔ تمام قبیلہ بنی حنیفہ نے اس کا اتباع کیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو یمامہ کے رہنے والے قبائل تھے۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں یمامہ کے متعلق لکھا ہے۔ معدود من بلاد نجد یعنی یہ شہر بلاد نجد میں محسوب ہے اور ابن آلوسی بغدادی نے جو مذہب وہابیہ کے ایک رکن ہیں تاریخ نجد میں لکھا ہے۔ (یعنی) نجد کے مقامات میں سے عارض ہے اور اسی کا نام وادی حنیفہ اور یمامہ ہے اور یہ تمام نجد میں حکومت ابن سعود کا مرکز رہا کیا ہے۔

رسالتمآبؐ کی وفات کے بعد جب حکومت کے معاملات میں ایک حد تک یکسوئی ہو گئی۔ تو حضرت ابوبکر کے حکم سے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا گیا جس نے اہل نجد سے مقابلہ کیا یمامہ کی جنگ اسلامی تاریخ میں مشہور واقعہ ہے مسلمانوں کا لشکر ۱۳ ہزار اور نجدیوں کی تعداد ۴۰ ہزار تھی۔ آخر سخت معرکہ آرائی کے بعد اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور مسیلمہ قتل ہوا۔ اس لڑائی میں بہت سے مشہور مہاجرین و انصار کام آئے تنہا صحابہ رسولؐ میں سے چھ سو ساٹھ بزرگ اور دیگر مسلمانوں میں سے چھ سو آدمی شہید ہوئے۔ یہ سنہ بارہ ہجری کا واقعہ ہے (دیکھو تاریخ خمیس وغیرہ)

اہل نجد اور مذہب خوارج

تیسرا فتنہ جو نجد ہی کا تربیت یافتہ ہے فتنۂ خوارج ہے جنگ صفین میں جو فرقہ امیر المومنینؑ کے مخالف ہو گیا

اور تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتے ہوئے ان کے قتل و غارت میں مصروف ہو گیا اور آخر جنگ نہروان میں امیرالمومنین کی تلوار سے قتل ہوا۔ اس میں اگر غائر نظر سے تجسس کیا جائے تو اکثر فرد اہل نجد ہی میں سے دکھائی دیں گے۔

ہم نے اپنے رسالہ کشف النقاب عن عقاید ابن عبدالوہاب میں اسکو تفصیل سے لکھا ہے لیکن اس موقعہ پر جناب رسالتمآبؐ کی ایک بصیرت افروز حدیث اس مطلب پر روشنی ڈالنا کافی سمجھتے ہیں۔ علامہ مجلسیؒ نے بحار میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔

امیرالمومنینؑ نے جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں ایک مقدار طلائے خالص کی روانہ کی حضرت نے چار آدمیوں کے درمیان میں اس کو تقسیم کر دیا اقرع بن حابس و عیینہ بن بدر الفزاری و علقمہ بن علاثہ عامری و زید بن خیل طائی قریش اور انصار رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ نجد کے بڑے بڑے آدمیوں کو دیا جاتا ہے اور ہم محروم ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں اسی اثنا میں ایک شخص حلقہ دار آنکھوں ابھری ہوئی کنپٹیوں گھنی داڑھی منڈے ہوئے سر والا آیا اور کہا کہ اے محمد خدا سے ڈرو حضرت نے فرمایا اگر میں خدا کی معصیت کروں تو مطیع اس کا کون ہے۔ خدا نے تو تمام عالم پر مجھکو امین کیا ہے اور تم لوگ مجھ پر اطمینان نہیں رکھتے اصحاب میں سے کسی شخص نے جو ظاہرا خالد بن ولید تھے اس کے قتل کی اجازت چاہی حضرت نے منع کیا اور جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے قبیلہ سے کچھ لوگ ہونگے جو قرآن پڑھیں گے۔ اس طرح کہ ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا اور اسلام سے اس طرح نکل جائینگے۔ جیسے نشانہ سے تیر ہٹ جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور اہل اصنام سے تعرض نہ کرینگے اگر میں ان کو پاتا تو قبیلۂ عاد کی طرح قتل کرتا۔

ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل نجد ہمیشہ سے اسلام کی عداوت رکھتے تھے جسکی وجہ سے تمام قبائل قریش سے زیادہ رسولؐ کو ان کی تالیف قلب کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ ذوالخویصرہ تمیمی کے متعلق حضرت نے فرمایا ہے کہ اس کے قبیلہ سے وہ گروہ ہوگا۔ جو عبادت میں ممتاز ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کے قتل میں دریغ نہ کرے گا۔ اس قسم کے احادیث سب خوارج سے تعلق رکھتے ہیں اور ان اوصاف کو اگر وہابی گروہ پر منطبق کیا جائے تو ایک سرمو فرق نہ نکلیگا۔

ذوالخویصرہ کا قبیلہ بنی تمیم نجد کے مشہور قبائل میں سے ہے اور خوارج نہروان کا سپہ سالار اشعث بن قیس بھی قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور خوارج بصرہ کا رئیس مسعر بن فدکی بھی تمیمی تھا اور اس کے بعد اگر نظر تتبع کو ذرا وسعت دو تو معلوم ہوگا کہ عبدالوہاب نجدی بھی تمیمی تھا اس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان

بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن بعضاد بن میں بن ناخر بن محمد بن علی بن وہیب التمیمی اس کے علاوہ خوارج نہرواں کے سرداروں میں زرعہ بن ہرج طائی تھا، اور اجاد سلمی جو لڑکے دو نوبہادر میں وہ نجد کی سرزمین پر ہیں،

نجد سے فرقہ اباضیہ کا ظہور

اباضیہ گروہ فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے، عمان و مسقط میں اس مذہب کو پوری مرکزیت حاصل ہے اور زنگبار میں اس فرقہ کے افراد کثرت سے موجود ہیں۔ سال گذشتہ سرفراز رجب نمبر میں ہم نے اس فرقہ کے متعلق اپنی ناچیز معلومات کو اجمالی طور پر لکھا ہے ان کا مورث اعلیٰ عبد اللہ بن ریاض بھی نجد کا پروردہ تھا۔ اباض جو یمامہ کے صوبہ عرض کا ایک گاؤں ہے وہیں سے یہ شخص پیدا ہوا تھا اور اسی مناسبت سے اس فرقہ کو اباضیہ کہا جاتا ہے اس شخص کے خروج کا واقعہ عبد الملک بن مروان کے دور حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

نجد سے پانچواں فتنہ

دوسری صدی ہجری کے واقعات میں سے نجد بن عامر کا خروج ہے ابن اثیر نے کامل التواریخ میں لکھا ہے کہ یہ شخص عجیب و غریب عقائد رکھتا تھا اور اپنے تئیں امیر المومنین کہلواتا تھا شہرستانی نے ملل و نحل میں فرقہ نجدات عاذریہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ لوگ نجدۃ میں عامر حنیفی کے اتباع ہیں (حنفی امام ابو حنیفہ کی طرف نسبت نہیں بلکہ بنی حنیفہ کی طرف ہے جو نجد کا مشہور قبیلہ ہے یہ شخص یمامہ میں ظاہر ہوا تھا اور علامہ ابن ابی الحدید کی تحریر کے موافق یمامہ و نجد میں اسکو پوری طاقت حاصل ہو گئی تھی، یہاں تک کہ یمن و طائف و عمان و بحرین وادی تیم و عامران تمام مقامات پر قبضہ کر لیا تھا۔

چھٹا فتنہ

نافع بن ازرق خارجی یہ شخص بھی بنی حنیفہ اہل نجد میں سے تھا اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حجاز دار الکفر ہے اور تمام مسلمان کافر و مشرک ہیں اور ان کا ذبیحہ حرام ہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اسکا تذکرہ کیا ہے۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں نقل کیا ہے کہ عبد الملک بن مروان کے دربار میں دس آدمی خوارج میں سے لائے گئے جن میں ۹ قتل ہو گئے دسواں شخص قتل کے لئے لایا گیا تھا۔ کہ بجلی چمکی اور اس شخص کی زبان سے یہ اشعار نکلے۔

تالق البرق نجدیا فقلت له   یا ایها البرق انی عنک مشغول

(یعنی) نجد کی جانب سے بجلی چمکی تو میں نے کہا کہ اے برق تابندہ مجھکو تیری طرف توجہ کا موقع نہیں۔

بذلۃ العقل حیو ان بمعتکف   فی کفہ الحباب الماء مسلول

اسیری کی ذلت میں سرگشتہ وحیران اس حالت میں ہوں کہ سر پر پانی کی لہروں کی سی تلوار کھنچی ہوئی ہے۔
عبدالملک نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تجھ کو اپنا وطن یاد آیا ہے اس نے کہا بے شک ایسا ہی ہے عبدالملک نے اسکو رہا کر دیا، درحقیقت خوارج کے افراد کا تعلق نجد کی سرزمین سے ہے۔

زمین نجد سے قرامطہ کا خروج

چوتھی صدی ہجری میں راضی باللہ ابوالعباس محمد بن مقتدر عباسی کا زمانہ تھا، کہ نجد سے قرامطہ نے خروج کیا، اور تمام بلاد میں فتنہ وفساد برپا کر دیا، مکہ معظمہ پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور ان کے ساتھ مشرکین کا سا برتاؤ کیا، ان کے واقعات پر اگر نظر کی جائے تو بہت کچھ وہابی گروہ سے ملتے جلتے ہیں وہ بھی مسلمانوں کو بیدین سمجھتے تھے اور قتل ان کا واجب جانتے تھے۔ قرامطہ کے فتنہ نے سرزمین عرب میں پوری اہمیت حاصل کر لی تھی جس کی وجہ سے مختلف ممالک اسلامیہ سے حج موقوف کر دیا گیا تھا بغداد کے علما نے فتویٰ دیا کہ کوئی شخص حج کو نہ جائے چنانچہ سنہ ۳۲۲ھ سے ۳۲۷ھ تک پانچ سال حج ملتوی رہا (تاریخ الخلفاء عینی شرح کنز الدقائق) بلکہ بعض علمائے اہلسنت نے فتویٰ دیا تھا کہ حج بیس سال سے فرض نہیں ہے جس سے اس فتنہ کی طول مدت کا پتہ لگتا ہے (فتاویٰ قاضی خان)

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ فتنہ بھی نجد ہی کی آب وہوا کا تربیت یافتہ تھا، قاموس الامکنۃ والبقاع میں زمین نجد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

نجد دو حصوں پر منقسم ہے نجد الحجاز اور نجد العارض اور انہیں بلاد نجد سے قرامطہ نے خروج کیا اور مسلمہ کذاب نمودار ہوا اور یہیں سے وہابی فرقہ ظہور ہوا ہے اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔

وہابی فرقہ کی ابتدائی نشو نما

یہی نجد کی سرزمین ہے۔ جس سے بارہویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے فتنۂ وہابیہ کا ظہور ہوا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات وعقاید کے لئے اسی وحشی و جہالت خیز و فتنہ پرور زمین سے زیادہ کوئی جگہ مناسب نہیں مل سکتی تھی اس ملک کے سابقہ روایات خود اس تحریک کی کامیابی کے کافی ضامن تھے چنانچہ محمد بن سعود سردار قبیلۂ عنیزہ کی قیادت میں یہ فتنہ پوری طرح اطراف نجد پر مستولی ہو گیا اور آخر وہ نتائج جو

ہوئی جنھوں نے انسانیت کے دامن پر ہمیشہ کے لئے دھبا لگا دیا۔

ابن عبدالوہاب کے خیالات و تعلیمات میں تشدد نارواداری، ظلم و ستم، بیجا تعصب کے دفعات خصوصیت کے ساتھ قرار دیئے گئے ہیں۔ جن کو اسلامی شریعت اور دعوت اسلام کے پردہ میں دنیا کے سامنے لایا گیا تھا اور اپنے اغراض نفسانیہ کے لئے اسلامی روایات کو پوری طرح پامال کیا گیا تھا۔

اس فرقہ کی ابتدائی نشونما ۱۱۶۰ھ میں ہوئی ہے، اور جب سے اس نے عالم وجود میں قدم رکھا۔ مسلمانوں کی خونریزی اس کا اہم ترین فریضہ رہا۔ کیونکہ محمد بن سعود نے ابن عبدالوہاب کی بیعت اسی شرط پر کی تھی، کہ وہ اس کے مخالفین کے قتل میں کوئی دریغ نہ کریگا، جس کا نام جہاد فی سبیل اللہ رکھا گیا تھا۔ (دیکھو تاریخ نجد ابن آلوسی بغدادی)۔

پھر جس مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی خونریزی پر قرار دی گئی ہو، اس سے کیا رواداری کی توقع ہو سکتی ہے چنانچہ وہی ہوا کہ اس کے قدم نجد میں جمنا تھے، کہ ملک عرب میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا اور سینکڑوں بے گناہ جانیں ان سفاک ظالموں کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئیں،

نجد میں پورے طور پر اثر قائم ہونیکے بعد دوسرے ممالک اسلامیہ کی طرف ان کے دست حرص و آز کا بڑھنا لازمی تھا چنانچہ کئی مرتبہ پوری طاقت کے ساتھ عراق پر حملہ کیا ان حملوں کی فہرست اور مختصر تفصیل ہم گذشتہ سال کے ماہ شوال میں اخبار سرفراز لکھنؤ کے مقالہ میں درج کر چکے ہیں۔

اسی دوران میں حرمین شریفین خدا و رسول یعنی مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ پر ان کا قبضہ ہو گیا اور ۱۲۰۵ھ سے ۱۲۲۰ھ تک شریف غالب سے جنگ قائم رہنے کے بعد مکہ شریف و حجاز ان کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خالی کر دینا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس گروہ نے حرمین کی پوری بیحرمتی کی اور ان بلاد مقدسہ کو دارالحرب قرار دیا، حجرۂ نبی کے خزانہ میں جتنا زر و جواہر اور مال و اسباب تھا سب لوٹ کر لشکر میں تقسیم کر دیا گیا اس کی تفصیل جبرتی نے تاریخ عجائب الآثار میں لکھی ہے باوجودیکہ یہ شخص وہابیوں سے حسن ظن رکھتا ہے اور ان کے افعال کی قصیدہ خوانی اسکی کتاب کے اکثر مقامات پر نظر آتی ہے۔

اسی کے ساتھ مسلمانوں کو حج سے منع کر دیا گیا، اور منادی نے مکہ میں اعلان کیا کہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا، جس کی وجہ سے ملک شام و مصر سے حج موقوف ہو گیا اور ۱۲۲۰ھ سے چند سال تک حجاج کو محروم رہنا پڑا ۱۲۲۳ھ میں ابن سعود

نے حکم دیا کہ جتنے قبہ مکہ معظمہ کے اندر جنت المعلیٰ میں ہیں سب گرادیے جائیں۔ چنانچہ جتنے مساجد و مشاہد مکۂ معظمہ میں تھے، وہ سب منہدم کردیے گئے قبۃ المعلیٰ کے تمام مقابر مولد نبی مولد ابو بکر قبہ خدیجہ اور جہاں جہاں ائمہ وصالحین کے آثار تھے سب کو زمین کے برابر کردیا گیا اور یہ لوگ مشاہد و مقابر کے انہدام کے وقت باجے بجا بجا کر گاتے تھے، اور اہل قبور کو سب وشتم کرتے تھے، اور کہتے تھے یہ معبود ہیں جنکی غیر خدا پرستش کی جاتی تھی (خلاصۃ الکلام علامہ زینی اعلان شافعی مفتی مکہ معظمہ)

مدینۂ منورہ کے قبور کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر احساس مذہبی کا فقدان نہ تھا اور سلاطین کے دل میں حمیت وغیرت اسلام تھی مصر سے لشکر بھیجا گیا اور اس نے حجاز کو وہابی اثرات سے بالکل صاف کردیا اور نجد کے بلاد کو تمام برباد کر کے اس فرقہ کی پوری طرح سرکوبی کردی لیکن اسکے بعد رفتہ رفتہ پھر ان کو قوت حاصل ہونے لگی اور برابر فتنہ وفساد کی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے مگر حکومت ٹرکی کے رعب وہیبت سے ان کو سر اٹھانے کا موقع نہ تھا۔

ماضی وحال میں تطابق

عرب کا قول ہے التاریخ یعید نفسہ تاریخ اپنے تئیں ہمیشہ دہرایا کرتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسلام کو نجدی گروہ کے ہاتھوں جن مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا یہ بھی اسی آغاز کا انجام ہے۔

تاریخ اہل نجد پر ایک نظر

سیاحت عراق کے زمانہ میں ہمیں بغداد کے ایک کتب فروش کی دوکان پر کتاب بعنوان المجد فی تاریخ نجد کا پہلا حصہ نظر پڑا ہم نے اسے مول لے لیا اور پڑھا۔ یہ کتاب ۱۲۳۸ھ میں بغداد میں طبع ہوئی تھی اسکے مصنف کا نام عثمان بن عبداللہ بن بشیر اور مصحح کا نام محمد بن عبدالعزیز بن مانع النجدی تحریر تھا۔ مصنف نے کتاب کے شروع ہی سے محمد بن عبدالوہاب (شیخ فرقہ وہابیہ) کی مدح میں غلو سے بہت کام لیا ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ

ولما من اللہ تعالیٰ علی اہل نجد باتباع السنۃ المحمدیۃ الطاہرۃ ببرکۃ الشیخ وتنبیہہ ایاہم الہدم ہدموا جمیع القباب التی علی القبور الخ

"خدائے تعالیٰ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو جب اتباع سنت محمدیہ کے ساتھ امت نجدیہ پر مبعوث فرمایا تو شیخ کی برکت و ہدایت سے اہل نجد نے ان قبوں کو جو (مشاہیر اہل اسلام کی) قبروں پر بنے ہوئے تھے کھود کر پھینک دیا"

اس سے ثابت ہوا کہ امت نجدیہ کے نزدیک اسلاف کے مشاہد کی عمارتوں کو خراب کردینا بہترین اعمال خیر ہے

اور اسی کو انھوں نے اپنا فرض اوّل قرار دیا ہے۔

مفتی مکۂ معظمہ علامہ سید احمد بن سید زینی دحلان نے تاریخ فتوحات اسلامیہ میں جو ۱۳۲۳ھ میں مصر میں طبع ہوئی ظہور فرقۂ وہابیہ کے واقعات کو کسیقدر مفصل لکھا ہے کیونکہ علامہ ممدوح کے عہد میں ان واقعات کے مشاہدہ کرنے والے موجود تھے خیر لب لباب یہ ہے کہ تیرھویں صدی اسلامی کے آخر میں بعہد سلطان سلیم ثالث فرقہ وہابیہ پیدا ہوا محمد بن عبدالوہاب نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی اور محمد بن سعود امیر درعیہ کو جو مسیلمہ کذاب کا ہم قوم تھا طمع ترقی دولت و حکومت دلا کے اپنا سرپرست بنایا۔ امیر مذکور نے صحرائی عربوں کو جمع کیا اور ان کو لوٹ کی چاٹ پر لگا کے قرب و جوار کے ملکوں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

ع ثم كثر شرهم وتفاحش ضررهم واتسع ملكهم وقتلوا من الخلائق ما لا يحصون واستباحوا اموالهم وسبوا نساءهم

ع پھر روز بروز اس گروہ کی شرارت بڑھ گئی اور خوب ان کا دائرۂ اقتدار وسیع ہوا۔ انھوں نے بیشمار مخلوق خدا کو قتل کیا اور انکے مال و متاع و زن و فرزند کو مباح قرار دیکر سب پر متصرف ہو گئے ۱۲۱۷ھ میں انھوں نے طائف میں قتل عام کیا مردوں عورتوں اور بچوں سب کو ذبح کر ڈالا اور سارے شہر کو ایسا لوٹا کہ سب گھر صاف ہو گئے پھر مکۂ معظمہ پر چڑھائی کی پھر ۱۲۲۰ھ میں مدینۂ منورہ پر بھی مسلط ہو گئے اور سات برس تک حرمین شریفین پر متغلبانہ قابض رہے شامیوں اور مصریوں کو حج نہ کرنے دیا قبور اولیا اللہ کو کھود ڈالا۔ لوگوں کو اپنے فرقہ میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ تمباکو پینے والوں کے لیے سخت تعزیر مقرر کی چونکہ سلطان روم اس زمانہ میں اقوام یورپ کے مناقشوں کی الجھن میں گرفتار تھے اس لیے نجدیوں کو یہ عمدہ وقت اپنی دولت و شوکت بڑھانے کا مل گیا تھا۔

نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی کتاب تاج مکلل میں (جو انھوں نے خود بھوپال میں چھپوا کر شائع کی تھی) خوب دل لگا کے فرقہ وہابیہ کا ذکر لکھا ہے اور ان کے ان تمام فتوحات کو تاریخ ازہار العہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کیونکہ نواب موصوف بڑے محسن فرقہ وہابیہ کے تھے نواب صاحب ناقل ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نے اپنی بہن امیر محمد بن سعود کے عقد نکاح میں دے دی تھی۔ ابن سعود نے سنہ ۱۷۹۰ء میں دنیا سے رحلت کی اور ان کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا۔ اسی نے حرمین و طائف پر تسلط حاصل کیا اور سنہ ۱۸۰۱ء میں نجف اشرف کا محاصرہ نہایت سختی و شدت سے کیا مگر وہاں سے ناکام پسپا ہوا۔ پھر اچانک اسکا لشکر کربلائے معلی پر ٹوٹ پڑا اور اہل کربلا کی

خونریزی کے بعد تمام سامان شہید امام حسین کو لوٹ لیا سنہ ۱۲۱۸ھ میں ایک ایرانی شیعہ نے خاص دار الحکومت وہابیہ میں پہونچ کر عبد العزیز کو مار ڈالا اور اس کے بعد سعود ثانی اسکا بیٹا فرمانروا ہوا۔ یہ بھی مثل باپ کے دلیر و خونریز تھا سنہ ۱۸۱۴ء میں دنیا کو چھوڑا اور عبد اللہ بن سعود مذکور باپ کا قائم مقام ہوا۔"

"علامہ محمد فرید بک نے تاریخ دولت عثمانیہ میں (جو مصر میں طبع ہوئی ہے) لکھا ہے کہ سلطان محمود خان ثانی نے سنہ ۱۸۱۶ء میں محمد علی پاشا والی مصر کو وہابیوں کی شورش فرو کرنے کی طرف توجہ دلائی اور محمد علی پاشا نے متواتر لشکر کشی کے بعد اس مہم کو سر کر لیا اور عبد اللہ بن سعود ثانی کو قید کر کے دار الخلافہ اسلامبول میں بھیج دیا اور وہاں وہ قتل کر دیا گیا"

تاریخ عنوان المجد میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن سعود کے قتل کے چند روز کے بعد آل سعود میں سے کچھ لوگ پھر آمادہ جنگ و جدال ہوئے مگر خلیل آغا اور حسین بک لشکر عثمانی لیکر فوراً نجد میں پہونچ گئے اور بعد قتل و غارت ان سب کو سنہ ۱۲۲۶ھ میں منتشر کر دیا پھر جب عساکر عثمانیہ نے نجد سے کوچ کر دیا تو تمام ملک میں سخت لوٹ مار اور بدامنی پھیلی تاریخ مذکور اسی سنہ کے واقعات تک ختم ہوگئی اس کے بعد کی اور کوئی تاریخ ہمارے نظر سے نہیں گذری لیکن اسکے بعد کے واقعات میں سے ہمیں اپنے عہد کے کچھ واقعات جو وقتاً فوقتاً اخباروں سے معلوم ہوتے رہے اسقدر مختصر ہیں کہ بعد جنگ روم و روس جب دولت عثمانیہ کشاکش ضعف میں مبتلا ہوگئی تھی اور یورپ کے آئے دن کے جھگڑوں سے اسے نجات نہ ملتی تھی تو آل سعود واہل نجد کو پھر سنبھلنے کا موقع مل گیا تھا چنانچہ پھر ان لوگوں نے سر اٹھایا تھا لیکن افواج عثمانی نے چند روز کی جد و جہد سے شورش کو فرو کر دیا تھا اب اس عالمگیر جنگ جرمنی کے بعد انتشار دولت عثمانیہ کے زمانہ میں پھر اہل نجد کو وقت ملا اور انھوں نے پھر اپنی عادت کے موافق شورش برپا کی۔"

دولت عباسیہ کے زمانہ تنزل میں وقت مناسب دیکھکر عراق و شام کے گوشوں سے ایک لٹیرا گروہ قرامطہ کے نام سے ظاہر ہوا تھا اور اس درجہ اس نے فتنہ فساد ممالک اسلامیہ میں اپنی بداعمالیوں سے پھیلایا کہ لاکھوں مسلمان قتل ہوئے اور بہت سے شہر تباہ ہو گئے قرامطہ نے اس حد تک زور پکڑا کہ حرمین شریفین کو بھی تاخت و تاراج کیا اور حجر اسود کو اکھاڑ لے گئے آخر دولت عباسیہ نے جان لڑا کے ان مفسدوں کا قلع قمع کیا اور یہ بدبخت فرقہ ہر جگہ سے بھاگ بھاگ کے حوالئی نجد میں جا کے روپوش ہو گیا کچھ عجب نہیں کہ وہی مواد فاسد بار بار اس وبا کو پھیلاتا ہو مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رگ رگ است این آب شیرین و آب شور   در خلائق میرود تا نفخ صور

اخبار [illegible] ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء

ہندوستان میں وہابی مذہب کیونکر پھیلا

ہم اب یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں اہل نجد کا اثر کب اور کیونکر پہونچا اسلئے کہ ہندوستان قدیم الایام سے اس قسم کے عقائد و اقوال سے بالکل محفوظ تھا یہاں شروع سے حنفی بزرگوں کا اثر قائم تھا۔ اور اکبری دور میں اگرچہ معدودے چند فلاسفر اور بعض اہل علم شیعہ یہاں آئے بھی مگر ملا عبد الحق دہلوی بلکہ ان کے بعد بھی تقریباً سو برس تک وہی رنگ بدستور باقی رہا۔ بعد ازاں خیالات نجدیہ ہندیوں کے دماغوں میں داخل ہونا شروع ہوئے اسکی ابتدا یوں ہوئی کہ عرب کے قبیلہ بنی تمیم میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب سنہ ١١١١ھ میں پیدا ہوا اور یہی بانی مذہب وہابیہ ہے۔ اس نے طولانی عمر پاکر سنہ ١٢٠٦ھ میں دنیا سے انتقال کیا۔ اس دوران میں سنہ ١١٤٣ھ میں اس نے اپنے مذہب کو ظاہر کیا۔ اور سنہ ١٢٥٠ھ کے بعد خوب اس مذہب نے شہرت پائی اور خطہ عرب میں دور دور تک علاوہ نجد کے بھی پھیل گیا۔ (خلاصۃ الکلام)

اسی عہد میں ہندوستان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلی میں پیدا ہوئے اور سنہ ١١٤٣ھ میں بقصد زیارت حرمین شریفین حجاز میں گئے اور دو برس کے بعد سنہ ١١٤٥ھ میں ہندوستان میں واپس آئے اور سنہ ١١٧٦ھ تک مصروف تالیف و تصنیف رہکر اس دنیا سے رحلت کی اور چار بیٹے عبد العزیز شاہ عبد الغنی۔ شاہ عبد القادر۔ شاہ رفیع الدین دہلی میں اپنی یادگار چھوڑ گئے (تذکرہ علماء ہند)

شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے پوتے شاہ محمد اسمٰعیل ابن شاہ عبد الغنی اور مولوی عبد الحی داماد شاہ عبد العزیز نے باہم اتفاق کرکے اور رنگ زمانہ موافق پاکے ہندوستان میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی جد و جہد کا سلسلہ قائم کیا۔ سید احمد تکیہ رائے بریلی کے سادات میں سے ایک سیدھے سادھے بزرگ تھے اور نواب امیر خاں رئیس ٹونک کے لشکر میں زندگی بسر کرتے تھے اور شاہ عبد العزیز کے مرید تھے شاہ محمد اسمٰعیل اور مولوی عبد الحی نے اس مقتدر خاندان کو تاکا اور اپنے منصوبوں کو مفید و کارآمد بنانے کے لیے ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے انھیں پیشوا بنایا کیونکر جانتے تھے کہ ابھی تک ہندوستان میں سادات کی عزت کرنے والے بہت ہیں اور خصوصاً اہل پنجاب اور افغان تو بہت ہی انکی عظمت کرتے ہیں اور وہ خواہ کیسی ہی بری حالت میں ہوں شاہ شاہ کہکر انکے قدم چومتے ہیں اس کے بعد یہ دونوں مرید ایک نیک نہاد سید کو لیکر سنہ ١٢٣٧ھ میں سات سو مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ حجاز میں حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ نواب مولوی صدیق حسن خاں اپنی کتاب تقصار جیود الاحرار میں فرماتے ہیں کہ چون اتفاق مراجعت از حرمین شریفین شد (در سنہ ١٢٣٨ھ) ہوائے جہاد در سر الشان افتاد و ملکہ جمعیت

ہم رسید ازیں دوبارہ ہجرت نمودہ بحدود افغانستان پیوستند و چندے درآنجا ہنگامہ حرب و ضرب برپا ماند و شورشے در ملتان افتاد تا آنکہ در ۱۲۴۶ھ در جنگ قوم سکھ سید احمد با محمد اسمٰعیل شربت شہادت چشیدند و مولوی عبدالحی مرحوم پیش ازیں معرکہ در راہ کابل بعارضۂ تپ و لرزہ فوت شدند سید احمد مرحوم در علم ظاہر دستگاہ نداشتی مگر در علم باطن بدرجۂ کمال و تکمیل رسیدہ در ہدایت خلق و انابت بسوی خدا آیتے از آیات الٰہی ظاہر شدہ وعظ خلفائے وے سرزمین ہند را از خس و خاشاک شرک و بدع پاک ساختہ و بر شاہراہ کتاب و سنت آوردہ کہ ہنوز از ان نصائح جاری و ساری است"

خلاصہ کلام یہ کہ "محمد اسمٰعیل وغیرہ نے ہندوستان میں آتے ہی جہاد کی ٹھان لی اور مجاہدوں کو جمع کرکے حدود افغانستان میں پہونچ کر جنگ شروع کی اور خراسان تک شورش پھیلا دی مگر ۱۲۴۶ھ میں سکھوں نے پیر و مرید دونوں کو شربت شہادت پلا دیا۔ اور مولوی عبدالحی اس جنگ سے پہلے ہی کابل کی راہ میں بیمار ہو کر وفات پا چکے تھے۔ سید احمد علوم ظاہری میں تو کامل نہ تھے مگر علوم باطنی میں کامل اور کامل بنا دینے والے تھے اور آیات الٰہیہ میں سے ایک آیت تھے۔ انھیں کے خلفاء کی وعظ کے برکت سے سرزمین ہند شرک و بدعت سے پاک ہوئی اور اب تک ان کا فیض نصیحت جاری و ساری ہے"

ہمارا خیال ہے کہ سات سو مسلمانوں کو ساتھ لیکر شاہ محمد اسمٰعیل جو حجاز گئے تھے۔ نجدیوں کے مدد کو گئے تھے کیونکہ ان دنوں محمد علی پاشا کی فوجیں نجدیوں کو گھیرے ہوئے تھیں مگر وہاں ان کے پہونچنے سے پہلے نجدیوں کا قلع و قمع ہو چکا تھا لامحالہ وہ جوش جہاد ہندوستان میں آکر نکالا اور منصوبہ یہ تھا کہ افغان ملّاؤں کی بات مانتے ہیں اور جہاد کے نام پر جان دیتے ہیں ان کو ساتھ لیکر خراسان پر دھاوا کریں گے۔ اور امام رضا علیہ السلام کے مشہد مقدس میں شاہان ایران نے جو خزانہ جمع کیا ہے کربلائے معلّٰی کے خزانہ کی طرح اس کو لوٹ لینگے اور پھر ماوراءالنہری لروزیکون کو جو ایرانیوں کے جانی دشمن ہیں قوت بازو بنا کے تخت ایران کو الٹ دینگے مگر یہ کچھ نہ ہوا اور وہی مثال ہوئی کہ

جستے دید و ہوائے خوشش در پرواز گرفت
کبک مسکین چہ خبر داشت کہ شہبازی ہست

خیر ان تمام واقعات کو بنظر تدبر دیکھنے سے یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ دہلوی محمد بن عبدالوہاب کے خیالات کو عرب سے اپنے دماغ میں محفوظ کرکے لائے اور وہ خیالات ان کے خاندان میں بتدریج نشو و نما پاتے رہے مگر چونکہ آدمی زمانہ شناس تھے سب کچھ لکھکر بستوں میں رکھتے رہے نہ ان کو خود اپنی حیات میں ان خیالات کے اظہار کا موقع ملا نہ ان کے چاروں بیٹوں کو۔ آخر جب زمانہ منقلب ہوا تو ان کے پوتے محمد اسمٰعیل نے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید سے مطالب اخذ کرکے رسالۃ التوحید اور تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں لکھیں اور شایع کیں اسکے

بعد تصانیف شاہ ولی اللہ بھی بے نقاب ہوئیں اور آزاد خیالوں نے دیکھا کہ کس سبکی سے تقلید کا بار شاہ صاحب نے سر سے پھینک دیا اور کیسا بلا تکلف "نحن رجال و ہم رجال" کہکر صحابہ و تابعین و سلف صالح سے اختلاف کر بیٹھے ہیں۔ پھر انکار معجزہ شق القمر وغیرہ اور مواقع تاویل کو بعنوان خاص وسعت دینے کا بھی دلپذیر منظر مشاہدہ کیا اور قہار کے اجماعی احکام اور جمہور متکلمین کے اصول مسلمہ کو بھی تڑاتڑ توڑتے دیکھا پھر نظر کی تو ہر ہر طرف ہندوستان کے علمی حصہ میں سناٹا تھا۔ جو دو چار اہل فضل و ہنر باقی تھے شکستہ حال گوشہ خموشی میں پڑے تھے غرضکہ میدان صاف اور ہوائے مغربی موافق پائی۔ شاہ صاحب کے کارخانہ کے بنے ہوئے انھیں ٹھیاروں پر بیٹھکر بلند پروازیاں کرنے لگے۔

کوئی کوہ طور سے اوڑا اور تمام ملاء اعلی اور عالم ملکوت ولاہوت کی سیر کر آیا اور جن و ملک کی ہسٹری لکھنی شروع کردی اور ہر ہر پرجوش مقولہ پر شاہ صاحب کی طرح "ہذا الہمنی ابی" کا نعرہ مارنے لگا۔ اور مسلمانوں کے بھولے بھولے بچوں کو یہ تعلیم جدید دی جانے لگی کسی نے ساحل نربدا سے پرواز کی اور یمن و نجد میں پہونچا اور وہاں سے دفتر کے دفتر اوڑا لایا پھر مردم شماری کے رجسٹروں میں مشرک و بدعتی کے عنوان کے تحت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کے نام لکھدیے غرضکہ یہ سب کرشمہ اسی ایک شیخ نجدی کی تعلیم کا ہے جو نجدیوں کو چھوڑکے پورے کرۂ زمین کے انسانوں کو مشرک بناکے تہ تیغ کرنا چاہتا تھا اور اپنے کمیشن کو دنیا میں جاری کرنے کا آرزومند تھا۔ بقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی غیر مقلد نیچریوں کے چھوٹے بھائی ہیں یعنی دونوں اسی نجدی نشین کے بڑے چھوٹے پرزے ہیں جو محمد بن عبد الوہاب نے ایجاد کی تھی شیخ نجدی کی اس قوت جذب پر ہم کو تعجب ہوتا اگر مولانا روم کا یہ شعر یاد آگیا

ذرہ کاندر ہمہ ارض و سماست　　　جنس خود را ہمچو کاہ و کہرباست

ممکن ہے کہ کسی کوتاہ بین کو یہ خیال ہو کہ محمد بن عبد الوہاب تو نجد میں تھا وہ حجاز میں شاہ ولی اللہ صاحب سے کیونکر ملا ہوگا کہ انکو تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو شاہ صاحب جب حجاز میں پہونچے ہیں اسکا مذہب عرب میں ظاہر ہوچکا تھا علاوہ اسکے تاریخ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام تالیف علامہ سید احمد دحلان میں مذکور ہے کہ محمد بن عبد الوہاب طالب علم کی صورت میں مکہ و مدینہ میں دوڑتا پھرتا تھا اور شیخ محمد سلیمان الکردی الشافعی اور شیخ محمد حیات السندی اور دیگر علماء جن کے حلقۂ درس میں یہ بیٹھتا تھا وہ اس کے لحدانہ اور گمراہانہ حرکات و سکنات پر نظر کرکے کہا کرتے تھے "سیضل ہذا ویضل اللہ بہ من ابعدہ و اشقاہ" یہ عنقریب خود گمراہ ہوگا اور بہت سے بدبختوں کو گمراہ کردیگا خود اسکے باپ اور بھائی اس سے ناخوش تھے اسکو

اپنے ابتدائے عمر میں چھوٹے مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے حالات کو پڑھنے کا بڑا شوق تھا جب اس نے اپنا مذہب ظاہر کیا اور امیر درعیہ نے اس کو شایع کیا تو جو لوگ باہر سے آکر اسکے مذہب میں داخل ہوئے تھے ان کو اس نے مہاجرین خطاب دیا اور جو اس کے مددگار رہے ان کو انصار کے لقب سے ملقب کیا جب کوئی اسکے مذہب میں داخل ہوتا تھا تو اس سے کلمہ پڑھوانے کے بعد کہتا تھا کہ اقرار کر کہ تو پہلے کافر تھا اور تیرے ماں باپ بھی کافر مرے۔ پھر بہت سے اکابر علمائے کا نام لیکر کہتا تھا کہ اس کی بھی شہادت دے کہ یہ سب کافر تھے رسول مقبول ؐ کی شان میں بیخوف گستاخیاں کیا کرتا تھا اور عموماً کہا کرتا تھا کہ وہ بس ایک طارش (ایلچی) تھے۔ درود پڑھنے سے بہت چڑھتا تھا حتّٰی کہ دلایل الخیرات وغیرہ کتابوں کو اس نے جلوا دیا تھا۔ ہر خطبہ میں یہ ضرور کہتا تھا کہ "من توسل بالنبی فقد کفر" جو نبی سے متوسل ہوا وہ کافر ہوا۔ جوالی احسار کے کچھ لوگ زیارت رسول کو آئے تھے اسکو خبر ہوئی تو سب کی ڈارھیاں منڈوا کے اور گدھوں پر اُلٹا سوار کر کے درعیہ سے احسا تک انکو تشہیر کرایا مسلمانوں کے قتل و غارت میں کوئی امکانی کوشش اس نے کبھی ترک نہین کی۔ اس کے پیرووں نے جب طائف میں ہزن بولا اور قتل عام کیا تو مسجدوں اور مکتبوں کے اندر تک گھس گھس کے نمازیوں کو عین حالت نماز میں اور قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں کو بلا تامل قتل کیا۔ انتہا ہوگئی کہ شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کی گود میں ذبح کر ڈالا۔

اس جگہ ہم نے مختصراً محمد بن عبدالوہاب کے یہ بعض اقوال و اعمال نقل کئے ہیں اور اس وقت صرف اسی قدر ظاہر کرنا بھی مقصود تھا کہ روضہ رسول خدا کے زیارت کرنے والوں اور قبور اولیا پر فاتحہ پڑھنے والوں سب کو وہ گور پرست مشرک جانتا تھا اور ان کے خون کو حلال اور ان کے مال کو مباح کئے ہوئے تھا اب اس کے بعد شاہ محمد اسمٰعیل کے اقوال و اعمال پر آپ نظر ڈالیں تو آپ ضرور سمجھ لین گے کہ یہ سب کچھ محمد بن عبدالوہاب ہی کی تعلیم کے آثار ہیں شاہ ولی اللہ کی تصانیف میں بھی یہی باتین اس طرح مخفی ہین جس طرح دانہ میں برگ و بار و شگوفہ۔ جب موافق فصل آئی دانہ اُگا۔ شاخیں نکلین۔ کونپلین پھوٹین اور شگوفے کھلے علاوہ اسکے یہ تماشہ بھی قابل دید ہے کہ سرسید کی کوئی کتاب جو مذہبی پیرایہ لیے ہوئے ہو شاید ہی ایسی ہو گی جس میں کافی حسب دلخواہ مدد اثبات اصول جدیدہ میں شاہ صاحب کی تصانیف سے ظاہر و باطن نہ لی گئی ہو اور مولوی شبلی نعمانی کا علم کلام بھی اسی اساس پر

بنی ہے اصل یہ ہے کہ ظہور شاہ صاحب کے بعد جو زمانہ آیا اسکا تقاضا یہی تھا کہ طبیعتیں شاہ صاحب کی تقلید پر مائل ہو گئیں اور محدث عبدالحق دہلوی کا علم و فضل اس عصر جدید میں کچھ کسی کے کام نہ آیا انتہا ہو گئی مولوی صدیق حسن خاں کو دیکھیے اور محدث موصوف کی نسبت یہ کہنا "دیکھئے کہ مطالب علم را باید کہ در تصانیف دے خذ ما صفا ودع ما کدر بپیش نظر دارد" حالانکہ محدث ممدوح وہ جلیل القدر بزرگ ہیں کہ فیضی سا منور فلسفی ان کے کمال علمی و عملی کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھا اور شاہ ولی اللہ صاحب کی نسبت مولوی صدیق حسن خان یہ مانتے ہوئے ہیں کہ "در سرزمین ہند نظیر او در وفور عقل و علم و سلوک کسی برنخاستہ مجتہد عصر و مجدد دین بود" (تقصار)

شاہ صاحب نے تفہیمات آلہیہ وغیرہ میں خود بھی اپنی مجددیت کا مختلف الہاموں کے پیرایہ میں اظہار کیا ہے مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس مجددیت میں نجدیت کا عنصر بھی شامل ہے بشرط فرصت آئندہ کسی نمبر میں ہم اس اجمال کی تفصیل کریں گے۔ (سرفراز مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیا گیا

ابن سعود کے وعدے

روزنامہ ہمدم ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مقامات مقدسہ کے احترام اور آزادی کا وعدہ

سلطان نجد کا تار مرکزی خلافت کمیٹی کے جواب میں

بحرین ۹۔ اکتوبر۔ پرائیوٹ سکرٹری امیر عبدالعزیز ابن سعود سلطان نجد مرکزی خلافت کمیٹی کو بذریعہ تار حسب ذیل اطلاع دیتے ہیں اعلیٰ حضرت نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کے تار کے جواب میں آپ کو اسکا یقین دلادوں کہ مقامات مقدسہ کا پورا احترام کیا جائیگا اور جملہ مراسم جاری رکھے جائیں گے اور اس میں کسی قسم کا فرق نہ آئیگا۔ ہم نے حجاز میں محض اسلئے دست اندازی کی ہے کہ اسلامی مقامات اور حرمین شریفین کو غیر مسلم داخلت سے محفوظ رکھکر مذہبی عبادت میں سہولت بہم پہنچائینگے اور حجاج کو آرام دیکر تمام دنیائے اسلام کے اطمینان کا باعث بنیں گے۔

روزنامہ ہمدم ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء

شریف حسین یا اسکا بیٹا امن قائم نہیں رکھ سکتا

سلطان نجد کا خاص تار

اشفاق علی صاحب عمر کھاڑی بمبئی سے ۲۵ تاریخ کو بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ نجد سے حسب ذیل بحری تار

موصول ہوا ہے آپ کا تار موصول ہوا - اسکے لئے آپ کا اور مسلمانان ہند کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جبتک حسین یا اُسکا کوئی بیٹا مکہ معظمہ میں برسر حکومت رہیگا اوسوقت تک امن عامہ قائم نہیں رہ سکتا - خود حسین نے اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری تھی اور جو کچھ گذرا وہ بھی خود اسی کی حرکتوں کا نتیجہ ہے اب اہل مکہ معظمہ اوس کے افعال کے اثرات سے آزاد ہوگئے ہیں اب آخری فیصلہ تمام دنیائے اسلام کے فتوے پر منحصر ہے۔

۲۳ نومبر ۱۹۲۴ء (جمعیت الخلافت مرکزیہ کا خاص تار) جب سلطان نجد مکہ معظمہ کو روانہ ہونے لگے تو علما عمائدین رخصت کرنے کیلئے جمع ہوئے جن کے سامنے سلطانِ موصوف نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے نہیں جا رہا ہوں بلکہ اہل مکہ کو گرانبار ٹیکسوں اور حکومت ہاشمیہ کے مظالم سے نجات دلانے جا رہا ہوں اس متبرک و مقدس مقام کو جو مہبط جبرئیل ہے اس لیے جاتا ہوں کہ وہاں شریعت الٰہی کا از سر نو دور دورہ اور احکام ربانی کا نفاذ بذات خاص کروں مکہ معظمہ میں اب شریعت اسلامیہ کی حکومت ہوگی وہاں کوئی اور سلطان نہوگا سب کو پابند شریعت رہنا ہوگا۔ چونکہ مکہ معظمہ کو بین الاسلامی مرتبہ حاصل ہے اس لئے وہاں کی پالیسی کی بنیاد دنیائے اسلام کی رضائے عامہ پر قائم ہوگی موتمر اسلامیہ کا انعقاد مکہ معظمہ میں ہوگا اور ان تدابیر پر سب ملکر غور و خوض کرینگے جن کے ذریعہ سے بیت اللہ الحرام کو معصیت اور خود غرضی کی آلودگی سے پاک رکھا جا سکے اور حجاج کو امن و آسایش نصیب ہو - ارض مقدس حجاز کے دروازہ متقین کے لیے کھلے رہینگے ہم حتی الوسع راستوں کو محفوظ رکھینگے۔ اور اُس گنہگار کو سزا دیجائیگی جو احکام شریعت سے روگردانی کریگا۔ (روزنامہ ہمدم ۲۸ نومبر ۱۹۲۴ء)

آویزشِ نجد و حجاز

طائف میں نجدیوں نے خونریزی نہیں کی

بحرین ۲۵ نومبر علامہ سید محمد رشید رضا مصر کے نام عبدالعزیز سلطان نجد کی طرف سے حسب ذیل پیغام موصول ہوا ہے۔ ہمارے دشمن جو باتیں (ہماری مخالفت میں) شایع کر رہے ہیں انکی کسی حد تک بھی اصلیت نہیں ہے ان باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہماری فوجوں کے متعلق لوگوں میں سوءظن پیدا کیا جائے بجز ان واقعات کے جو جنگ میں ناگزیر ہیں اور جو دو فوجوں کے تصادم کے وقت عموماً واقع ہوا کرتے ہیں اور کسی قسم کی خونریزی نہیں کی گئی ہے ہماری فوجوں نے طائف پر قبضہ کرنے کے وقت اسکی خاص اور بہت کوشش کی ہے کہ حتی الامکان

کم نقصانات ہوں چنانچہ جب ۲۰ صفر کو ہماری فوجوں نے مکہ معظمہ سے آنیوالی (شریفی) فوج کی پیش قدمی کو روکا اور ہشکو منتشر اور پسپا کر دیا تو باوجود اسکی کمزوری کے اُسکا تعاقب نہیں کیا تاکہ اللہ کے حرم میں جنگ وقتال نہ ہونے پائے ہم اللہ کے سامنے اس بات سے اپنی برأت کا اعلان کرتے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو ہمارے ہاتھوں کوئی تکلیف نہیں پہونچی۔ کیونکہ اس قسم کی زیادتیاں شریعت اسلامیہ اور خود انسانیت کی نظر میں قابل نفرت ہیں اس قسم کی جو بات (ہماری فوجوں کے خلاف) شائع کی جارہی ہے بالکل جھوٹ اور بہتان ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ دُنیا کے اندر ہمیں بدنام کیا جائے۔ روزنامہ ہمدم ۲۹ نومبر ۱۹۲۴ء

اخبار رفتی العرب ناقل ہے کہ سلطان نجد خود کو اتحاد عرب کا حامی اور علم بردار شمار کرتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی تشدد آمیز پالیسی پر عمل کیا جائے قطیف اور احساء میں شیعہ عقاید والوں کی بھی آبادی ہے جنکو مذہبی معتقدات اور دیگر امور میں کامل آزادی ہے۔ روزنامہ ہمدم مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء

ایرانی وفد متعینہ حجاز کی رپورٹ

اخبار چہرہ نما مصر" میں جو تازہ ولایتی ڈاک سے موصول ہوا اس رپورٹ کا خلاصہ درج ہے جو ایرانی وفد متعینہ حجاز نے واپس آکر حکومت ایران کے سامنے پیش کی اور عالم اسلام کے مطالعہ کیلئے مشتہر کی ہے اسمیں درج ہے کہ ممبران وفد نے مکہ معظمہ میں قبور حضرت آمنہ و حضرت خدیجہ اور بہت سی قبروں کو خراب و مسمار دیکھا جب ابن سعود سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو اس نے کہا کہ میرے عقاید دینی قبروں کو بنانے اور انکی زینت دینے کی اجازت نہیں دیتے اور اس لیے میں عذر خواہ ہوں کہ یہ تمام واقعات میرے مکہ معظمہ وارد ہونے سے قبل کے ہیں۔ میں تحریراً اور تقریراً آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ من بعد اس قسم کی حرکتیں واقع نہوں گی مسلمانوں کے نمایندے جب مکہ میں جمع ہونگے۔ (جس سے اب انکار ہے ایڈیٹر) تو جو وہ طے کرینگے اسکی پابندی کیجائیگی۔

آقائے مرزا عبدالغفار کہتے ہیں کہ میں خود قبہ مبارک حضرت ختمی مرتبت پر چڑھا تھا پانچ گولوں کے نشانات ہیں یہ نشان فیصل درویش کی سرداری میں جبکہ مدینہ پر چڑھائی ہوئی ہے پڑے تھے اور جب اس خبر کو ابن سعود نے سنا تو فوراً فیصل درویش کو سرداری سے علحدہ کرکے اپنے لڑکے امیر محمد کو سردار مقرر کیا کہ مدینہ کا محاصرہ کرے اور شدت بڑھادے (خلافت کمیٹی کی طرف سے جو تحریریں شائع ہوئیں اُن کا دعویٰ یہ تھا کہ گنبد اطہر پر گولہ باری خود امیر علی اور اسکے اہل قبیلہ کا فعل تھا یعنی اس نے برائے شگون اپنی ناک کاٹی۔ تہمت لگانے والوں کو خدا ہدایت دے

اپنی خود غرضیوں کے کارن دوسروں پر تہمت لگانا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ شدت بڑھانے کا مقصود غالباً یہ تھا کہ کسی طرف سے آپ روانہ نہ پہونچ سکے جیسا کہ عراقی اور مصری جرائد نے تصریح کی ہے۔ قبر حضرت حمزہ کے متعلق موصوف کا بیان ہے کہ جتنا قیمتی اسباب زینت لوگوں نے وقف کیا وہ سب وہابی لوٹ لیگئے صرف ایک سبز پردہ موجود ہے قبر سالم ہے۔

سرفراز ۱۱ فروری ۱۹۲۶ء

ابن سعود کیونکر حکمران حجاز بن بیٹھا
ابن سعود اور اسکے مددگارونکی دھوکہ بازیاں کھلگئیں
اہل طائف پر وہابیوں کے مظالم
حضرت ابن عباس کی قبر اکھاڑ کر پھینک دی گئی

لندن۔ ۱۲ ستمبر روزنامہ الاحرام مصری نے ایک خاص تار شائع کیا ہے جو بہت سے آدمیوں کے دستخط کے ساتھ مکہ معظمہ سے موصول ہوا ہے تار میں درج ہے کہ وہابی فوجیں طائف میں داخل ہوگئیں مکانات کو پھونکدیا قبریں اکھاڑ کر پھینکدیں جنمیں حضرت عباس اور ابوالعاص کی قبریں بھی داخل ہیں۔ انھوں نے ایک زبردست عالم اور محدث کو بھی تہ تیغ کیا بوڑھے آدمیوں، عورتوں اور بچوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا جن لوگوں کے اس تار پر دستخط ہیں ملتجی ہیں کہ خدا کے لیے ان مظالم کا کسی طرح خاتمہ کرا دیا جائے

روزنامہ "ہمدم" ۱۴ ستمبر ۱۹۲۴ء

جمعیۃ العلماء بمبئی کا خاص احتجاج جنگ نجد و حجاز کے خلاف

سکریٹری صاحب جمعیۃ العلماء عمر کھاڑی بمبئی سے ۲۰ تاریخ کو بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔

جمعیۃ العلماء بمبئی کی مجلس عاملہ نے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیے ہیں:۔

(۱) یہ جلسہ شریف حسین اور ابن سعود کے مابین جنگ کو اسلام اور مقامات مقدسہ اسلامیہ کی عزت و وقار کے خلاف خیال کرتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے کہ اگر اس جنگ میں کسی غیر مسلم قوت نے دخل دیا تو یقیناً اسکے نتائج خراب ہوں گے دونوں فریق کو برابر کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے یہ جلسہ اُنسے درخواست کرتا ہے کہ اس

خطرناک تنازعہ کو ترک کریں اور اگر اُن میں ذرا سی بھی حمیت اسلامی ہے تو مقامات مقدسہ کو انگریزوں کے اثر سے بچائیں۔

(۲) جمعیۃ العلماء کا یہ جلسہ تمام مسلمانوں کی توجہ اس خطرناک صورت حال کی طرف منعطف کرتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ جلسے کرکے اس رزولیوشن کی تائید کریں۔ روزنامہ ہمدم ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء

اہل مکہ کی فریاد

ظالم وہابیوں سے بچاؤ

بصرہ ۱۲ ستمبر یہ تار ۱۱ ستمبر کو جدہ سے چلا تھا۔ اس پر ۳۰ حجاج کے دستخط تھے (ہمدم) ہم لوگ جو کعبہ شریف کے سامنے اسوقت مجتمع ہیں اور جنکے ساتھ ہندوستان۔ جاوا۔ بخارا۔ افغانستان۔ ایران۔ سوڈان۔ ترکستان طرابلس الغرب کے ۲۰ حجاج شامل ہیں۔ اپنی طرف سے اور منجانب دنیائے اسلام شکایت کرتے ہیں کہ وہابیوں نے الطائف پر حملہ کیا۔ مکاتب و مدارس اور مکانات جلائے بزرگوں کی قبروں کو نقصان پہونچایا۔ جن میں عبداللہ ابن عباس کی قبر بھی شامل ہے۔ انھوں نے خوب قتل و غارت کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا باوجودیکہ وہ حاجی تھے مقتولین کے عزیزوں نے دول عظام کے قونصلوں سے شکایت کی ہے۔ حکومت ہاشمیہ کی فوج نے حتی الامکان شہر کی مدافعت کرنے میں بہت کچھ جدوجہد کی حمیت انسانی۔ تہذیب و انصاف کا واسطہ دے کر جسکے لیے مجلس اقوام بنائی گئی تھی ہم لوگ التجا کرتے ہیں کہ ان افعال شنیعہ کا انسداد کیا جائے اور اس وحشی فرقہ کو روکا جائے۔ جو معصوم اور بیگناہ آدمیوں کو قتل کرکے خوش ہوتا ہے باوجودیکہ تمام متمدن دنیا اور مذاہب کی اس پر لعنت برستی ہے اسی قسم کا ایک تار مکہ معظمہ سے فرانسیسی زبان میں ہندوستانی جرائد کے نام بھی ارسال کیا گیا تھا۔ جو ہمدم میں شائع ہو چکا ہے۔ روزنامہ ہمدم ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء

نجدیوں کے حملہ حجاز سے اندیشہ

جنگ نجد و حجاز کے متعلق جمیع مسلمانان ہند سے اپیل

۱۸۰۳ء میں اُسوقت کے نجدیوں نے مکہ مکرمہ اور مدینۂ منورہ پر حملہ آور ہو کر بیت الحرام اور روضۂ رسول پاک (روحی فداکم) صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص اہانت کی اور اسی سنہ کے قریب قریب کربلائے معلےٰ پر حملہ کرکے سینا نا

امام حسین علیہ السلام کے مزار مقدس کے ساتھ گستاخی کی۔ حال میں اسوقت کے نجدیوں نے طائف پر حملہ کرکے اپنی بربریت وسفاکی کا ثبوت دیا اور امان چاہنے اور اطاعت قبول کر لینے والی غیر مصافی آبادی کا قتل عام کیا۔ مخدرات اشراف کے سر سے سوائے سروال کے ستر پوشی کے تمام کپڑے اتروا کر انکو بے حرمت کیا۔ السید عبداللہ الزواوی مفتی الشافعیہ کو قتل کرکے انکی نعش کو گھوڑے کی دم میں بندھوا کر پاش پاش کرایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی قبر کو کھود کر بندوق سے اسپر گولیاں چلائیں۔ سرور کائنات افضل موجودات (ابی وامی فداہ) صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ کے مزارات کو کھودا۔ یہ واقعات وحالات ایسے نہیں کہ اسپر کوئی مسلمان کلمہ گو چپ ہو کر بیٹھ سکے یا انکو نظر انداز کرے یا کسی جماعت وشخصیت کے خیالات سے متاثر ہو کر اپنے جذبات کو چھپائے۔ لہذا ہم دستخط کنندگان ذیل موجودہ نجدیوں اور انکے حملہ طائف ومکہ مکرمہ پر کمال نفرت وانتہائے غم وغصہ کا اظہار کرتے ہیں اور دنیائے اسلام کو ان ہولناک پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے ہیں۔ جو نجدیہ وہابیہ کی ذات سے متصور ہیں۔ اور خدا کو ماننے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرتے اور اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تمام اکابرین دین کا اعزاز واحترام کرنے والے مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اس فتنہ وشر کو حرمین سے دفع کرنے کے لیے وہ بھی اپنے اپنے مقامات پر ہر ممکن احتجاج کریں۔

المشتہر

احمد چاند خاں۔ احمد جی فسح۔ قمر الزماں عبدالستار۔ حاجی غلام حسین۔ حاجی اسحاق وغیرہ

(روزنامہ ہمدم ۱۹ نومبر ۲۴ء)

لندن کا ۱۱ نومبر کا ایک تار مظہر ہے کہ رپورٹ آئی ہے کہ ابن سعود کی نجدی فوجوں نے مکہ معظمہ میں تمام مزارات اور قبوں کو گرادیا ہے صرف مسجد کچھ محفوظ ہے لیکن انھوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی ہے اگر اسلامی دنیا کی عام آبادی مطالبہ کرے گی تو وہ ان عمارتوں کو دوبارہ بنوا دینگے۔

مدینہ منورہ کے متعلق تحقیقات مابعد سے اسکی تصدیق ہو گئی کہ رسول عربی کے عم نامدار سیدنا حمزہؓ کا مزار مبارک ابن سعود کی آتشباری سے منہدم ہو گیا۔ لیکن ابھی نجدی لوگ مدینہ میں داخل نہیں ہوئے ہیں دونوں فریق صلح کے خواہاں ہیں کیونکہ ابن سعود اور امیر علی کی فوجیں لڑتے لڑتے خستہ ہو گئی ہیں لیکن ابن سعود نے اعلان کردیا ہے کہ جب تک خاندان ہاشمی حجاز سے چلا نہ جائیگا اسوقت تک وہ حجاز سے نجد کو واپس جائیگا وہ اسکے لیے تیار ہے

کہ خاندان شریف کے کسی دوسرے شخص کو جو ہاشمی النسل ہو حجاز کا حکمران بنا دیا جائے لیکن کسی ہاشمی النسل کو حجاز کا فرمانروا بنانا نہیں چاہتا۔ بہرحال ابن سعود کی حالت امیر علی سے بہتر ہے کیونکہ جدہ میں روپیہ کی کمی اور اجناس کا قحط ہے اگر امیر علی کو کہیں سے معقول مالی امداد نہ ملی تو بہت زیادہ دنوں تک وہ سعودی سپاہ کی مزاحمت نہ کر سکے گا۔ سرفراز ۱۹ نومبر ۲۵ء

ابن سعود ملک الحجاز بن بیٹھا

قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جدہ کا ایک پیغام موصول ہوا ہے کہ مکہ معظمہ پر ابن سعود نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ (سرفراز ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء

نیرنگی عالم

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

وفد خلافت ۱۹ فروری کو ہندوستان پہونچ گیا اور اُسنے حسب توقع ابن سعود کی مدح سرائی شروع کر دی۔ لیکن مسٹر محمد علی کو اب اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور وہ ابن سعود کے اعلان ملوکیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ سرفراز ۱۸ فروری ۱۹۲۶ء

ابن سعود کے اعلان شاہی کی حقیقت

سید حبیب رئیس وفد خدام الحرمین نے بندر سوڈان سے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ابن سعود سے مصالحت میں ناکامی ہوئی اس نے ہم کو ارض حجاز سے نکل جانے کا حکم دیا اور جدہ تک سپاہیوں کی نگرانی میں بھیجا تین دن تک قید رکھا اور زبردستی جہاز میں بٹھا کر مصر روانہ کر دیا۔ جب ہم جہاز پر پہونچ گئے تب ہم کو چھوڑا۔ ایک دوسرے خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ابن سعود کس طرح ملک الحجاز بنے۔ آپ نے بیان کیا کہ یہ خطاب آپنے اہل مکہ کے اصرار پر قبول نہیں کیا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہابیوں کو اشارہ کیا اور انھوں نے تحریک شروع کی مخالفت کی کسے تاب تھی جدہ سے آدمی بلوائے گئے اور ایک معمولی مجلس میں جسمیں ابن سعود خود موجود تھا خطابات امیر المومنین خلیفۃ الملک اور خادم الحرمین پیش ہوئے ملک الحجاز کے لقب کی ابن سعود نے خود تائید کی اور اسطرح اپنے ملک الحجاز بن بیٹھے آپ کا بیان ہے ابن سعود اب حجاز میں رہے گا۔ خبر ہے کہ جدہ اسکا دار الصدر ہوگا۔ یہ بھی خبر ہے کہ وہ حجاز سے اپنا لاکھو گنی سلطنت وا اپنی وصول کرے گا۔ جدید حکومت حجاز کی طرف سے تشدد جاری ہو گیا ہے اسلحہ چھینے جا رہے تھا۔ سنا ہے اور اہل حجاز بھی ہندوستانیوں کی طرح بیدست و پا کیے جا رہے ہیں۔ یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ ابن سعود

حجاز کے خزانہ سے ۵ ہزار گنی وظیفہ لیگا۔ اور فوجی اخراجات کے لئے ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۱۶۶۶ گنی ماہوار لیگا۔ (سرفراز ۱۱ مارچ ۲۶ء)

مصالحت کی کوششیں

اے مسلمانو آپس میں مت لڑو

اہل فلسطین کی درخواست سلطان نجد سے

القدس ۲۶ ستمبر۔ فلسطین کی مجلس عالیہ اسلامیہ نے سلطان ابن سعود سے بذریعہ تار اس امر کی درخواست کی ہے کہ وہ جدال وقتال کو ترک کر کے قوم عرب کی خاطر اُن جملہ اختلاف کو جو شاہ حسین اور اُنکے درمیان ہیں بذریعہ ثالثی طے کرلیں۔ (ہمدم مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۴ء)

جنگ نجد و حجاز کو بند کرانے کی تجویزیں

بیت المقدس کی انجمن عالیہ اسلامیہ کی درخواست

القدس۔ ۴ اکتوبر بیت المقدس کی انجمن عالیہ اسلامیہ نے تمام مسلم سلطنتوں اور نمائندہ انجمنوں کے نام تار ارسال کر کے درخواست کی ہے کہ وہ تقدس حرمین کا پاس کرتے ہوئے اپنے اپنے نمائندہ جدہ روانہ کریں جہاں آگرہ وہ آویزش نجد و حجاز میں مداخلت کر کے مخلوق خدا کی خونریزی بند کرادیں جب اس درخواست کا جواب اثبات میں آئیگا تو انجمن مذکور بھی اپنے نمائندگان روانہ کریگی۔ (روزنامہ ہمدم ۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

خدمت حرمین شریفین کا فرض

حجاز کی جمعیت قومی کی تجویز

طاہر ابوماع معتمد جمعیۃ قومیہ حجاز نے جدہ سے اپنے برقی پیام مورخہ ۴ اکتوبر سے موقر معاصر بمبئی کرانیکل کو اطلاع دی ہے کہ فوج محافظ کی کامل تربیت کے بعد اور نیز اس وجہ سے کہ گورنمنٹ قوم کے جان و مال کی حفاظت مطلق نہیں کرسکتی ہے سرزمین حجاز کے تمام لوگ پریشان تھے اسلئے کہ حجاز کا سارا ملک عموماً اور حرمین شریفین خصوصاً اب ایک سخت خطرہ اور کشمکش کی حالت میں ہیں چونکہ حجاز ساری اسلامی دنیا کی نظروں میں سب سے زیادہ مقدس ہے اسلئے قوم نے بالاخر طے کر کے شریف حسین کو تخت و تاج سے دست برداری پر مجبور کیا اور ان سے کہدیا کہ آپ جہاں چاہیں تشریف لیجائیں اسلئے کہ اندرون ملک کی حالت تشویش انگیز ہے اور سارے ملک میں شورش و انقلاب

کا اندیشہ ہے۔ قوم نے اس امر پر غور کر کے طے کیا کہ امیر علی کو محض "ملک الحجاز" کے خطاب سے ایک آئینی حکومت کے ساتھ مقرر کیا جائے بشرطیکہ وہ مقامات مقدسہ کے حقوق و اغراض کے معاملہ میں تمام اسلامی دنیا کے فیصلوں پر عمل کریں قوم نے ابن سعود کے پاس باضابطہ مراسلت بھیجدی ہے جس میں اُن سے استدعا کی گئی ہے کہ مصالحت کی گفت و شنید کے لئے اپنے سفیر بھیجیں اس اعلان عام کے بعد اور اُن حفاظتی تدابیر کے اختیار کرنے کے بعد اگر اسلامی دنیا نے مقامات مقدسہ کے بچانے میں عجلت نہ کی اور امام ابن سعود کی بڑھتی ہوئی فوج کو نہ روکا اور ان سے یہ استدعا نہ کی کہ جلد از جلد اپنا سفیر بھیجکر گفت و شنید شروع کر دیں اور موقع کی نزاکت کو لحوظ رکھکر ملک کے بچانے کی فوری تدابیر نہ اختیار کیں تو قوم حجاز ساری ذمہ داری اس کے سر ڈالدے گی۔ روزنامہ ہمدم ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مشاہیر علمائے حنفی۔ شیعہ۔ صوفیہ و سربرآوردگان قوم کا اظہار خیال و اعلانات

ماٰثر متبرکہ کی تباہی پر مشاہیر علما اور سربرآوردگان اسلام کی رائیں

جلسہ عام منعقدہ ۲۹ راگست ۱۹۲۵ء بمقام امام باڑہ نواب آصف الدولہ بہادر (عدن مقام)

شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر ظلہ العالی نے بحیثیت صدر جلسہ اپنی افتتاحی تقریر کے سلسلہ میں نجدیوں کے مظالم کا اجمالی ذکر کرتے ہوئے ۱۲۵۹ھ کے ایک خط کا اقتباس جس میں کربلائے معلی میں نجدیوں کے مظالم کی تفصیل تھی پڑھا اور فرمایا کہ اس ہنگامہ میں سولہ ہزار نفوس قتل کئے گئے جس میں ایک ہزار دودھ پیتے بچے تھے اور ستر قرآن مجید اور حدیث کی کتابیں ایک حجرہ میں ایک میت پر ڈھیر کی گئیں اور آگ لگا دی گئی اور اسکے بعد حال کے جدال و قتال اور اُس بیحرمتی کا ذکر فرمایا جو نجدیوں سے فتح مکہ معظمہ و محاصرہ مدینہ منورہ کے دوران میں سرزد ہوئیں اور یہ بھی فرمایا کہ چونکہ نجدیوں کے ان حرکات کا منشا اُن کا مذہبی عقیدہ ہے لہذا تحفظ حرمین و مشاہد کا وہ کیسا ہی زبردست اقرار کریں ہرگز ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا۔ روزنامہ سرفراز ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء

قیام الدین مولانا مولوی محمد عبدالباری صاحب مرحوم فرنگی محلی کی تقریر

مولانا قیام الدین عبدالباری صاحب نے اپنے خاص پر جوش الفاظ میں تقریر فرمائی آپ کا بیان ایسے امور سیاسی کی طرف ناظر تھا جسکا اثر حال کے واقعات پر اچھی طرح پڑ سکتا ہے جنھیں آپ نے پوست کندہ بیان کر دیا۔ آپ نے

اُن سیاسی چالوں کا انکشاف فرمایا جنکو مدینہ اور مکہ کے فتنہ سے زیادہ تعلق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ابن سعود اور اُسکی فوج کو مرتد کہنا فضول ہے کیونکہ وہ مسلمان ہی کب تھے۔ مجھے جو شکایت ہے وہ اپنی قوم سے ہے جسکی غفلت کی یہ نتائج ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی غیر مسلم سلطنت سے اُس موقع پر مدد خواہی مجھے ہرگز گوارا نہیں اسلامی ریاستیں ہندوستان کی کافی ہیں میں کبھی ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام کی خدمت میں اگرچہ نہیں آ گیا لیکن اگر ضرورت ہو تو میں انکی خدمت میں حاضر ہو کر اس کام کے لئے اپنی ٹوپی اُنکی قدموں پر رکھوں اور ان سے التماس کروں کہ اُسوقت مکہ اور مدینہ منورہ بلکہ اسلام کی عزت بچایئے اسی طرح دیگر اسلامی ریاستوں کو بھی متوجہ کروں مگر مجھے امید نہیں کہ اُنھیں اجازت بھی مل سکے اور اسی اجازت کے ملنے اور نہ ملنے پر سارا راز منکشف ہو سکتا ہے نجدی فوج کوئی منظم فوج نہیں ہے وہ چند آزاد قبائل سے مرکب ہے جو ڈھیلا پتھر اور تلوار اور چند پرانے زمانے کی توپوں سے اور ہتیاروں سے مسلح ہے اگر ہندوستانی اسلامی ریاستیں چاہیں تو اُن کے پراگندہ کرنے پر اچھی طرح سے قادر ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ صرف ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور کی فوج تنہا اس گروہ کی شکست کو کافی ہے یہ وقت صرف رونے اور گفتگو کا نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے افعال جب سرزد ہو جاتے ہیں تو کوئی چارہ کارگر نہیں رہتا روئیے بھی اور تدبیر بھی کیجئے۔ ہم تیرہ سو برس سے واقعہ کربلا پر روتے ہیں حالانکہ نہ قاتل ہے نہ مقتول باقی ہے اور اب تو انتظام و تدبیر امکان سے باہر نہیں ہے لہذا اب ہمیں سرے ہی پر ان ملاحدہ کو روکنا چاہیئے ورنہ روضہ رسولؐ کی تباہی میں کوئی شک نہیں میں نے انجمن خدام کعبہ کی بنیاد اس وجہ سے رکھی تھی کہ اس طرح کے اخبار مجھے پہلے سے مل رہے تھے مگر سیاسی دنیا ایک رنگ پر قائم نہیں اختلافات نے کوئی کام نہ ہونے دیا۔

سرفراز ۷، ستمبر ۲۵ء

تقریر امام جمعہ طہران

حضرات علماء نجف اشرف کی جانب سے جو خبریں موصول ہوئیں اُنکا مضمون یہ ہے کہ وہابیوں کے قاضی القضاۃ نے مشاہد مقدسہ ائمہ ہدیٰ کو گرانے کا حکم دیدیا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اگر اس واقعہ میں کچھ حقیقت ہے تو یہ واقعہ بھی اُس مصیبت سے کچھ کم نہ ہوگا جو ۶۱ھ میں اسلام پر نازل ہوئی۔ یہ ایسی مصیبت تھی جسکا داغ اسلام کے کلیجہ سے آج تک نہیں مٹا۔ (اشارہ ہے واقعہ شہادت کربلا کی جانب) واقعہ ہدم مشاہد مقدسہ صرف ہتک شعایر اسلام تک منتہی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت اسلام کی غارتی اور ایمان کی بربادی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان واقعات سے محض شیعوں کو نقصان پہونچے گا بلکہ یہ عامہ مسلمین کی رسوائی کا موجب ہے

لہذا بالخصوص علماء اعلام کو لازم ہے کہ اس مصیبت کبریٰ کا علاج پہلے ہی سے کر رکھیں۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ واقعہ ہدم مشاہد و مساجد سے بہت کم درجہ کا ایک واقعہ ایران میں ہوا تھا (اشارہ ہے گولہ باری مشہد مقدس کی طرف ایڈیٹر) اس ایک واقعہ نے تمام دنیائے اسلام میں آگ لگا دی تھی مگر آج جب کہ غیر قابل تحمل اخبار کا ہجوم ہے تو مسلمانوں کی طرف سے کوئی تدارک نہیں ہوتا۔ جملہ حاضرین سے میں التماس کرتا ہوں کہ اسکے انسداد کی تدابیر پر غور فرمائیں اور جس بزرگ کا جو خیال ہو وہ بے تامل اوسکا اظہار کر دیں تا کہ مشورہ میں سہولت ہو۔ (از اخبار سرفراز مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۲۶ء)

وزارت خارجہ ایران کا تار

بنام

سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی طرف سے انہدام جنت البقیع پر اظہار اضطراب کرتے ہوئے دولت علیہ ایران کو اقدامات ضروری کی طرف بذریعہ بحری تار توجہ دلائی گئی تھی جسکا حسب ذیل جواب وزارت خارجہ ایران کی طرف سے بنام سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس موصول ہوا ہے۔

ترجمہ

بخدمت سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

جو تار برقی کہ توسط قنصل خانہ ایران بفرمائش سکریٹری شیعہ کانفرنس متعلق ہدم مساجد و مشاہد بھیجا گیا تھا اوسکا جواب وزارت امور خارجہ کی طرف سے موصول ہوا ہے جسکی نقل بعینہ درج ذیل ہے۔

دولت ایران اس مصیبت سے بہت متاثر ہوئی اور وہ ایسے مناسب تدابیر میں مشغول ہیں جن سے کہ اس قسم کے واقعات کا تدارک ہو سکے۔ برادران دینی اہل ہند کے ٹلگراف سے جسمیں انھوں نے ان واقعات سے متاثر ہونے کا اظہار کیا ہے پہونچا یہ تار اون اقدامات و تدابیر میں جو دولت علیہ ایران اس معاملہ میں اختیار کرنا چاہتی ہے باعث مزید جد و جہد کا ہوگا۔ اور جب وقت آئیگا تو ان تدابیر میں آپ حضرات کی مساعدت بھی حاصل کر لی جائیگی۔

اُمید ہے کہ اس مراسلہ کی رسید سے تحریراً مطلع فرمائیں۔

سرفراز یکم جولائی ۱۹۲۶ء

آثار متبرکہ کے انہدام پر مجتہدین عظام و علمائے کرام کا اعلان

مکہ معظمہ کے آثار متبرکہ کے انہدام اور مدینہ منورہ کی گولہ باری کی اطلاع موصول ہونے پر حسب ذیل اعلان لکھنؤ

کے مجتہدین عظام و علمائے کرام نے شائع فرمایا تھا جسے ہم بیرونجات کے مومنین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔

ترجمہ

(۱) جو شخص اہل مدینہ کو اپنے ظلم کے سبب سے ڈرائے خدا اسکو ڈرائے اور اس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے (صحیح مسلم)

(۲) رسول خدا نے فرمایا کہ مدینہ عیر سے لیکر ثور تک میرا حرم ہے جو شخص اسمیں کوئی حادثہ واقع کرے یا کسی ایسے مجرم کو پناہ دے اوسپر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس سے خدا کسی قسم کا فدیہ و عوض قبول نہیں کرتا (مشکوٰۃ)

(۳) انس سے منقول ہے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ مدینہ اس مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے نہ اسکا درخت کاٹا جائیگا نہ اسمیں کوئی حادثہ واقع کیا جائیگا اگر کوئی شخص اسمیں کوئی حادثہ واقع کرے تو اوسپر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴) جمیل بن دراج کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سُنا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں کوئی حادثہ واقع کرے یا کسی ایسے مجرم کو پناہ دے تو اوسپر خدا کی لعنت ہے۔ (وسائل الشیعہ)

(۵) حسان بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سُنا کہ امیرالمومنین نے فرمایا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور مدینہ رسول کا حرم اور کوفہ میرا حرم ہے۔ (وسائل الشیعہ)

حرم خدا میں جو کچھ سلف صالحین کے قبور پر گزری وہ بھی سن چکے حرم رسول پر جو مصائب نازل ہوئے اس میں بھی اب شک نہیں رہا۔ زندگی تلخ ہے کہ حرمین شریفین کی بے احترامی ہمارے زمانہ میں ہوئی۔ کیا کعبہ جو اہل اسلام کا قبلہ ہے آپ سے امید رکھ سکتا ہے کہ آپ اسکے دشمنوں سے بیزاری کرینگے۔ یزید کے زمانہ میں کعبہ جلا دیا گیا۔ اب پھر اس پر بے ادبی اور بے احترامی کی بارش کی گئی۔ کیا حرم رسول آپ سے توقع رکھ سکتا ہے کہ آپ اس برباد کن گروہ سے انحراف کرینگے زمانہ کا انقلاب دیکھو کہ جو حرم اپنے دامن میں مجرموں کو پناہ دیتا تھا اب وہ خود طالب پناہ ہے اسلام والوں تمہارے نبی کی قبر آتشین حربوں کے بیچ میں ہے کیا تمہارے دل سے دھواں نہیں اٹھتا اگر تم انصار خدا اور رسول ہو تو اپنے درد کا اظہار کرو اگر اسکا ثمرہ خدانخواستہ کچھ نہ ہو تو یہ کیا کم ہے کہ تم اس دشمن اسلام فرقے سے الگ نظر آؤ گے جس نے مصنوعی اسلام کا دعویٰ کر کے پیغمبر کی بے حرمتی کی اور اس لعنت سے محفوظ رہو گے۔ جو ایسے وقائع پر راضی ہونے والوں کے لئے درگاہ باری میں مہیا ہے۔

المکلف

نجم الحسن عفی عنہ — محمد باقر عفی عنہ — ظہور الحسن عفی عنہ — ناصر حسین عفی عنہ

آقا حسن عفی عنہ — محمد ہادی عفی عنہ — ابن حسن عفی عنہ — سبط حسن عفی عنہ

فریاد اسلام

واقلۃ ناصراہ

اسوقت اسلام پر جو جو مظالم ہورہے ہیں اور جس طرح مخالفین وہ جو ظاہر بظاہر اسکے معاہد ہیں اور نیز وہ جو اسلامی صورت میں ہیں اُسکے مٹانے پر آمادہ ہیں کون نہیں جانتا

اللّٰھم لا تجعل مصیبتنا فی دیننا

یہ مصائب جو اس وقت اسلام پر حرمین شریفین میں نازل ہو رہے ہیں یقیناً اس قابل ہیں کہ اسلام سے جان دریغ نہ کیجائے مگر ہمتیں پست ہیں دلوں میں جوش نہیں بازو کمزور ہیں نیتوں میں خلوص نہیں یہی منشاء بے عملی کا ہے۔

سرفراز نمبر ۵ میں مولوی سید کلب عباس صاحب وکیل سلمہ اللہ کا مضمون جس دردِ دینی اور جوش مذہبی کا نیا دیباچہ شریعت ان کے خیالات پر تحسین و آفریں کرتی ہے اور اگر گوش حق نیوش سے سنو تو اسلام کی صدا کان میں آجائیگی ھل من ناصر ینصر نی ھل من ذاب یذب عنی اگر ایسی ہی پرجوش اور خالص نیت رکھنے والی معتدبہ تعداد اہل اسلام میں پیدا ہوجائے تو یقیناً یہ بیکسی رفع ہو جائے یہ پرجوش ہمت میں بھرے ہوئے دل کو دنیا بھر کی مضبوط سی مضبوط زنجیر اور عالم کی کوئی قوت روک نہیں سکتی اللّٰھم اھد قلوبنا وثبت اقدامنا سرفراز ۲۷ رجون سنہ ۱۹۲۶ء

الاحقر حکیم الامۃ علامۂ ہندی) سید احمد عفی عنہ

(مولانا سید) ابوالحسن النقوی بقلمہ (مجتہد)

انہدام جنت البقیع پر اظہار اضطراب

مجتہدین عظام وعلمائے اسلام کا اعلان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّی مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِی وَمَنْ اٰذَانِی فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ:۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اُسے ایذا پہونچائی اُس نے مجھے ایذا پہونچائی اور میری ایذا خدا کی ایذا ہے اور خدا کا ایذا دینے والا کافر ہے۔

وَقَالَ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِبَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِبَیْتِی

اسلام پر جو مصائب کا ہجوم ہے اور دنیا جسطرح اسکے فنا کردینے کی قسم کھائے ہوئے ہے وہ محتاج بیان نہیں مشہد مقدس کی گولہ باری نجف اشرف اور مسجد کوفہ کے مصیبت ناک واقعات دلوں سے محو ہونے پائے تھے کہ زمین حجاز پر وہ مظالم شروع

ہوگئے جو پاک عقیدہ مسلمانوں کو سال بھر سے زیادہ گزرا کہ خون کے آنسو رلا رہے ہیں سلطان نجد ابن سعود نے طائف اور مکہ معظمہ کے قبوں اور مزارات کو منہدم کرڈالا اور محترم مقامات کی دل کھول کر بیحرمتی کی جس سے عالم اسلام میں ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے اور اس زخم کے اندمال کا سامان نہونے پایا تھا کہ ایک نئی قیامت خیز خبر پہونچی جسکے بیان کرنے میں زبان قلم کو لغزش ہے اور اس ظالم سفاک دشمن اسلام کے لئے دل سے نفرین و بد دعا نکل رہی ہے اور نہیں معلوم ان کے علاوہ کتنے مزارات پر مدینہ طیبہ میں یہی ظلم ہوگیا - دل تھام کر سنئیے اور دیکھئے -

بغداد کا تار ۲۵ مئی ۱۹۲۶ء

آخر کار اسلام کے رخسار پر ذلت کا وہ طمانچہ جسکا وہابیوں کی طرف سے اندیشہ تھا پڑ گیا اور انھوں نے جنت البقیع کے مشاہد شریفہ کو منہدم کر ڈالا جس پر صبر کرنا ناممکن ہوگیا ہے - لہذا پوری سعی اور کوشش لازم ہے کہ جو وقوع میں آگیا اسکی تلافی ہو حسن صدر الدین (یہ عراق کے جلیل القدر مجتہد ہیں)

اسکی تصدیق میں دفتر خلافت بمبئی میں مسٹر شوکت علی صاحب کا تار

مکہ ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء ہمیں جدہ میں یہ دردناک خبر سنکر بیحد صدمہ ہوا کہ جنت البقیع اور سیدنا حمزہ کے مزارات زمین کے برابر کردیے گئے - مکہ میں آکر اس خبر کی تصدیق ہوئی - ہم موتمر میں یہ مسئلہ بھی پیش کرنے والے ہیں کہ اسمیں مداخلت کرے نیز سلطان کو بھی متنبہ کیا جائیگا کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کو نظر انداز نہ کریں -

اگرچہ یہ واقعات اچھی طرح واضح و آشکار ہوچکے لیکن پردہ نشین معزز خواتین تک بہت کم اطلاعات پہونچی ہونگی ہیں اب چونکہ حضرات معصومہ مظلومہ خاتون جنت دختر رسول اکرم حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہم اور رضی اللہ تعالی عنہا کے مزار شریف کی بیحرمتی کی بھی نوبت پہونچ گئی اور انکی اولاد اطہار میں سے چار بزرگواروں کے مزارات منہدم کرکے زمین کے برابر کردیے گئے اسلئے لازم ہوا کہ اس مصیبت عظمی کی خبر ان تک ضرور پہونچائی جائے -

اسمیں شک نہیں کہ ابھی تک محترم خواتین اسلامی حمیت اور مذہبی پابندی میں اکثر مردوں سے زیادہ نامور ہیں بلکہ اسوقت اکثر مذہبی رسمیں انھیں مخدرات کے دم سے اس آزادی کے دور میں محفوظ ہیں اور جن کے مردوں میں آزادی سرایت بھی کر گئی ہے ایسی ہی مخدرات راسخ العقیدہ تھر آ جبراً انھیں بھی مذہبی رسوم کا عامل بنا ہوتی ہیں اور بالخصوص حضرت بی بی فاطمہ دختر رسول کا احترام بلکہ ان کے نام مبارک کے ہر ہر حرف کا احترام تو انھیں کا حصہ ہوگیا ہے بلکہ ان کی زندگی کا نمایاں کارنامہ یہی عمل خیر ہے -

ہمیں یقین ہے کہ یہ وحشت انگیز خبر ان محترمات میں ایک تہلکہ ڈالدیگی اور انھیں کھانا پینا تلخ ہوجائیگا نیند اڑ جائیگی

اور وہ اپنی اپنی جگہ سوگ نشین ہوجائینگی اور اُن میں ایسا ماتم عظیم برپا ہوگا کہ ہر گھر عزاخانہ ہوجائیگا اور عجب نہیں کہ اس مصیبت کے ضمن میں اُنکے پاکیزہ دلوں کا جوش بتائید خدا ایسا اثر پیدا کرے کہ وہ اپنے جوش دلانے والے کلمات سے اپنے مردوں میں بھی ایسی غیرت اسلامی پیدا کرسکیں کہ وہ حضرات ابن سعود کے تخت وتاج کو تاراج کرانے اور اُسے ارض حجاز سے نکلوا دینے اور مزارات کے از سر نو بنوانے کی کوشش پر آمادہ بلکہ مجبور ہوجائیں اور اس خیال کو اسطرح دلوں میں ٹھان لیں کہ جبتک اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوجائیں ازراہ اخلاصمندی برابر اظہار غم کریں اور راحت وآسائش کا نام نہ لیں۔

کیا یہ کوئی معمولی بات ہے کہ جن مقدس بی بی کے نام پاک کی چیزوں پر پاک اعتقاد عورتیں غیر کا سایہ پڑنا گوارا نہ کرسکیں ان کی قبر مطہر تک بدتمیز وبیباک بیدرو بیدین لوگوں کے پائے نجس پہونچیں اور اُسکی بحرمتی کریں یہی وہ امور ہیں کہ دل اور کلیجے اگر خون ہوکر بہہ جائیں تو بجا ہے۔

نوٹ۔ یہ اشتہار جس گھر میں پہونچے لازم ہے کہ ہر مسلمان عورت اسے غور سے پڑھے یا پڑھوا کر سنے اور اپنی پوری عقیدتمندی کا اظہار کرے۔

ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ — نجم الحسن بقلمہ

محمد سلیمان قادری چشتی غفر اللہ لہ (پھلواری شریف) — فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی عفا اللہ عنہ (فرنگی محل)

مکتوب سرکار شریعتمدار حضرت نجم العلما

جناب اڈیٹر صاحب دام مجدہٗ

بس از تحفہ سلام آنکہ۔ میرے پاس بغداد سے جناب امام محترم حجۃ الاسلام آقا سید حسن صدر الدین دام ظلہ کا تار آیا جس میں نہایت دردناک اور وحشت انگیز خبر کی اطلاع درج ہے یعنی جنت البقیع کے مشاہد مشرفہ کو وہابیوں نے منہدم کردیا ہے اس خبر سے جو اضطراب عظیم پیدا ہوا ہے اسکی توضیح اس وقت مجھ سے ممکن نہیں چونکہ اس خبر کو تمام مسلمانوں سے عموماً اور سادات کرام سے خصوصاً تعلق ہے اس لئے وہ تار آپ کے پاس روانہ کرتا ہوں اپنے اخبار کے ذریعہ سے اسے جلد شائع کردیجئے یہ نئی مصیبت عظمےٰ ہے جسکی اس زمانہ میں امید نہ تھی یہ ایسی خبر ہے جو ہر مسلمان کے لئے دلخراش ثابت ہوگی۔ نجم الحسن“

لطمۃ الاسلام لطمۃ الملۃ کان یکتنف موح الوھابیہ بھدمھم المشاھد المشرفۃ فی البقیع وحدھا مما یمکن الصبر الذی فی لعد والسعی فی تدارک ما وقع علیہ

اسلام کا صدمہ تمام قوم کا صدمہ ہے وہابیوں کے حالات سے واضح ہوا کہ انھوں نے مشاہد شرف بقیع کو منہدم کر دیا جسے سنکر صبر کی طاقت باقی نہیں ہے لہذا اسکے تدارک میں سعی کوشش ضروری ہے۔

اخبار سرفراز لکھنؤ مطبوعہ ۱۳ جون ۱۹۲۶ء

اقدامات دولت علیہ ایران در مسئلہ حجاز

وزیر اعظم ایران کا اعلان

تازہ ایرانی ڈاک سے ہمارے پاس رئیس الوزراء ایران کا وہ اعلان موصول ہوا ہے جو آپ نے مسئلہ حجاز کے متعلق ایرانی رعایا اور عام مسلمانوں کی آگاہی کیلئے شائع کیا ہے۔ اصل اعلان زبان فارسی میں ہے جسکا بجنسہ ترجمہ ہم ناظرین سرفراز کی آگاہی اور مطالعہ کیلئے درج ذیل کرتے ہیں۔

اپنی رعایا اور تمام مسلمانوں کی آگاہی کے لیے

وہ زیادتیاں اور تعدیاں جو دنیائے مذہب اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقائد کے ساتھ وہابی گروہ کے ہاتھوں عمل میں آچکی ہیں اور وہ بے حرمتیاں جو اس جماعت نے حرمین شریفین میں کی ہیں (جو تمام مسلمانوں کا قبلہ و معبد ہے اور جو تمام مسلمین مومنین کے اتحاد روحانی کا مرکز ہے) اس نے علی العموم مسلمانوں کو مضطرب اور متحیر کر دیا ہے اور وہ جسارتیں جو ان گستاخوں کے ہاتھوں بزرگان دین کے متبرک مزارات و مقامات کے ساتھ بقیع میں ظہور میں آئی ہیں اُنھوں نے تمام مسلمانوں کو متاثر اور سوگوار بنا دیا ہے۔

ہماری سلطنت کی تمام رعایا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب سے اس جماعت کی دراز دستیاں شروع ہوئیں اوسی وقت سے حکومت ایران نے اس قسم کے افعال شنیعہ پر اعتراضات شدیدہ کرنا شروع کر دیے جو کسی مذہب کے اداب و حسیات کے مخالف اور اصول تمدن کے خلاف ہیں یہانتک کہ اس جماعت کے سردار عبدالعزیز بن سعود کی طرف سے وعدے ہوئے کہ اس قسم کی دراز دستیاں جس سے عقائد کی اور عالم اسلام کے شعائر ملی کی کھلی ہوئی بے احترامی ہوتی ہے اب اسکا ارتکاب و اعادہ نہ ہوگا۔

مگر ہماری اُمید و انتظار کے برخلاف آخر میں اس جماعت سے اپنے وعدوں کے برخلاف وہ اعمال صادر ہوئے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں کو متاثر اور غمگین کر دیا اور یہی اعمال اسکا سبب ہوئے کہ حکومت ایران نے ابن سعود کی دعوت شرکت موتمر اسلامی کو قابل قبول نہ سمجھکر رد کر دیا۔

بلحاظ اس امر کے کہ ان اماکن مقدسہ کی تعظیم و بزرگداشت ہو کر وروں انسان عقیدہ اور ایمان کی رو سے انکو خدائے رحمان کے انوار کا محیط اور فیض آسمانی کا منبع سمجھتے ہیں یہ جبر شعائر اسلامی سے ہی خصوصاً اس زمانہ میں جو عقائد اور آداب مذہب کے احترام کا دور ہے اور ہر قوم کے تمام مہذب گروہ اسکی کوشش میں ہیں کہ دوسروں کے معتقدات مذہبی کی تعظیم و احترام کریں اور ہر جماعت کے شعائر دینی پر تعدی ممنوع کی جائے ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ حکومت و قوم ایران کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ چپ رہ سکے اور اس امر کو برداشت کریجائے کہ ایک مختصر فرقہ جو دیگر فرق اسلامیہ کے مقابلہ میں اقل قلیل ہے اپنے مخصوص عقائد کو تمام عالم اسلام سے بجبر منوانا چاہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جبر بردباری اور تحمل کی ہے ہی نہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ تمام زندہ قومیں حکما بزرگوں شاعروں، اور ارباب صنعت کے قبور اور آثار کی ہزار طرح حفاظت کرنے اور احترام کے قائل ہیں خواہ یہ حکما و ادبا وغیرہ دوسری قوم اور جماعت کے ہوں اور اس معاملہ میں ملت، قوم اور نسل کا کوئی امتیاز نہیں رکھا جاتا ہے اسی زمانہ میں ایک جماعت اپنی مخصوص تعلیم اور اصول کی بنا پر ان ائمہ ہدیٰ اور اور اولیاء اللہ کے آثار کو مٹا دے جنکی جگہ کروروں انسانوں کی جانوں اور دلوں میں ہو۔

حکومت ایران ان حرکات کو دور توحش و بربریت و جاہلیت کی یاد کو تازہ کرنے کے مرادف سمجھکر ان دردناک حرکتوں پر سخت پروٹسٹ کرتی ہے اور اسی سلسلہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ سب بلحاظ ان عقائد کے جو سب میں مشترک ہیں متفق ہو کر ہر ممکن ذریعہ سے اس کے روکنے کی کوشش کریں۔

اور اس لحاظ سے کہ حرمین شریفین سے حقیقتاً تمام مسلمانان عالم کا مساوی تعلق ہے اور کسی مخصوص فرقہ مسلمین کا ان پر کوئی مخصوص حق نہیں ہے کہ ان مقدس مقامات میں جو اتحاد اسلامی کے قبلہ اور اسلام کی روحانیت کے مرکز ہیں اپنے ساتھ مخصوص کرکے وہاں اپنی مرضی کے مطابق تصرفات کرے اور دوسروں کے عقائد کو دبا کر اپنے عقاید کا بار دوسروں پر رکھے اسلیے تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ایک عام موتمر میں جمع ہو کر جسمیں تمام اسلامی فرقوں کے نمائندے جمع ہوں حرمین شریفین کے مسئلہ کو حل کریں - اور ایسے قوانین اور نظام اس موتمر میں وضع کیے جائیں کہ تمام مسلمان اپنے مخصوص عقائد کی پابندی کرتے ہوئے آزادانہ طریقہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے روحانی برکات اور آسمانی فیوض سے مستفیض اور بہرہ اندوز ہو سکیں اور سعادت الٰہی کے یہ سرچشمے تمام فرق مسلمین کو بلا استثنا خصوصیت مساوی حیثیت

سب کو سیراب کر سکے۔

ہمکو اُمید ہے کہ تمام مسلمان گروہ اور سلطنتیں اس مذہبی اور قومی اپیل پر توجہ فرمائینگی اور اسکو قبول کرینگی قبل اسکے کہ مقدمات ملی اور شعائر مذہبی پر کوئی زد پڑے۔ (حسن بن یوسف وزیر اعظم ایران) یکم تیر ماہ ۱۳۰۵ فصلی

(نوٹ:۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی طرف سے بذریعہ بحری تار اس مکتوب کا جواب روانہ کیا جا چکا ہے جسمیں اس اعلان پر اظہار تشکر اور دعوت موتمر پر لبیک کہی گئی ہے اور ایک دوسرا مفصل مکتوب صدر مجلس نظارت شرعیہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی طرف سے بھی بتوسط قونصل جنرل ایران روانہ کیا گیا ہے جسے ہم انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں ہدیہ ناظرین کرینگے۔ (ایڈیٹر)

سرفراز ۹ ۲ جولائی ۱۹۲۶ء

مدینۂ طیبہ کی قیامت خیز بربادی

اہل بیت و صحابائے کرام کے مزار مسمار کر دیئے گئے

برادران اسلام! آخر ہماری بدقسمتی زندگی میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیشین گوئی پوری ہوگئی اور قرن شیطانی نے ہمارے مذہب پر آخری حملہ کر دیا، چنانچہ جناب سید الصدر مجتہد اعظم کاظمین شریفین سے مطلع فرماتے ہیں۔

"آخر کار اسلام کے رخسار پر ذلت کا وہ طمانچہ جسکا وہابیوں کیطرف سے اندیشہ تھا پڑ گیا اور انھوں نے جنت البقیع کے مشاہد مشرفہ کو منہدم کر ڈالا صبر کرنا ناممکن ہو گیا ہے لہذا پوری کوشش لازم ہے کہ جو واقع ہو گیا اسکی تلافی ہو" (مرسلہ حسن صدر الدین)

اور آخر کار جناب شوکت علی صاحب خلافت کمیٹی کے سکرٹری نے بھی اپنے تار سے اسکی یوں تصدیق کر دی۔

"از مکہ ۹ ۲ مئی ہمیں جدہ میں یہ دردناک خبر سنکر بیحد صدمہ ہوا کہ جنت البقیع اور مدینہ منورہ کے مزار زمین کے برابر کر دیئے گئے مکہ میں آکر اس خبر کی تصدیق ہوگئی" ہم موتمر میں یہ مسئلہ پیش کرنے والے ہیں کہ اسمیں مداخلت کرے، نیز سلطان کو بھی متنبہ کیا جائیگا۔ کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کو نظر انداز نہ کریں" مرسلہ شوکت علی (از اخبار خلافت ۳ جون ۱۹۲۶ء)

بھائیو! آپکو اچھی طرح معلوم ہے کہ جنت البقیع مدینۂ طیبہ کا مزار شریف کے بعد مقدس ترین خطہ ہے اسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادیوں، صاحبزادہ، ازواج مطہرات، حضرت عثمان غنی، حضرت عباس، حضرت امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، حضرت عثمان بن مظعون اور دیگر اقربائے رسولؐ

صحابۂ کرام، ائمہ امت کے قبے اور مزارات ہیں، اور یہ خطہ پہلے سے ایسا مقدس ہے کہ حضور انور خود اسکی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے تو سچ یہ ہے کہ اس **پاک خطہ کو برباد کر کے نجدیوں نے ہمارے قصر دینی کو ڈھادیا** ہماری دنیاوی وسیلہ کو فنا اور ہماری جنت ارضی کو برباد کر دیا۔

آپکو یاد ہوگا کہ ابن سعود نے مدینہ طیبہ کے محاصرہ کے وقت سادہ لوح مسلمانان ہند کی ہمدردی حاصل کرنیکے لئے اعلان کیا تھا مدینہ طیبہ کو ہم حرم محترم سمجھتے ہیں اور اسکی تمام عمارات کا پورا شرعی احترام کیا جائیگا لیکن مدینہ طیبہ پر تسلط ہوجانیکے بعد تمام وعدوں کو طاق نسیان پر رکھکر جو بدعتیں اور جانگداز بربادیاں کیں ان میں کا حسب ذیل حصہ تمام طبقات اہل اسلام میں اب قابل انکار اور لائق تاویل نہیں رہا اور سب نے ان مظالم کا وقوع تسلیم کر لیا۔

۱۔ گنبد رسول پر گولیاں پڑیں ۲۔ بہت سی مسجدیں اور آثار ڈھا دیے گئے ۳۔ مزار حضرت عباس اور جنت البقیع پامال کر دیا گیا۔"

تو اب ہمارا کیا فرض ہے؟ جواب واضح ہے کہ اگر ہم سچے عاشق رسول، مخلص جاں نثار صحابہ اور حقیقی محب اہل بیت ہیں تو اس وقت تک چین نہ لیں جبتک یہ بیدین بلکہ مخرب دین ظالم جماعت ابن سعود ہمارے مرکز دین سے دفع نہ ہوجائے اور اپنے اپنے مقام پر **اس ناخدا ترس حکومت کے حجاز سے خارج کرنیکی امکانی کوشش کرتے رہیں۔**

برادران اسلام! ہم خدا و رسول کے نام پر آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ اپنے اختلافات کو چھوڑ کر اس ضروری اور دینی فریضہ کی ادائیگی کے لیے مستعد ہوجائے اور اپنے رسول کے گھر اور اسلام کے مرکز کو جس طرح ہو بچا لیجیے۔

داعیان الی الخیر

(مولانا) فقیر قطب الدین محمد عبدالوالی (خادم الخدام خدام الحرمین) (شمس العلماء مولانا) نجم الحسن (مجتہد) (شمس العلماء مولانا) ناصر حسین (مجتہد) (مولانا) محمد سلامت اللہ (فرنگی محلی) مولانا سید محمد باقر (مجتہد) (مولانا) حسرت (موہانی) (مولانا شاہ) محمد سلیمان (پھلواروی) (شیخ) مشیر حسین قدوائی (جنرل سکریٹری خدام الحرمین) (آنریبل راجہ) نواب علی خاں (معتمد مال خدام الحرمین) (مولانا) شہید انصاری (نائب معتمد خدام الحرمین)

(ضروری گزارش) لکھنؤ میں سربرآوردہ مسلمانوں کے مشورہ سے ایک انجمن بنام خدام الحرمین قائم کی گئی ہے جسکا مقصد اصلی حجاز کو غیر مسلم اثرات سے پاک رکھنا اور نجدی وہابی تسلط کو وہاں سے دفع کرنا ہے آپ اسکے ممبر بنیے اور اسکی شاخ اپنے ضلع یا قصبہ میں قائم کر کے اپنے مقدس مقامات اور آثار متبرکہ کو بچائیے۔

جنت البقیع کی پامالی

جناب سید الصدر مجتہد اعظم کاظمین شریفین سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ

"آخر اسلام کے رخسار پر وہ طمانچہ جسکا وہابیوں کی طرف سے اندیشہ تھا پڑ گیا اور انھوں نے جنت البقیع کے مشاہد مشرفہ کو منہدم کر ڈالا۔ صبر کرنا ناممکن ہو گیا ہے لہذا پوری کوشش لازم ہے کہ جو واقع ہو گیا اُس کی تلافی ہو"

۸ شوال ۱۳۴۴ھ کو

شعائر اللہ اور مآثر متبرکہ کی اندوہناک تباہی نجدیوں کے ہاتھوں مدینہ طیبہ کی بربادی اور جنت البقیع کی پامالی

حضرت سید الصدر کے تار نے یہ قیامت خیز خبر سنائی کہ رسول اکرمؐ کے گھر میں ان کے پارہائے جگر اور جان نثاروں کی ابدی خوابگاہیں برباد کر دی گئیں اور آخر سکریٹری صاحب مرکزی خلافت کمیٹی نے بھی اسکی مجبوراً یوں تصدیق کر دی۔

از مکہ ۲۹ مئی۔ ہمیں جدہ میں یہ دردناک خبر سُن کر بہت صدمہ ہوا۔ کہ جنت البقیع اور سیدنا حمزہ کے مزار زمین کے برابر کر دیے گئے مکہ میں آکر اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہم موتمر میں یہ مسئلہ پیش کرنے والے ہیں کہ اسمیں مداخلت کرے مرسلہ شوکت علی۔

بھائیو! جنت البقیع۔ مدینۂ طیبہ میں مدفن رسولؐ کے بعد مقدس ترین خطہ ہے اور اسمیں آنحضرت کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں ائمہ اہلبیتؑ حضرت عثمانؓ حضرت عباسؓ اور دیگر بزرگانِ ملت اور صحابہ مدفون ہیں اسلیے اس کی بربادی ہر مسلمان کے لیے حد درجہ متکلف ہے۔

ظالم نجدیوں کے ہاتھوں آیات قرآنی کی پامالی مآثر متبرکہ کے پتھروں سے سڑکوں کی تعمیر

ہمعصر ہمدم کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مولانا شاہ شمس الدین صاحب ساکن ضلع فرخ آباد جو متعدد مرتبہ حج

زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں اور اپنا وقت زیادہ تر اطراف حجاز میں گزارتے ہیں ان کو چند روز قبل اپنے ایک دوست کا خط مکہ معظمہ سے موصول ہوا ہے جس میں راقم نے دیگر امور کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ ابن سعود جو سڑک پختہ صفا اور مروہ کے درمیان تیار ہو رہا ہے۔ اس میں پتھر کے ٹکڑے استعمال کیے جا رہے ہیں جو آثار متبرکہ و مشاہد مقدسہ کے انہدام سے نکلے ہیں اور اُن میں سے بیشتر پتھروں پر قرآن مجید کی آیات کھدی ہوئی ہیں سڑک کی تعمیر میں صرف اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایسے پتھروں کو جن پر آیات قرآن شریف کندہ ہیں اُلٹ کر لگایا جاتا ہے آثار متبرکہ کے اُن پتھروں کے سڑک میں لگائے جانے کی جب ابن سعود سے شکایت کی گئی تو اُنھوں نے جواب دیا کہ چونکہ یہ پتھر پوجے جاتے تھے اسلیے اُن کے سڑک میں لگانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(از سرفراز)

مکتوب مکہ معظمہ

لسان الہند جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی نے ایک خط جو آنجناب کو مکہ معظمہ سے موصول ہوا ہے:۔

ہمارے پاس بہ غرض اشاعت و اطلاع مومنین روانہ فرمایا ہے یہ خط جناب لسان الہند کو کل ڈاک میں مکہ معظمہ سے موصول ہوا ہے اور سید ابو محمد صاحب ثاقب کانپوری کا ہے جو ارباب ادب میں روشناس ہیں اور خود ایک جریدۂ علمی کے مدیر ہیں جناب لسان الہند تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے بہتر سمجھا کہ اس خط کو شائع کردوں تاکہ نجدیوں کے ان مظالم سے لوگ باخبر ہو جائیں، چنانچہ مکتوب مذکور درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(از مکہ معظمہ) بگرامی خدمت لسان الہند مولانا عزیز لکھنوی ۱۸ ذیقعدہ۔

حضرۃ الامجد الافخر السلام علیکم

مکہ معظمہ حاضر ہونے کے بعد جو واقعات و مناظر میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں اے کاش وہ نہ دیکھتیں تو بہتر تھا آثار متبرکہ و قبور مقدسہ کے ساتھ ابن سعود کے حکم سے جو کارروائی عمل میں آئی ہے وہ یقیناً آپ کی آنکھوں کو اشک ریز اور قلب کو پاش پاش کردے گی

مولد رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مولد سیدنا علیؑ و مولد حضرت فاطمہؑ اور مسجد سیدنا بلال کے لیے آج زمین مکہ اور دنیائے اسلام کے وہ لوگ جو حج بیت اللہ کے لیے یہاں آئے ہوئے ہیں خون کے آنسو رو رہے ہیں تمام عمارتیں منہدم کردی گئیں اور ان میں نجاستوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اسیطرح جنت المعلی کے تمام مزارات جسمیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا قبہ مبارک بھی شامل ہے بالکل منہدم کردیے گئے۔

آج سے ایک ماہ قبل یعنی ۲۸ مئی کو جب میں مکہ میں آیا تو میں نے خود ان مزارات کو کُھدتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ مبارک قبرستان اب شتر خانہ بن گیا ہے۔ اور اسمیں نجدیوں کے ہزاروں اونٹ بول و براز کرتے رہتے ہیں۔ ایک نجدی سیدہ خدیجہ کی قبر شریف میں پیشاب کرتے ہوئے حجاج سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ صرف اینٹ پتھر ہے اور تم یہاں فاتحہ پڑھنے کیلئے آتے ہو۔ اسی طرح عرفات میں مذبح اسمٰعیل پر ایک مصری نے ایک نجدی سے پوچھا کہ "ھذا مقام ابراھیم" (کیا یہ مقام ابراہیم ہے) تو اس نے میری موجودگی میں جواب دیا "لا ھذا مقام ابلیس" نہیں یہ مقام شیطان کا ہے غرضکہ ایسے ایسے جگر دوز واقعات ہیں جو اس عجلت میں بیان نہیں کیے جا سکتے جمعہ کو میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔

ثاقب کانپوری (مدیر نظارہ)

حجاز کی کہانی حاجیوں کی زبانی

بیان حجاج ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء

جناب مولانا نثار احمد صاحب رکن وفد جمعیتہ العلما

ابن سعود کے مہمان بننے اور وفود کے ساتھ ٹھہرنے میں واقعات و حالات کی کامل تحقیق نہیں ہو سکتی تھی میں نے علیحدہ ٹھہر کر عام و خاص ہر قسم کے حالات دریافت کیے اور اپنی آنکھوں سے اُن لوگوں کو دیکھا جو طائف میں زخمی ہوئے یا مکہ معظمہ میں ان پر ظلم ہوا۔ بہت سے ایسے بھی اشخاص دیکھے جن کے خویش و اقارب کا سایہ انکے سر سے اُٹھ گیا اور وہ فاقے کر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں (س) اہل سنت والجماعت کے ساتھ ابن سعود اور اُسکی جماعت کا کیا برتاؤ تھا۔ (ج) مشرک بنا دینا معمولی کام تھا یہانتک کہ مجھ کو بھی حضرت امام احمد بن حنبل کے مصلے پر مشرک کہا اور کہا لست بمسلم تو مسلمان نہیں (س) آثار و مزارات مقدسہ کی زیارت کی اجازت ہے یا نہیں۔ کیا نجدی زائرین کے ساتھ بد سلوکی کرتے ہیں (ج) زیارت کی اجازت نہیں بلکہ ابن سعود کی طرف سے ممانعت ہے۔ اُس نے سرکاری اخباروں میں یہ اعلان کرا دیا کہ آثار و مزارات کی زیارت کرنے والوں کو اگر میری طرف سے کوئی نقصان پہنچے تو اسکی چارہ جوئی نہیں کیجا سکتی (س) مولد النبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو کس حال میں پایا (ج) مولد النبی کو مسمار پایا ایک ایک اینٹ ٹوٹی ہوئی پائی۔ گدھے اور کُتے کو وہاں بول و براز کرتے ہوئے خود اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولد النبی کے وہ پتھر جن پر آیات قرآنی درج و کندہ تھیں ان پتھروں کو نکال کر ناپاک جگہوں میں اُلٹ کر

لگا دیا گیا۔ معمار نے جب لگانے سے انکار کر دیا تو اُس غریب کو زدوکوب کیا گیا (س) رمی جمار کے وقت نجدیوں کا کیا انداز تھا۔ (ج) رمی جمار کے وقت نجدیوں کی بدولت حجاج کو سخت تکلیف پہونچی نجدیوں نے رمی جمار اونٹوں پر بیٹھکر کیا اور اونٹوں کو اسقدر دور سے بھگاتے تھے جس کے باعث حجاج کے سخت چوٹیں آئیں ایک عورت بیہوش ہوگئی دوسری کا انتقال ہوگیا۔ میں نے بیہوش عورت کو اُٹھا کر مکان تک پہونچایا۔ (س) علمائے مکہ کا ابن سعود سے کیا تعلق ہے اور کیا خیال ہے اور ابن سعود کا اُن کے ساتھ کیا برتاؤ ہے (ج) علمائے مکہ نے ابتدا اً ابن سعود کی مخالفت کی مگر ابن سعود کے ظلم و جبر سے اب بعض قید میں اور بعض اظہار خیال کرنے پر تہدید کیے جاتے ہیں تمامی علما نجدیوں کے خیالات سے متنفر اور اُسکے جبر و ظلم کے شاکی ہیں۔ (س) کیا حجاج کو مکہ معظمہ میں پانی کی تکلیف ہوئی (ج) عرفات کی نہر بھرنے کے لیے ۷ ذی الحجہ سے نہر زبیدہ بند کی گئی اور پھر ۱۳ تک نہیں کھُلی اہلِ مکہ اور حجاج نے کھاری پانی پی کر گزر کی۔ نجدیوں کے آدمیوں کی خاطر نہر زبیدہ میں ریت کے بورے ڈالدیے گئے تاکہ مکہ تک پانی نہ پہونچ سکے خود مولانا محمد علی صاحب نے ۱۳ ذی الحجہ کو یہ منظر دیکھا کہ کھاری پانی کا ایک کنستر مجھے چھ قرش کو بمشکل حاصل ہوا دیگر حجاج کو اس سے زائد تکلیف ہوئی۔ (س) کیا چاہ زمزم بھی بند رہا (ج) نجدیوں کی بربریت کی وجہ سے زمزم شریف کا کٹہرہ ٹوٹا اور پھر بسلسلہ تعمیر ایک شب و روز چاہ زمزم بند رہا (س) ابن سعود کی علمی و ذاتی حالت کیا ہے (ج) ابن سعود قطعاً جاہل ہے اور اپنے جہل کا معترف ہے عبداللہ بن بلیہد قاضی القضاۃ کا تمابعدار ہے۔ بتحقیق مولانا شوکت علی صاحب ۴۰ عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دیچکا ہے جناب قاضی القضاۃ صاحب اتنی عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دے چکے ہیں۔ (س) شیبی کلید بردار کی لونڈی کے عفت کا کیا واقعہ ہے (ج) شیبی کو زدوکوب کیا گیا اور انکی لونڈی کو بجبر غصب کر کے زنا کیا گیا جس سے اولاد بھی موجود ہے (س) علمائے نجد کی علمی حالت کیا ہے (ج) جن لوگوں کو علمائے نجد کہا جاتا ہے اُنکی علمی حالت یہ ہے کہ مجھ سے اور نجدیوں کے اعلم العلماء قاضی القضاۃ کے نائب سے نداء غیر اللہ پر حرم میں گفتگو ہوئی جب اُن سے جواب نہ بن پڑا تو مجھے پنکھوں سے مارا اور کہا اگر تم صبح نہ آئے تو جیل بھیجدوں گا جب معلوم ہوا کہ یہ شخص ہندی ہے تو چھوڑ دیا گیا (س) ہندی غیر مقلدین کی تقریریں حرم میں کس عنوان پر ہوئیں۔ (ج) حرم میں تمام وعظ غیر مقلدین نے ابن سعود کی مدح و ثنا پر کیے اور یہانتک کہا کہ ابن سعود کا زمانہ نہ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا زمانہ ہے کبھی وعظ میں احکام حج تک

نہیں بیان کیے۔ مولوی ثناءاللہ سرگروہ غیر مقلدین نے کعبۃ اللہ کو پس پشت دے کر وعظ کہے جب میں نے متعدد بار ڈوکا تو تیسرے روز کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرکے وعظ کہا (س) کیا دلائل الخیرات پڑھنے سے روکا جاتا ہے (ج) نجدی اگر کسی کو دلائل الخیرات پڑھتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں تو مشرک خطاب دے کر بین پیٹنے کی دھمکی دیتے ہیں (س) ابن تیمیہ کے متعلق نجدیوں کا کیا خیال ہے (ج) ابن تیمیہ کو نجدی اپنا پیشوائے اعظم کہتے ہیں اور اُسکے اقوال پر پورا پورا عمل کرتے ہیں۔ (س) کیا ہندوستان کے بعض اخباروں کا یہ بیان صحیح ہے کہ نجدیوں کا اثر دنیائے اسلام کے حجاج پر اچھا پڑا (ج) یہ اطلاع بالکل غلط اور صرف اُن کا خیال ہے جن کے دل و دماغ پر نجدیوں کا تسلط ہے سوائے غیر مقلدین کے کوئی بھی اُنکی مدح نہیں کرتا بلکہ اُن سے متنفر ہیں (س) کیا یہ صحیح ہے کہ ابن سعود برطانیہ کے اثر میں ہے (ج) بالکل صحیح ہے (س) کیا آپ نے مدینۂ طیبہ کی زیارت کی (ج) جی ہاں پاپیادہ۔ مدینہ طیبہ گیا اور پانچ دن وہاں قیام کیا (س) کیا آثر و مزارات سب کے سب شہید ہوگئے (ج) **ایک بھی باقی نہیں رہا امہات مومنین بنات طاہرات۔ اہلبیت۔ صحابہ۔ شہدائے احد۔ شہدائے بدر۔ حضرت سیدنا عثمان۔ حضرت حلیمہ سعدیہ سب کے مزار ڈھا دیے گئے اور ہل چلا دیے گئے۔ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ کا مزار شریف جو مسجد کے احاطہ میں تھا ڈھا دیا گیا** اور اُسکو مسجد سے علیحدہ کر دیا گیا۔ خام قبروں کو بھی کھود ڈالا گیا **جنت البقیع کی چہار دیواری کا بعض حصہ قائم ہے اور بعض حصہ توڑ دیا گیا** (س) گنبد خضرا کے متعلق کیا اطلاع ہے (ج) گنبد خضرا کے متعلق عام افواہ ہے کہ وہ بعد واپسی حجاج منہدم کر دیا جائے گا نجدیوں کی بربریت و ظلم سے کچھ بعید نہیں کہ گنبد خضرا کے ساتھ بھی گستاخانہ برتاؤ کریں۔ (س) حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرؓا کی چکی اور اُسکی جگہ کے متعلق کیا سلوک کیا گیا ہے (ج) **چکی توڑ دی گئی اور وہ جگہ بھی بالکل مسمار کر دی گئی جس جگہ آپ وضو فرمایا کرتی تھیں وہ جگہ بھی مٹا دی گئی اور وہاں جانے کی ممانعت کر دی گئی** ۔ از ہمدم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء

مولانا محمد علی صاحب کے مفصل بیان سے اقتباس

بظاہر حکومت کوئی انتظام نہیں کرتی سوائے ایک منحر یا مذبح منا کے شہر کے

ذرا باہر نبا دنیے کے ۔ سارا حج خود ہی اپنا انتظام کر لیتا ہے اور ہو جاتا ہے بیحد اصلاح کی ضرورت ہے اور بہت آسانی سے ہو سکتی ہے بشرطیکہ کوئی اصلاح کرنا چاہے ۔ ہزاروں بلکہ قریب ایک لاکھ کے نجدی بدو تو نظر آتے تھے جنھوں نے ساری دُنیا کو اپنی بیہودگی اور گنوار پن اور جلد بازی اور اگر بیرحمی نہیں تو بیحیائی سے پریشان کر دیا تھا (اور بعض جانیں بھی اسطرح ضائع ہو گئیں) مگر حکومت کا ایک سپاہی یا پولیس والا کہیں نظر نہیں آتا قربانی کے جانوروں کی لاشیں یا بعض حصّے ہر طرف پڑے بھنک رہے تھے اور تعفن پیدا کر رہے تھے مگر کوئی بظاہر اس کام پر مامور نہ تھا کہ اُسکو روکے یا حکم عدولی پر سزا دلوائے یا ان سڑی ہوئی لاشوں کو کہیں لیجا کر دفن کرا دے ۔ سلطان سے شکایت کیا کیجاتی خود ان کے خیمہ سے پچاس گز کے فاصلہ پر گوشت پڑا ہوا سڑ رہا تھا اور آنے جانے والوں میں سے جنمیں بہت سے عمال حکومت تھے ایک کو بھی اسکی توفیق نہیں ہوئی کہ سلطان کے خیمہ کے پاس سے تو اس گندگی کو دور کرے ۔

حجر اسود کا چومنا

ان نجدی وحوش کے باعث اُستلام یعنی حجر اسود کو چومنا حج سے پہلے چھ سات دن اور بعد کو بھی دو چار روز ناممکن تھا صرف یہی نہیں کہ وہ دوسروں ہی کو کہنی مارتے اور دھکے دیتے ہیں ۔ گندے میلے کپڑے پہنے ہوئے ۔ پستہ قد دونوں طرف گھونگر والی زلفیں چھٹی ہوئی گھبرائے ہوئے ۔ حجّو ۔ حجّو کہتے ہوئے جھپٹے ہوئے چلے آتے ہیں نہ مرد نہ عورت بے ہاتھ سے ڈھکیلے ہوئے یا کہنی مارے ہوئے کوئی نہیں جاتا اور اسمیں اپنے پرائے سب شامل ہیں نماز مغرب کے وقت بھی مشکل سے اُستلام روکتے ہیں ۔ جب حجر اسود پر جھک گئے تو سر اور منھ حجر اسود سے ہٹانا نہیں جانتے سپاہی اوپر سے بید مارتے ہیں مگر یہ بھی نہیں سپاہی (یعنی پولیس والے) بھی انھیں میں سے ہیں پہلے تو انکی بہت رعایت کرتے تھے اور بید صرف ہندوستانیوں اور مصریوں کے لیے وقف تھے مگر میں نے کہا کہ انکی کیوں رعایت کرتے ہو جو سب سے زیادہ اسکے مستحق ہیں اور خود بھی اُنھوں نے دیکھا کہ حقیقتاً اب تو ان کے سوا کوئی استلام کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتا اور اگر ان کو نہ مارا جائے تو پھر اب کون رہ گیا ہے جس کو مارا جائے ۔

زمزم شریف

یہ مصیبت تو حج کے پہلے کی تھی اور بیت اللہ شریف کے اندر طواف اُستلام اور زمزم یا باہر مسئلے میں سفر کرنے تک

محدود تھی اور وہ بھی پیدل ہوتے تھے۔ اور اور لوگ بھی۔ ہم اسی کو قیامت صغرا سمجھتے تھے۔

مشکلات کا سامنا۔ ۷ اور اکثر ۸ ذی الحجہ کو منا کی طرف کوچ ہوا اور ہم لوگ تو بے ڈول اور شغدفوں اور ہم سے کم پیسہ رکھنے والے شغدفوں سے ہلکی مگر اونٹ کے کوہان پر رکھے ہونے کے سبب سے اور بھی ڈانواڈول ٹوکروں پر سوار تھے اور غطاغط اور دخنہ ہلکی پھلکی تیزرو اونٹنیوں کو بے تحاشا بھگاتے ہوئے لیے جاتے تھے اور کہیں اس شغدف سے دھکا لڑتے تھے اور کہیں اس ٹوکری سے تو ہمیں معلوم ہوا کہ قیامت صغریٰ وہ نہ تھی اور پل صراط کی گھبراہٹ کا اسی دُنیا میں اندازہ ہونے لگا۔ مگر جب عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا وقت آیا تو معلوم ہوا کہ ہم نے اب بھی غلطی کی تھی قیامت صغرا منا عرفات اور مزدلفہ کے راستہ میں نہ تھی بلکہ منا کے دوبارہ قیام کے زمانہ میں۔ اسلیے کہ اب تو مضمون یہ تھا کہ ہم یا پیادہ تھے اور غطاغط اور دخنہ اونٹوں پر تھے اور جب اونٹ سر پر آجاتا تھا تو طرگیئے طرگیئے (طریق) فرما کر قضاے مبرم کی آمد کی خبر ہم پیادوں کو پہونچاتے تھے۔ بظاہر حافظ شیرازی نے یہ شعر منا ہی میں گھبرا کر لکھا تھا۔

تو دستگیر شواے پیر پے خجستہ کہ من پیادہ می روم و ہمرہاں سوار انند

مگر یہاں کوئی پیر پے خجستہ نہ تھا۔ ہر طرف غطاغط اور دخنہ اونٹوں پر سوار تھے مرد و عورت سب بے تحاشا اونٹ بھگائے ہوئے لارہے تھے۔ منا کی سڑک خاصی چوڑی ہے مگر اسی پر تینوں شیطان ہیں اور پیادہ یا مردوں اور عورتوں کا بیچ سڑک پر کھڑے ہو کر کنکر مارنا اور دعائیں مانگنا درانحالیکہ ہر طرف سے یہ اخوان الشیاطین سانڈنیوں کو بھگاتے لاتے ہوں اور اونٹوں ہی پر سے یا عین شیطان کے پاس اونٹ لاکر اسپر کود کے کنکریاں مارتے ہوں ایسی ہمت کا کام تھا کہ اسکے مقابلہ میں وکٹوریا کراس پالینا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

ہم بڑے شیطان کے پاس یعنی جمرۂ عقبہ پر پہونچے تو سخت ہجوم تھا۔ پہونچنے کو تو پہونچ گئے مگر شیطان کو کنکریاں کس طرح ماریں جبکہ اخوان الشیاطین (نجدی) اونٹوں پر چڑھے ہوئے سر پر سوار ہوں اور ہر وقت جان جانے کا خوف ہو۔

مقابر و مآثر کا ہدم۔ دوسری ہی ملاقات میں خود سلطان نے ہم سے کہا تھا کہ میں تو یہی چاہتا تھا کہ مدینۂ منورہ کے مقابر و مآثر کا ہدم موتمر سے پوچھکر کیا جائے مگر چار ہزار نجدی فوج والوں نے مجھے نجد سے لکھکر بھیجا کہ تم تطہیر حرمین کے لیے گئے تھے اور اب تک تم نے اس گندگی کو دور نہیں کیا اگر تم نہیں کرسکتے تو ہم خود آکر اسے دور کردینگے اسلیے میں نے خود ہی دور کردیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ

حقیقت کیا ہے نجدی دروش جنکو انھوں نے صرف یہی تعلیم دی ہے کہ باقی اور تمام مسلمان کافر اور مشرک اور قبر پرست اور انکا مارنا جہاد ہے اب اُنکے قابو کے نہیں ہیں یا نجدیوں کے تعصب وجہالت کی آڑ میں سلطان اور مشائخ اپنی دلی خواہشات پوری کر رہے ہیں۔

حج کے زمانہ میں پانی منا اور عرفات سب جگہ بافراط ملا مگر مکہ والوں کے لیے نہر زبیدہ بند تھی افسوس اسکا ہے کہ حج کے بعد بھی کئی دن نہر بند رہی اور اہل مکہ اور حاجیوں کو وایسی پر تکلیف رہی حالانکہ نجدیوں کے اونٹوں تک نے سیر ہو کر پانی پیا۔ (ماخوذ از اخبار ہمدرد دہلی مطبوعہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء)

خواجہ محمد اکبر اور خواجہ محمد اعظم رئیس لدھیانہ (پنجاب) کے بیانات

ٹیکس بہت زیادہ وصول کیا جاتا ہے عہد شریف میں عرفات کے لیے اونٹوں کا کرایہ دس مجیدی یعنی ساڑھے بارہ روپیہ تھا اور اب ساڑھے چونتیس روپیہ لیے جاتے ہیں ہم سے بھی زیادہ ٹیکس وصول کیا گیا۔ پانی کی سخت قلت رہی۔ نجدی اپنے فرقے کے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو مشرک خیال کرتے ہیں۔

قبہ و مزارات - ابن سعود نے مزارات پر دھاوا بول دیا ہے وہ ہر عالم سے قبہ بنانے کا ثبوت طلب کرتا ہے وہ معلمین کو روکتا تھا کہ وہ کسی کو مزارات کے قریب نہ لیجائیں وہاں سخت پہرہ ہے جو شخص مزارات کے قریب جاتا تھا اُسے بُری طرح مارتے تھے۔ مولانا محمد علی نے وہاں جانے کی اجازت طلب کی مگر نہ ملی ۔ مولانا شبیر حسین صاحب دیوبندی نے احادیث کی رو سے مولد اور جائے نزول وحی کا احترام ثابت کیا لیکن اُسکا کوئی جواب نہیں دیا گیا آخر مولانا محمد علی نے سلطان سے کہا کہ کیا صرف نجدی علما ہی کتاب وسنت کو بہتر جانتے ہیں اور ساری دُنیا کے عالم جاہل ہیں سلطان نے جواب میں تین ہزار نجدی علما کا متفقہ فتویٰ دکھایا۔ اور کہا کہ اُنھوں نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر قبہ اور مزارات نگرائے گئے تو وہ خود آکر گرادیں گے اسلیے میں نے خود ہی اُنھیں گرادیا۔ عبداللہ ابن بلیہد کے ساتھ حکیم ابو تراب امرتسری خود جنت البقیع کو گرانے گیا تھا۔ ہم نے حضرت بی بی خدیجہؓ زوجہ رسولِ مقبول کے مزار کو بالکل زمین کے برابر دیکھا مولد نبی بھی گرادیا گیا ہے مسجد بلال کی چھت اور مینار توڑ دیے ہیں مسجد جن کو تیغہ کرادیا ہے۔ مدینہ منورہ میں روضۂ رسول کریم کے سوائے کوئی مزار اور قبر باقی نہیں ہے ہمیں خوف ہے

کہ نجدی گنبد خضری کے ساتھ بھی بے ادبی کر بیٹھیں گے۔ جنت المعلیٰ کے تمام مزارات زمین کے برابر کر دیئے گئے ہیں اور اس قبرستان کی حالت نہایت خراب ہے۔ مولانا ثاقب صاحب کانپوری اس قبرستان کی زیارت کو گئے تھے انھیں نجدیوں نے بیدوں سے اسقدر مارا کہ ان کا بدن سوج گیا۔ جو جنازہ دفن کرنے کے لیے جاتا ہے اُسے نجدی باہر ہی باہر ہی سے چھین کر اور گڑھا کھود کر اُسمیں ڈال دیتے ہیں۔ جبل عرفات پر خطبہ نہیں پڑھا گیا۔ سلطان نے موٹر میں بیٹھ کر سعی صفا و مروا کی اُسوقت بھی لوگ بہت پٹے۔ مقام ابراہیم گرادیا گیا۔ حرم میں نجدی امام نماز پڑھاتا ہے۔ غرض حاجیوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا ہے ذرا ذراسی بات پر نجدی حاجیوں کو مارتے اور پیٹتے ہیں نجدیوں کے ہاتھوں سے متعدد آدمی مر گئے۔ آب زمزم کسی کو نہ ملتا تھا بعد حج مکہ میں غیر مقلد عقیدہ کے علما وعظ کیا کرتے تھے جہاں کسی نے اعتراض کیا اُسے نجدی بُری طرح سے مارتے تھے۔ حجازی سلطان (ابن سعود) اور نجدیوں کے سخت خلاف ہیں۔

(منقول از اخبار "انیس" مطبوعہ ۱۵ و ۱۹ر جولائی ۱۹۲۶ء)

بیان حجاج ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء

ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ہم اپنے مسلم برادران ہند کی خدمت میں حجازی واقعات صحیحہ کا آئینہ پیش کردیں اور اپنے فرض عینی سے بری الذمہ ہوجائیں۔ ہم نہایت اختصار کے ساتھ مولانا فضل اللہ خاں صاحب شاہجہانپوری وارد حال بمبئی کی تحریر سے کچھ ضروری نوٹ سرفراز مطبوعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ سے لے کر جو جناب نے چشم دید واقعات قلمبند فرمائے ہیں پیش کرتے ہیں۔

سات ہزار حاجی پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئے

حاجی لوگ بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ یوں تو ابن سعود کے دور میں عام طور پر سب ہی چیزیں گراں ہیں لیکن پانی کی گرانی اور قلت سخت تکلیف دہ ہے پانی کی قلت کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں ۱۲ روپئے لے کر ایک عدد روپیہ ایک پانی کا ٹین دستیاب ہوتا تھا۔ جس وقت حاجی عرفات کے میدان میں پہونچے ہیں تو نجدیوں نے نہر زبیدہ کو گھیر لیا اور پانی کے راستے پر قابض ہو گئے۔ اس وقت پانی کی کمیابی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک ٹین پندرہ سے

بیس ۲۵ روپیہ تک فروخت ہوا۔ اس پانی کی قیمت سب کی سب یا ابن سعود کی جیب میں جاتی تھی یا نجدیوں کے ہاتھ لگتی تھی۔ گرمی کی شدت یا پانی کی قلت سے محشر کا سماں تھا لوگوں کی زبانیں پیاس سے باہر نکل آئیں تھیں اور ہر طرف "العطش العطش" کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اس کربلا ثانی میدان عرفات میں یزیدیوں کے جور و ستم سے سات ہزار حاجی پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ حاجی محمد صدیق صاحب بٹالوی برادر عبداللطیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حاجیوں کو پیاس سے دم توڑتا دیکھتے تھے لیکن ان کے حلق میں پانی نہ چوا سکتے تھے۔ اسلیے کہ اگر کوئی شخص ان مظلوموں کی حالت پر ترس کھا کر ایک قطرۂ آب کسی پیاسے کے حلق میں ڈالدیتا تھا تو اسکو نجدی شیطان خوب زدوکوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس پیاسے کے عزیز ہو اور اسکو اپنے ساتھ اُٹھا کر کیوں نہیں لیجاتے گویا ان بدبختوں کے خیال میں ایسے شخص پر رحم کیا جا سکتا ہے جو عزیز ہو۔

نجاست و گندگی کا حکومت کی طرف سے کوئی انتظام نہونے کی وجہ سے مہلک بیماریاں پیدا ہوگئیں اور ہزاروں حاجیوں کی جانیں گئیں۔

اعمال حج میں مداخلت

حاجیوں کا بیان ہے کہ نجدی لوگ اعمال حج میں مداخلت کرتے ہیں جس وقت حاجی صفا و مروہ میں سعی کرتے ہیں تو نجدی اخوان الشیاطین اپنے اونٹوں کو حاجیوں کے پیچھے دوڑاتے ہیں اور اُن کی سعی کو منقطع کر دیتے ہیں علاوہ ازیں خاص حرم محترم میں حاجیوں کو حجر اسود کے بوسہ لینے کے وقت بید سے مارا جاتا ہے۔

زمزم کا مقدس پانی جس کے پینے کا ہر شخص مشتاق رہتا ہے نجدیوں کے قبضہ میں ہے اور حاجی لوگ اسکے پینے سے محروم رہتے ہیں جو لوگ کچھ رقم صرف کرتے ہیں انکو ما زمزم (زمزم کا پانی) پینے کو مل جاتا ہے۔ اسکے علاوہ زائرین کو زیارت کے وقت عام طور پر زدوکوب کیا جاتا ہے اور انکی کوئی داد رسی نہیں۔ بعض حاجیوں کا بیان ہے کہ جبل نور کی زیارت کے لیے کچھ حاجی جا رہے تھے جن کو نجدیوں نے اپنی گولیوں کا نشانہ بنالیا۔ وہابیوں نے مدینہ منورہ پر قبضہ کرتے ہی جہاں دیگر مقامات مقدسہ اور مشاہد متبرکہ شہید کیے تھے وہیں مزار سیدنا حمزہؓ کو بھی برباد کر دیا تھا۔ لیکن مسجد سیدنا حمزہؓ باقی رہ گئی تھی۔ حاجی نور الٰہی صاحب مدگر کا بیان ہے کہ نجدیوں نے رمضان المبارک میں اس مسجد کو بھی شہید کر ڈالا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حجاز کی پُر درد کہانی حجاج ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۸ء کی زبانی

حاج ایران و عراق کی زبانی حجاز کے پُرستم و بد حالات

بعض اہل نجف و ایران نے جو حج کے لیے اس سال گئے تھے مظالم حجاز ایک اشتہار کی صورت میں شائع کیے ہیں یہ اشتہار شام میں چھپا ہے اور اسکی ایک نقل مع ترجمہ ہمارے فاضل معاون قلمی جناب سید علی نقی النقوی صدر الافاضل ممتاز الافاضل فاضل ادب خلف جناب ممتاز العلما مدظلہ مجتہد لکھنؤ نے حضرات علما کی فرمائش سے ہمارے پاس نجف اشرف سے روانہ کیا ہے جو ناظرین "سرفراز" کے لیے بغرض آگاہی و مطالعہ کے لیے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (اخبار سرفراز لکھنؤ)

ھذا ابلاغ للناس

اظہارِ حقیقت

ہم لوگ خدا کے فضل و کرم سے امسال حج بیت اللہ الحرام اور زیارت قبر حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوے بعض نافہم اور ناعاقبت اندیش افراد جو جائزہ و انعام کی خاطر جس طرف مال و دولت کا رُخ ہو اُس طرف مڑ جاتے ہیں اُن کی زبان سے اکثر حکومت حجاز کی خوش انتظامی اور نام نہاد ملک الحجاز کے سیاسی کارناموں کو تعصبہ سے سُنا کرتے تھے حجاز کا وہ نام نہاد حاکم جو اپنے تئیں خادم حرمین شریفین تبلاتا ہے اور جس نے خانہ کعبہ کے پردوں پر سابقہ دور میں آیات قرآن کے بجاے اپنے اوصاف و القاب کو لکھوایا ہے اور عالم میں اسلام کو اپنی اور اپنی اُس وحشی قوم کی ذات سے مخصوص سمجھتا ہے جو نجد کے بادیہ نشین اور اس آیت مبارکہ کے مصداق ہیں۔ الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ (یعنی) بدو عرب کفر و نفاق میں سب سے بڑھے ہوے ہیں اور سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ رسول پر خدا کے نازل کیے ہوے حدود سے بیخبر ہوں،، وہ تمام اطراف عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک خیال کرتا ہے اور اس نے اپنی قوم کے لیے تمام مسلمانوں پر لعنت کرنا اور اُنکو ایذا پہونچانا اور زد و کوب کرنا گالیاں دینا جائز قرار دیدیا ہے بلکہ اگر موقع ملے تو اُن کا خون بہانا اور اُنکے اموال کا لوٹ لینا اور اُنکی ہتک حرمت کرنا بھی اُسکی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، بے دیانت اور بد باطن افراد کی زبان سے بلاد حجاز میں امن کا دور دورہ سُن کر ہم اپنے اپنے شہر سے تحصیل فریضۂ حج اور زیارت قبر رسول سے شرفیاب ہونے کی خاطر خوش خوش شاداں اور اطمینان قلب کی حالت میں نکل پڑے اور بعض ہم میں سے رہنمایان اسلام اور رؤسا ملت کی طرف سے خاص ان واقعات کی تفتیش اور گزشتہ بیانات کی تحقیق کے لیے سفر حجاز پر مامور تھے ہم نے حجاز جا کر وہ حالت دیکھی جو ... ... اس موقع پر چاہتے ہیں کہ اپنے

دیکھے ہوئے واقعات میں سے عشر عشیر بلکہ اُس مصائب کے دریا میں سے جس کو تیر کر ہم آرہے ہیں ایک قطرے کا اظہار کر سکیں اور خدا کو گواہ کرتے ہیں کہ جو کچھ بیانات ہم نے حکومت حجاز کی مدح و ثنا میں سُنے تھے سب غلط نکلے اور اب ہم عام برادران اسلام کو ہوشیار کرتے ہیں کہ وہ جاہل اور بددیانت اور بے دین افراد اور دشمن اسلام حکومت کے ایجنٹوں کے اقوال و بیانات سے دھوکا نہ کھائیں - ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے شخص کی مدح کیونکر کیجا سکتی ہے جو حقیقتاً طوق لعنت کے سوا کسی امر کا مستحق نہیں - یہ لوگ مال دنیا کی طمع اور اسکے فانی دلفریب شہوات سے دھوکا کھا کر اور الہی عقوبت سے چشم پوشی کر کے اُن احمق اور جاہل افراد کے سامنے جنکو مذہبی مصائب کی کوئی پروا نہیں ابن سعود کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور افسوس ہے کہ عوام جنکی جہالت و نادانی بہائم و حیوانات سے کم نہیں انکی ابلہ فریبیوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں - مزہ یہ ہے کہ ان سراسر غلط اور فریب آمیز واقعات کو مختلف اطراف میں مشہور کر کے سیدھے مسلمانوں کو سفر حجاز کی ترغیب دیتے اور حجاز کے غاصب بادشاہ کی لوگوں کے دلوں میں وقعت پیدا کرتے ہیں - ان بادیہ نشین جاہل عربوں کی مدح میں طرح طرح کے الفاظ اور مختلف عبارات میں دفتر کے دفتر سیاہ کرنے والے روز قیامت حضرت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیا جواب دینگے - کیا قبور ائمہ کے ساتھ ان وحشی اعراب نجد کا سلوک نظروں سے مخفی ہے کیا ائمہ طاہرین کے مشاہد کا مسمار کرنا سلف صالح کے آثار متبرکہ کو محو کرنا شعائر اسلامیہ کو مٹانا پوشیدہ امور ہیں - کیا نہیں دیکھا کہ وہ سپاہی جو حرم رسولؐ پر تعینات کر دیے گئے ہیں اور قبر شریف کو گھیرے ہوئے ہیں کس طرح بے شرمی کے ساتھ خدا اور رسولؐ پر جرائت کرتے اور ہاتھوں میں لکڑیاں اور بید لیے ہوئے زائرین قبر کو مارتے اور انکو گالیاں دیتے ہیں - اُنکو قبر مقدس کے قریب جانے یا اُس کو ہرگز ہاتھ کے مس کرنے اور اخبار و احادیث کے موافق بالائے سر دعا کرنے کو سختی کے ساتھ روکتے ہیں - جھوٹی تعریفوں کے پُل باندھنے والے خدا اور رسولؐ سے شرم نہیں کرتے - خوب سمجھ لو یہ لوگ رشوت لے کر دنیا کو بہکا رہے ہیں - یا دشمنان دین کی جاسوسی کے فرائض انجام دیکر مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں یا ایسے بے حس افراد ہیں جنکو دینی مصائب اور رسول پاک کے زخمہائے قلب سے کوئی ہمدردی نہیں، وہ امن و امان، مذہبی حریت، وہ خوش انتظامی جو بیان کیجاتی ہے کہاں ہے؟ کیا نہیں دیکھا یا نہیں سُنا کہ زائرین روضۂ رسول کے ہاتھوں سے زیارت کی کتابیں چھین کر جلا دی گئیں اور اُن زوار کو حرم شریف سے زد و کوب اور ہتک حرمت کر کے نکال دیا گیا اور اس کے بعد انکو حرم کے اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا! مزید براں کتابوں میں سورہ ہائے قرآن اور اسمائے حسنیٰ اور آیات شریفہ و احادیث نبویہ مذکور تھیں

ایک زائر کے ہاتھ سے کتاب زیارت کے دھوکے میں قرآن مجید لے کر اسکو پھاڑ ڈالا۔ اسکے علاوہ اُنھوں نے تمام زیارت کی کتابوں کو حرم کے اندر لانے سے ممانعت کر دی ہے۔ سوائے اُن زیارت ناموں کے جو انکے حاکم نے ایجاد کیے ہیں جن میں عجیب و غریب کلمات اور بے ربط عبارات ہیں۔ اُنکو طبع کرا کے لوگوں کو انکی خریداری پر مجبور کرتے ہیں۔ ابن سعود (جس) میں شرم و حیا کو تیغ کے دروغ بیانی سے کام لینے والا شخص کیا قبرستان بقیع کی طرف نہیں گیا اور نہ دیکھا کہ اس مذہب اسلام کو خیرباد کہنے والے گروہ نے ان قبور مطہرہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ وہ متبرک مقامات جو وحی و تنزیل کی فرودگاہ تھے اور وہ مبارک زمینیں جنکے متعلق (فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ) کہکر خدا نے بلندی و رفعت کی گواہی دی ہے اُن کو نجدی گروہ کے لوگ اپنی کثیف اور نجس جوتیوں کے ساتھ روندتے ہوئے اور انکے گردناک تھوک پھینکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ زوار کو قبور شریفہ تک پہنچنے بلکہ چند آنسو بہانے سے بھی سب و شتم اور زد و کوب اور ہتک و توہین کے ساتھ روکا جاتا ہے اس پر طرہ یہ کہ جبراً ان بیچاروں سے رشوت وغیرہ کے عنوان سے اتنا روپیہ لیا جاتا ہے جو قابل بیان نہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ ہے مذہبی آزادی کا حال مدینہ منورہ میں اور اس سے بڑھ کر افسوسناک حالت جبل احد میں حضرت سید الشہدا عم رسول کی زیارت کے وقت نظر آتی ہے جن کی قبر و قبہ اور جمیع آثار حتی کہ اُس مسجد کو بھی جو اُسکے قریب تھی خراب کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مسجد مقبرہ اسوقت ...... بنا ہوا ہے باوجود اس سب کے زائرین کے آنے کے وقت پولیس موجود رہتی ہے جسکے ہاتھوں میں ڈنڈے اور چھڑیاں ہیں اور وہ زوار کو سختی کے ساتھ قبر کے پاس جانے سے تک حرمت اور زد و کوب اور دھکم دھکا اور کافر و مشرک کے القاب کے ساتھ روکتے ہیں۔ اب رہ گیا امن و امان اور مذہبی آزادی کا حال اُس مقام پر جسکو خدا نے (ومن دخلہ کان اٰمنا) کہکر جائے امن قرار دے دیا ہے تو زبان میں اتنی طاقت اور دل میں اتنی قوت نہیں کہ اُن مصائب کو بیان کیا جائے جو اس بقعہ طیبہ میں نگاہ سے گزرے لیکن حتی المقدور عشر عشیر بلکہ ہزارمیں کا ایک حصہ اس موقع پر لکھا جاتا ہے کتنے حجاج کی ہمیانیاں چوری گئیں اور کتنے اشخاص خود گم ہو گئے جن کا پتہ آجتک نہ چلا کہ آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی، ایرانی ہمدان کا رہنے والا حاجی وادی منی میں لاپتہ ہو گیا جسکے پاس اُسکے ساتھیوں میں سے چھ آدمیوں کے مصارف سفر کا روپیہ موجود تھا اور آجتک اُسکی حالت نہ معلوم ہوئی کہ کس بلا میں مبتلا ہوا اور کیا مصیبت اُس پر نازل ہوئی اور کس جگہ قتل کر دیا گیا۔ اکثر لوگوں نے چاروں طرف ڈھونڈھا اور صدا لگائی مگر پتہ نہ چلنا تھا نہ چلا

عجیب و غریب تضیہ جو ہماری نظر سے گزرا اور امن و امان کا بہترین منظر جو ہم نے دیکھا وہ آقا سید صالح عطار بغدادی کا واقعہ ہے۔ یہ بیچارے مقام ابراہیم میں نماز پڑھ کر کھڑے ہوئے تھے کہ اتفاقاً لوگوں کی دھکم دھکا سے ان بیچارے کا ہاتھ مقام ابراہیم کے دروازہ پر جا پڑا۔ وہابیوں کی نظر پڑی اور خیال کیا کہ انھوں نے اس جالی کو مس کرنے کے ارادہ سے اس پر ہاتھ رکھا ہے جو اُنکے نزدیک سخت ترین گناہ ہے اور بہت بڑی بدعت ہے جسکا ارتکاب کرنے والا کافر و مشرک کے لقب کا مستحق ہے۔ ایک سپاہی نے اپنا بید اس زور سے بیچارے سید کے ہاتھ پر مارا کہ وہ تڑپ گئے اور فوراً ہاتھ پر ورم ہوگیا۔ سید نے کہا کہ تم مجھ کو خدا کے حرم میں بے جرم و خطا کس لیے مارتے ہو۔ بس یہ کہنا تھا کہ تمام وہاں پولیس نے ہجوم کر لیا اور سید کو مارتے مارتے بیحال کر دیا جب خوب مار چکے تو مسجد الحرام کے دروازہ پر قید خانہ کی طرف لے چلے اور شیخ حرم (قاضی) کے پاس لیجا کر تین چار آدمی ٹوٹ پڑے کہ اپنی رہائی چاہیں روپیہ ہم کو دیدو ورنہ تمھارے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے گا۔ سید بیچارے کو جب کچھ کرتے نہ بن پڑی تو غُل مچانا شروع کیا کہ مسلمان کہاں ہیں یہ نجدی گروہ مجھ کو دروازۂ مسجد پر تمھاری آنکھوں کے سامنے لوٹ رہا ہے اور کوئی میری مدد کو نہیں پہونچتا جب اُن لوگوں نے دیکھا کہ یہ کسی طرح اپنا روپیہ دینے پر آمادہ نہیں اور عنقریب معاملہ طشت ازبام ہوا جاتا ہے تو سید کو ایک تاریک قید خانہ میں بغیر آب و طعام کے بند کر دیا اور غریب سید یکہ و تنہا اُس محبس میں بیٹھا ہوا گریہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عصر کے وقت ممدوح کے احباب و اعزہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور قید خانہ جا کر کتنی سفارشوں اور رشوتوں کے بعد بہزار خرابی سید کو آزاد کرا کے گھر پر لائے۔ اس ہولناک واقعہ سے متاثر ہو کر سید بیمار پڑ گیا اور سخت خطرناک حالت ہوگئی، سینہ سے خون اور پیپ آرہی تھی اور کوئی بچنے کی اُمید نہ تھی، منیٰ کے میدان میں انکی بیوی شوہر کے پاس بیٹھی ہوئی غربت و بیکسی پر آنسو بہا رہی تھی اور کوئی خبر گیر نہ تھا۔ یہ حالت ہم نے خود دیکھی اور آج ایک مہینہ کا عرصہ گزر گیا۔ یہ شخص اُسی طرح علیل ہیں اور کوئی زندگی کی حالت معلوم نہیں۔

سخت ترین اور سب سے زیادہ شرمناک منظر جو ہم نے دیکھا وہ یہ تھا کہ نجدی گروہ کے لوگ کعبہ کے اندر جوتیاں پہنے ہوئے ہتھیاروں سمیت بغیر کسی روک ٹوک کے داخل ہوتے ہیں اور خدا اور رسولؐ اور تمام اہل اسلام و اہل قبلہ کے نزدیک جو عظیم ترین محترم گھر ہے اُسکا کوئی لحاظ و پاس نہیں کرتے، و الی اللہ المشتکیٰ۔ بیان بہت زیادہ طویل ہوگیا اور جگہ میں گنجائش نہیں ہے اور ہم کو طاقت نہیں کہ تمام واقعات کا تذکرہ کر سکیں اور تمام وہ مظالم جو حجاج کے سر پر توڑے گئے ان کو بیان کر سکیں اگرچہ دفتر کے دفتر سیاہ کر دیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

اے نصرت غیبی! مسلمانوں کی فریادرسی کو پہونچ اور حرمین شریفین اور انبیا و مرسلین کے عبادت کدہ اور ملائکہ مقربین اور اولین و آخرین کی جائے پناہ اور تمام فرق اہل اسلام کے قبلہ و مطاف کو کفار و منافقین کے ہاتھوں سے نجات دے اور تمام اہل فلک و سکان زمین کی آنکھوں کو نجدیوں کے کردار بد کی سزا سے خنک کردے والسلام علی من اتبع الھدیٰ - ہم نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ سنایا اور اپنے فریضہ کو ادا کردیا، متنبہ ہونا نہ ہونا عالم اسلامی کا کام ہے - وما علینا الا البلاغ (جمعیت حجاج ایران وعراق)

نقل فتوائے شرعی جسے علمائے نجد نے صادر کیا ہے

شیعوں پر ناقابل برداشت مظالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد بن عبداللہ، سعد بن عتیق، سلیمان بن سمحان، عبداللہ بن عبدالعزیز العتیق، عبداللہ العنقری، عمر بن سلیم صالح بن عبدالعزیز، عبداللہ بن حسن عبداللہ بن عبداللطیف، عمر بن عبداللطیف، محمد بن عبد ابراہیم محمد بن عبداللہ بن زاحم، بن عثمان الشاوی، عبدالعزیز بن محمد الشثری کی طرف سے جملہ مطالعہ کرنیوالے مسلمان بھائیوں کو معلوم ہو خدا تم کو اور تمام مسلمانوں کو سیدھا راستہ چلائے، دوزخی لوگوں کی راہ سے بچائے - آمین -

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - حمد و نعت کے بعد امام سلمہ اللہ تعالیٰ سے بعض برادران ملت نے چند سوالات کیے ہیں ہم سے جوابات کا مطالبہ ہے ہمارے جوابات حسب ذیل ہیں: -

(۱) ٹیلیگراف اس آخری عہد کی ایک نئی چیز ہے ہم کو اسکی حقیقت کا کچھ علم نہیں ہے اور نہ ہم نے اسکے متعلق کسی اہل علم سے کوئی کلام دیکھا ہے - اس مسئلہ میں ہم خاموش ہیں - ہم خدا اور رسول کے متعلق بلا علم کچھ نہیں کہہ سکتے یقینی طور پر کسی چیز کو حرام یا مباح کہنے کے لیے اسکی حقیقت سے باخبر ہونے کی ضرورت ہے -

(۲) مسجد حمزہ اور مسجد ابورشید کے متعلق ہم نے امام کو (خدا توفیق دے) یہ حکم دیا ہے کہ انکو گرادیا جائے -

(۳) سرزمین حجاز میں جو کچھ بھی قوانین ہوں سبکو فوراً توڑ دیا جائے اور صرف شریعت مطہرہ سے فیصلہ کیا جائے -

(۴) مسجد الحرام میں مصری حاجیوں کے ہتھیار بند داخل ہونے کے متعلق ہم نے امام کو فتویٰ دیا ہے کہ وہ انھیں مسلح داخلہ سے منع کرے اور شرک و منکرات کے اظہار سے روکے - (۵) محمل کے متعلق ہم نے فتویٰ دیا ہے کہ مسجد الحرام میں محمل کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے اور کسی کو اسکے چھونے اور بوسہ دینے کا موقع نہ دیا جائے - جو کچھ منکرات

اہل محل کرتے ہیں انکو سوکا جائے اب رہا محل کا مکہ سے بالکلیہ دور رکھنا تو اگر یہ بلا فساد ممکن ہو تو ضروری ہے ورنہ بڑے گناہ کے دفع کے لیے چھوٹا گناہ شرعاً جائز ہے۔ (۶) رافضیوں کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ امام انکو اسلام کی بیعت پر مجبور کرے اور ان کو انکے باطل دین کے طریقوں کے اظہار سے روکے۔ نیز امام کو چاہیے کہ اپنے نائب (حصا) کو مجبور کرے کہ وہ انکو شیخ ابن بشر کے پاس حاضر کرے۔ اور خدا اور رسول کے دین پر ان سے بیعت کرائے کہ وہ اہلبیت اور دیگر صالحین کی دعا کے شرک کو چھوڑ دیں اور اپنی ماتمی مجلسوں میں جو بدعتیں کرتے ہیں انکو ترک کر دیں نیز انکو شہادت گاہوں کی زیارتوں سے روک دیا جائے اسی طرح ان کو اور دوسروں کو مساجد میں پنجوقتہ نماز کے لیے مجبور کیا جائے ان میں اہلسنت موذن اور امام مقرر کیے جائیں اور ان کو تین اصول کی تعلیم پر مجبور کر دیا جائے۔ ہاں اگر ان بدعتی کارروائیوں کی ادائی کے لیے کوئی عمارت وغیرہ ہو تو اسکو بھی منہدم کر دیا جائے اور مسجدوں میں بدعتی کارروائیوں سے منع کیا جائے۔ جو شخص ان باتوں کی تسلیم سے انکار کرے اسے مسلمانوں کے شہر سے جلا وطن کر دیا جائے۔ امام کو چاہیے کہ وہ قطیف کے رافضیوں کے پاس شیخ ابن بشر کو بھیجیں اور انھیں مذکورۂ بالا باتوں کے لیے مجبور کیا جائے۔

(۷) ان دیہاتوں اور قریوں کے متعلق جو مسلمانوں کے ملک میں داخل ہو چکی ہیں ہم نے امام کو فتوے دیا ہے کہ وہ ان دیہاتوں میں مبلغین اور معلمین کی ایک جماعت بھیجے اور ہر سمت کے نمائندے کو حکم دے کہ وہ ان معلمین اور مبلغین کی امداد کریں تاکہ وہ لوگوں کو شریعت اسلامیہ پر مجبور کرنے اور محرمات کے ترک کرانے پر قدرت پا سکیں۔

(۸) عراق کے ان رافضیوں کے متعلق جو مسلمانوں کے دیہاتوں میں پھیلے ہوے ہیں ہم نے امام کو فتویٰ دیا ہے کہ وہ ان کو مسلمانوں کے چراگاہ اور انکی زمینوں میں داخل ہونے سے منع کر دے۔

(۹) ٹکس کے متعلق ہمارا فتویٰ ہے کہ وہ ظاہری محرمات سے ہے۔ اگر اسکو ترک کر دیا گیا تو یہ واجب ہے اور اگر نہیں کیا گیا تو اسکی بنا پر مسلمانوں میں تفریق کر دینا اور دائرۂ اطاعت سے نکل جانا جائز نہیں اب رہا مسئلہ جہاد تو وہ امام کے حوالے ہے۔ امام کو چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے جو بات سب سے بہتر ہو اور شریعت اسلامیہ کے موافق ہو اسکی رعایت کرے۔

ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق اور ہدایت چاہتے ہیں۔ وصلے اللہ علیہ نبینا و علی آلہ وصحبہ وسلم۔

تحریر ۸ر شعبان ۱۳۴۵ھ دستخط

(از سرفراز)

انجمن تحفظ آثار متبرکہ کی تحریک کی ابتدا کیونکر ہوئی

بربادی جنت البقیع پر اظہار اضطراب

جلسہ مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس۔ مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا جلسہ کل بتاریخ ۳۰؍مئی ۱۹۲۶ء بوقت سات بجے صبح دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد بہت کافی تھی بعض ممبران بیرونجات بھی تشریف فرما تھے اور اکثر حضرات کی تحریری رائیں موصول ہوئی تھیں جو جلسہ میں پڑھکر سنائی گئیں۔

بہ تحریک مرزا عابد حسین صاحب وبتائید جلسہ سید صابر حسین صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات صدر جلسہ منتخب کئے گئے لیکن چونکہ جلسہ کے شروع ہونے کے چند منٹ بعد جناب نواب سجاد علیخاں صاحب شیش محل تشریف لے آئے لہذا سید صابر حسین صاحب نے صدارت آپ کے پیش کش کی اور جناب نواب صاحب موصوف کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے مرزا عابد حسین صاحب بی اے ایل ایل بی نے اہالیان پٹنہ کی یہ درخواست پیش کی کہ اجلاس آئندہ بجائے اکتوبر کے ماہ دسمبر میں منعقد کیا جائے اور اہالیان پٹنہ کی ان مجبوریوں کو ظاہر کیا جس کی وجہ سے وہ التوا چاہتے ہیں۔ ابھی یہ تحریک پیش نہیں ہوئی تھی کہ جناب خواجہ اسد اللہ صاحب اسعد نے تحریک کی کہ تمام کارروائی جلسہ ملتوی کر دیجائے اور سب سے پہلے اس مسئلہ پر غور کیا جائے کہ جنت البقیع کے انہدام کے متعلق جو افسوسناک اطلاعیں موصول ہوئی ہیں اسکے بارے میں ہمکو کیا کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ روح فرسا واقعات حد درجہ اضطراب انگیز ہیں اور انکی موجودگی میں بلا ان پر غور کئے ہوئے ہم کسی دوسرے مسئلہ پر غور نہیں کرسکتے جناب صدر اور حاضرین کی متفقہ تائید سے طے ہوا کہ سب سے پہلے یہ مسئلہ لیا جائے اسکے بعد خواجہ صاحب موصوف سے خواہش کی گئی کہ وہ اپنی تجاویز کو مرتب کرکے پیش کریں اور اس اثناء میں جناب سرکار شریعتمدار **مفتی محمد علی صاحب قبلہ کی ایک مفصل تحریر جو مظالم اہل نجد اور فتنہ وہابیہ کے متعلق تھی پڑھکر سنائی گئی اور یہ طے ہوا کہ ایک کمیٹی مخصوص معاملات حجاز پر غور کرنے اور اس فتنہ کے استیصال کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے کیلئے مرتب کیجائے چنانچہ اس کمیٹی کا انتخاب ہوا** کمیٹی مذکور کے انتخاب کے بعد خواجہ اسد اللہ صاحب اسعد نے معاملات حجاز کے متعلق چار تجاویز پیش کیں پہلی تجویز میں انہدام آثار متبرکہ جنت البقیع پر اظہار اضطراب کیا گیا تھا۔ دوسری تجویز میں یہ طے کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت

ہمایونی شہنشاہ رضا شاہ و امام یمن کو ان واقعات کی بحری تار کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے اور استدعا کیجائے کہ وہ ایسے عملی اقدامات کریں کہ جس سے آثار متبرکہ محفوظ رہ سکیں اور منہدم شدہ مزارات کی تعمیر ہو سکے اور شیعوں کو سرزمین حجاز میں عبادات و زیارات کی مذہبی آزادی ہو تیسری تجویز میں یہ طے کیا گیا تھا کہ حضور والسرائے کے نام شیعہ کانفرنس کی طرف سے ایک میموریل بھیجا جائے اور وفد جذبات و حسیات شیعان ہند کی اطلاع اپنی عادل حکومت کو دینے اور شیعوں کی سرزمین مقدسہ میں مذہبی آزادی بحال کرانے کیلئے بخدمت حضور والسرائے بھیجا جائے۔ چوتھی تجویز میں اعلیٰ حضرت نظام کا شکریہ ادا کیا گیا تھا کہ انھوں نے مکہ معظمہ کی مساجد اور آثار متبرکہ کی جدید تعمیر کیلئے ایک انجینیر روانہ کیا ہے اور اسکا صرفہ خود برداشت کر رہے ہیں۔ اس تجویز میں حضور نظام سے یہ بھی استدعا کی گئی تھی کہ وہ آثار متبرکہ مکہ معظمہ کی طرح مآثر مدینہ منورہ کی بھی تعمیر کراویں تجاویز نمبر ۱ و ۲ و ۴ باتفاق رائے و تجویز نمبر ۳ زبردست اکثریت کی تائید سے منظور ہوئی۔ از سرفراز مطبوعہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۳۰ جون

رضاکاران جنت البقیع کے متعلق سید کلب عباس صاحب کی اپیل

رضاکارانِ جنت البقیع

(نوشتہ جناب سید کلب عباس صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ وکیل رائے بریلی)

مرادر دلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

جنت البقیع کے روح فرسا اور ایمان سوز واقعات سنکر یارائے ضبط باقی نہیں رہ جاتا ہے کہ یا تو جان تن سے نکل جائے یا ابن سعود ملعون اور اسکی کفریہ سلطنت کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ تو ہمارا عقیدہ ہے اور مسلمہ ہے کہ ہماری قوم رونے کے لئے پیدا ہوئی ہے واقعہ کربلا کا ماتم ہی ہمارے لئے کیا کم تھا کہ ہماری رہی سہی مذہبی آن بان مٹا کر اور ہمارے معصوم پیشوایان دین کے مزار متبرکہ منہدم کر کے ہمارے دکھے ہوئے دلوں کو اور دکھایا اور ہمارے زخموں پر نمک پاشی کی گئی مگر رونے کی بھی حد ہوتی ہے اب مظلوم کے انتقام کا وقت آگیا ہے یہ سچ ہے کہ جہاد غیبت امام میں جائز نہیں اور پھر دارالحرب میں ممکن بھی شرط ہے مگر میں نے بعض اکابر علما کے زبان سے اس واقعہ ہائلہ کے متعلق صاف صاف لفظوں میں سنا ہے کہ ایسی صورت میں غیبت امام میں بھی جہاد واجب ہے۔

سلطنت برطانیہ کے ساتھ آجتک جیسے مخلصانہ وفاداری کے تعلقات ہمارے رہے ہیں اسکو سرکار برطانیہ کا دل ہی خوب جانتا ہوگا۔ آج تک اگر من حیث القوم کسی ہو [illegible] نے وفاداری کے منزل میں لغزش نہیں کی

وہ یہی فرقہ شیعہ ہے مگر جب ابن سعود اور اُسکے نجدی پیرویں کے ہاتھوں ہمارے مذہب پر چھری چل رہی ہے اور خواہ بذریعہ سبسی ڈی (امدادی عطیہ) یا کسی معاہدہ کے ذریعہ کیوں نہ سرکار برطانیہ ضمناً ایسی حکومت کی پشت پناہ ہو تو مجبوراً شیعوں کو بھی بقول غالب یہ کہنا پڑے گا۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

میں تو سمجھتا ہوں کہ بجائے اسکے کہ ہم زبانی استغاثہ کریں اب یہ وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے مذہب اور اُسکے پیشواؤں کی حرمت اور ان کی قبور مطہرہ کے نشان اور عظمت برقرار رکھنے کیلئے اپنے زور بازو کو بھی کام لائیں اور جن سلطنتوں یا بادشاہوں سے ہم استمداد کرتے ہیں اُنکو اتنا یقین دلادیں کہ گو ہم اسلحہ سے مسلح نہیں ہیں لیکن بحیثیت اماميوں کے ہمارے دستے رضا کاروں کے دیہہ دیہہ قریہ قریہ شہر شہر طیار ہیں بوقت ضرورت نجدیوں اور ابن سعود کے پسپا کرنے میں اپنی جانیں تک تصدق کرنے کو تیار ہیں کونسا ایسا مقام ہے جہاں شیعہ آباد ہیں اور وہاں اماميوں کا کوئی دستہ نوجوان اور نوخیز محبان اہلبیت کا موجود نہیں ہے یہی دستہ رضا کاران جنت البقیع و عتبات عالیات بنایا جاسکتا ہے اور اگر اسکی باقاعدہ ترتیب دی جائے تو کل طبقہ ہند میں جس کے ہر گوشہ گوشہ سے اسوقت آواز نالہ و فریاد بلند ہے کم از کم دس لاکھ ایسے والنٹیر نکل سکتے ہیں جو سرکار برطانیہ کو اگر وہ پسند کرے ورنہ دیگر دول اسلامیہ کو سعودیوں کے نیست و نابود کرنے میں زور بازو کی مدد دے سکتے ہیں پس ان رضا کاروں کے ترتیب کا کام ہندوستان کے ہر شہر و گاؤں و قصبہ میں شروع کر دیا جائے اور ایک جماعت دشمنان دین کے مارنے اور پیشوایان دین پر مرجانیوالی کھڑی ہو جائے پھر دیکھیے یہ آئے دن کی توہین اور دل آزادی یکقلم بند ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اب گڑگڑانے کا وقت نہیں ہے اب کارآزمائی کا وقت ہے۔

اے تیغ انتقام نکل آمیان سے

جس قوم کے پانچ معصومین کے نشانات مزار مٹا دیئے جائیں وہ قوم کیا دنیا میں منہ دکھانے کے قابل رہ سکتی ہے۔ اور دنیا میں اگر بیحیائی سے زندہ بھی رہے تو عقبیٰ میں رسالت مآب کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جب وہ پوچھیں گے کہ میری بضاعت میری نور العین فاطمہ زہرا میرے فرزند حسن مجتبیٰ اور میرے قرۃ العین امام زین العابدین امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق کو اے امتیو تم نے بعد شہادت قبر میں بھی ستائے جاتے دیکھا اور تمہاری رگ حمیت جوش میں نہ آئی۔ کیا تم میری شفاعت کے مستحق ہو!! اے ایمان والو حمایت ایمان پر آمادہ ہو جاؤ۔ بڑھو حبیب ابن مظاہر سے سبق لو جون و وہب ابن کلبی کو یاد کرو عون و محمد کی شجاعت سے سبق لو مستورات

جناب زینبؑ کی مصیبت میں آکر شریک ہو۔

قواعد وضوابط

انجمن تحفظ مآثر متبرکہ شیعہ کانفرنس لکھنؤ

۱۔ تمہید۔ ہرگاہ کہ عتبات عالیات ودیگر آثار متبرکہ کی عمداً دشمنان اسلام کے ہاتھوں سے بیحرمتی اور نقصان رسانی کی نوبت پہونچگئی ہے۔ اور سرزمین حجاز پر نجدیوں کے ہاتھوں واقعہ جانکاہ انہدام جنت البقیع وقوع پذیر ہوچکا ہے جس سے ہندوستان و دیگر مقامات کی عمارات متبرکہ کو بھی خطرہ واندلیشہ مستقبل میں ہے۔ لہذا ضروری معلوم ہوا کہ ایک انجمن موسوم بہ انجمن تحفظ آثر متبرکہ جنت البقیع زیرنگرانی آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ قائم کی جائے جسکا صدر مقام وہی جو کانفرنس کا ہو اور جسکے اغراض حسب ذیل ہوں۔

۱۔ اغراض۔ اس انجمن کے بنا کی اصل غایت مجتمعہ طور پر تحفظ والبقای عتبات عالیات ودیگر ماثر متبرکہ ومقامات مقدسہ موقوعہ جزیرۃ العرب وخراسان جملہ امکانی تدابیر سے ہے مگر ضمنی طور پر حسب ذیل اغراض بھی اسمیں شامل ہیں۔

(الف) جملہ معابد وعمارات مذہبی مثل مساجد وامام باڑہ وکربلا وغیرہ کی حفاظت کرنا اور انکو بیحرمتی اور صدمہ پہونچنے سے بچانا۔

(ب) امور مذہبی ودیگر فرائض واعمال دینی کے انجام دہی کیلئے افراد شیعہ میں تنظیم پیدا کرنا۔

(ج) عالم اسلام کو ارض حجاز کیخدمت اور شعایر اسلام کی حمایت کیطرف متوجہ کرنا۔

۲۔ طریقہ حصول اغراض۔ ان اغراض کے حصول کیلئے تمام ممبران انجمن ایک رشتہ اخوت میں منسلک ہونگے۔ ممبران انجمن دو قسم کے ہونگے ایک اعزازی دوسرے رضاکاران جنکا نام رضاکاران جنت البقیع ہوگا۔ اور ان رضاکاران کا ایک فنڈ ہوگا اور ایک صدر دفتر ہوگا جہاں سے منجملہ دیگر کارروائیوں کے بذریعہ اخبارات و رسایل واشتہارات اہل اسلام کو اغراض مندرجہ دفعہ کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا جائیگا اور حکومت ہائی اسلامی کو ذریعہ خط وکتابت یاد وفود مقاصد بالا کا ہمدرد بنایا جائیگا۔

۳۔ فرائض ممبران ورضاکاران اعزازی ممبران پر مقاصد انجمن کی تکمیل فرض ہوگی لیکن فرائض رضاکاران مصرحہ فقرہ ہذا ضمن او سولعات ۵ کی پابندی وعدم پابندی بحر فرض نمبر ۲ کے وہ مختار ہونگے جلسہ سالانہ میں انکو

رائے زنی کا حق حاصل ہوگا۔ اور وہ ممبر جماعت مرکزیہ اور جماعت انتظامیہ بھی ہو سکینگے بشرطیکہ انکو جماعتیں منتخب کریں

ہر رضاکار حسب ذیل فرائض کا پابند ہوگا

۱۔ اسکو اقرار صالح داخل کرنا ہوگا۔ کہ عند الضرورت انجمن کے رضاکار کی حیثیت سے وہ اپنے جان و مال وعزت و آبرو کسی شئے کو عقبیات عالیات کے تحفظ سے عزیز نہ کریگا اور انجمن کی دعوت پر حدود شرعی کے اندر عملاً لبیک کہیگا۔

(۲) اسکو اپنی خود و خدا عہد واثق کرنا ہوگا کہ وہ مہینہ میں ایک دن ترک لذات (جو بھی اُسکی حیثیت کے لحاظ سے لذات میں داخل ہو کریگا) اور ہر مہینہ کی آمدنی کا ۱/۲ حصہ یعنی ۱/۲ فیصدی ماہوار جنت البقیع فنڈ میں داخل کیا کریگا۔

(۳) اسکو عہد واثق کرنا ہوگا کہ تمام ایسی محافل و مجالس مذہبی میں وہ پابندی وقت اور التزام کیساتھ شرکت کریگا اور انمیں نفاق اور تفرقہ اندازی کا باعث کسی نوع سے نہو گا۔ جنمیں شرکت حسب ضوابط انجمن تحفظ آثار متبرکہ یا دستہ رضاکاران مقامی لازم قرار پاوے۔

(۴) اسکو ہفتہ میں (جو دن بھی مقامی دستہ اسکے لئے تجویز کرے ترجیحاً روز جمعہ) کسی مقام پر ترجیحاً امام باڑہ یا مسجد یا کربلا) اپنے دیگر مقامی رضاکاران کیساتھ جمع ہو کر نماز ادا کرنا اور بعد نماز دیگر ضروریات مذہبی اور واقعات حاضرہ دینی پر غور کرنا لازم ہوگا۔

(۵) مہینہ میں ایک دن ہر رضاکار اپنے مخصوص امتیازی لباس میں جسکا ذکر آگے آویگا ایسے مقام پر جو مقامی دستہ تجویز کرے جمع ہوگا اور وہاں حسب ذیل کام جنکا نقشہ تقسیم اوقات مقامی دستہ بنائیگا ان میں سے چند یا کوئی جیسا مقامی حالات اجازت دیں سیکھیگا۔

(الف) ورزش جسمانی و قواعد جیسے اسکولوں میں ہوتی ہے۔

(ب) جراحی کے ابتدائی اصول جیسے سینٹ جالس ایمبولینس سوسائٹی سکھلاتی ہے۔

(ج) نشانہی و پیغام رسانی جیسے بوائے اسکاوٹ وغیرہ کو بتلائے جاتے ہیں۔

۴۔ **طریقہ ممبری انجمن و رضاکاری**۔ ہر بالغ شرعی یعنی ۱۵ سال سے زائد عمر کا شخص جو عاقل و رشید ہو اور بوجہ ضعیفی یا کسی عذر شرعی کے جسمانی حیثیت سے معذور نہو فرائض مندرجہ دفعہ عین ماقبل کے انجام دہی کا تحریری اقرار صالح اپنے دستخط یا نشان انگوٹھا ثبت کرکے داخل کرنے پر انجمن کا ممبر و رضاکار ہو سکتا ہے۔

۵ - **رضاکاران و ممبران انجمن کا امتیازی نشان** - تمام رضاکار تمام اُن موقعوں پر جہاں انکی بحیثیت رضاکار شرکت ہو اپنا امتیازی نشان استعمال کرینگے جو سیاہ پٹی ہوگی جسپر رضاکار جنت البقیع لکھا ہوگا اور جو سینہ پر پہنی جائیگی۔

۶ - ا رضاکاران جنت البقیع کے دستے اور اُنکے عہدہ داران

رضاکاران جنت البقیع کے دستے قریہ قریہ - دیہہ دیہہ جہاں کم از کم دس رضاکار موجود ہوں قائم مقصود ہونگے اگر اگر چاہیں علی قدر سن و سال علیحدہ علیحدہ دستے بنانیکا اختیار ہوگا - جہاں دس سے کم رضاکار ہونگے وہاں کے رضاکار اپنے تئیں اپنے دیہہ کے قریب ترین دستے سے ملحق کرلینگے - یہ دستے اپنے ممبران کی ایک فہرست اور انکے عطایا کا ایک رجسٹر حساب رکھینگے اور اپنے ممبران سے ایک شخص معتمد کو تحویلدار جنت البقیع فنڈ اور ایک کو قائد رضاکاران کے طور پر منتخب کرکے آخر الذکر کے تحت نگرانی رضاکاران کی عملی تنظیم اور اول الذکر کے زیر نگرانی جنت البقیع فنڈ کی فراہمی اور حفاظت کرینگے اور رجسٹر ہائے متعلقہ کی باقاعدہ تکمیل علی الترتیب اشخاص سے متعلق ہوگی لیکن دونوں کو آپس میں ہم آہنگی اور اتحاد عمل کیساتھ کام کرنا لازم ہوگا۔

۷ - **جنت البقیع فنڈ اور اسکا صرف** - ہر ممبر کی رسدی ادائی سے جسکا وہ حسب منشائے نمبر ۲ ذمہ دار ہے جنت البقیع فنڈ قائم ہوگا اسکا چوتھائی حصہ مقامی ضروریات متعلق رضاکاران پر صرف کرنے کیلئے مقامی دستہ اپنے پاس رکھیگا اور حسب رائے مقامی رضاکاران کے صرف کریگا اور بقیہ تین ربع صدر دفتر انجمن متعلق صدر دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ میں منتقل ہوگا جسمیں سے بقدر نصف جنت البقیع و دیگر مقامات مقدسہ کی حفاظت و تلافی اہانت و نقصان کیلئے محفوظ رہیگا اور حسب رائے جماعت مرکزیہ جسکا ذکر دفعہ ۸ مابعد میں ہے اغراض انجمن مصرحہ دفعہ ۱ میں صرف ہوگا اور بقیہ ایک ربع صدر دفتر سے کار اشاعت و تبلیغ و تکمیل اغراض انجمن و توسیع حلقہ رضاکاران میں حسب رائے انتظامیہ جماعت جسکا ذکر دفعہ ۱ میں ہی صرف ہوا کریگا۔

۸ - **جماعت مرکزیہ** - انجمن کی مرکزی جماعت ہر دستہ رضاکاران کی فی دس رضاکار ایک نمائندہ پر مشتمل ہوگی اور ایسے نمائندہ ہر دستہ منتخب کرکے انکے نام صدر دفتر کو بھیجدیگا - جہاں انکی فہرست رکھی جائیگی - یہ مرکزی جماعت اعلیٰ حکمران جماعت انجمن کی ہوگی اور اسکے اہم اقدام عمل کی مجوز ہوگی یہی جماعت تمام رضاکاران کا ایک قائد اعظم منتخب کریگی جو مشترکہ اندفاع کے موقع پر تمام رضاکاران کا سردار ہوگا - جماعت مرکزی کے جلسوں کا کورم بیس ممبران کا ہوگا لیکن اگر ایک جلسہ کا کورم پورا نہ ہو تو دوسرا جلسہ بلا لحاظ کورم ہو سکیگا۔

۹ - **صدر دفتر انجمن اور مقامی دستوں میں اشتراک عمل** - جماعت مرکزیہ کا سکریٹری تمام ان تجاویز سے

جو وقتاً فوقتاً رضاکاران کے متعلق جماعت مرکزیہ پاس کرتی رہیگی مقامی دستون کو مطلع کرتا رہیگا اور مقامی دستے اپنے یہان کے رضاکاران کی فہرست اور اہم کارروائیون سے جماعت مرکزی کے سکرٹیری کو مطلع رکھینگے،

۱۰۔ جماعت انتظامیہ۔ صدر دفتر انجمن سے حلقۂ رضاکاران کے کام کی توسیع اور اغراض انجمن کے حصول اور اُن کی اشاعت کے لیے کل امور انجام دینے کے لیے ایک انتظامیہ جماعت ہوگی جو زیادہ تر مقام صدر کے تمام نمایندگان دستہ رضاکاران پر مشتمل ہوگی اسی کے جلسون کا کورم ۵ آدمیون کا ہوگا لیکن اگر کوئی جلسہ بوجہ کمی کورم ملتوی ہو تو دوسرے جلسہ مین صرف تین ممبران کا کورم کافی ہوگا

۱۱۔ عہدہ داران جماعت مرکزیہ وجماعت انتظامیہ۔ جماعت مرکزیہ وجماعت انتظامیہ کے عہدہ دار ایک ہی ہونگے اور وہ حسب ذیل ہون گے سکرٹیری جوائنٹ سکرٹیری اور ایک صدر نشین ہوگا۔ اسوقت عارضی طور پر ان کا انتخاب مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کرے گی مگر آئندہ اجلاس سالانہ مرکزیہ مین اُسکے عہدہ داران کا انتخاب از سر نو عمل مین آویگا جو تین سال تک نافذ رہیگا اسکے بعد ہر تین سال گذرنے پر نیا انتخاب جلسۂ سالانہ مذکور مین ہوا کریگا۔ اتفاقیہ خالی شدہ جگہمین جماعت انتظامیہ پُر کیا کرے گی۔

۱۲۔ فرائض سکرٹیری وجوائنٹ سکرٹیری۔ سکرٹیری وجوائنٹ سکرٹیری کے فرائض انجمن کے جملہ امور کا انصرام۔ رضاکارون کے مقامی دستون سے خط وکتابت جلسون کی دعوت۔ اہم امور پر مرکزی جماعت سے مشاورت وغیرہ وغیرہ ہونگے۔

۱۳۔ فرائض صدر نشین۔ صدر نشین جماعت مرکزیہ وانتظامیہ کے ہر جلسہ کی صدارت کریگا اور وہ موجود نہو تو ممبران مین سے کوئی صدر نشین منتخب ہوگا۔

۱۴۔ فیصلہ امور۔ تمام امور کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا اگر آرا مساوی ہون تو صدر نشین کی رائے فیصل کن ہوگی

۱۵۔ سالانہ جلسہ جماعت مرکزیہ۔ جماعت انجمن کا سالانہ جلسہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس سالانہ کے ساتھ ساتھ ہوا کریگا اور اس مین تمام دستون کے رضاکار جسقدر

کثیر تعداد مین شریک ہو سکین گے۔ اس موقع پر تمام رضا کاران کی ان کے مخصوص لباس کے ساتھ ایک بڑی پریڈ قائد اعظم اور مقامی قائدون کے تحت مین ہوگی اسکے بعد مقامی دستہ اپنے مخصوص ہنر آزمایون کے مظاہرہ کرینگے اور اسی سالانہ جلسہ مین آیندہ نظم و ترتیب اور طریقہ عمل و پالیسی کے بابت فیصلہ ہوا کریگا۔

۱۶۔ **حساب کتاب جنت البقیع**۔ جنت البقیع فنڈ/جماعت مرکزیہ کا حساب کتاب صدر دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس مین دیگر شعبون کے حسابون کے ساتھ ساتھ رہیگا جسمین سے سو تک محض انجمن تحفظ آثار متبرکہ کے سکریٹری کے دستخط سے اور پانچسو تک سکریٹری و صدر کے مشترکہ دستخط سے اور اس سے زیادہ جماعت انتظامیہ کی منظوری سے جماعت انتظامیہ یا جماعت مرکزیہ کے طے کردہ مدات مصارف پر جو اغراض انجمن کے حصول پر مشتمل ہون برآمد اور صرف ہو سکے گا

ضمنی ضوابط۔ دفعہ ۳ کے نقرہ ۳ لغایتہ ۵ کے متعلق جماعت انتظامیہ بغرض ہدایت رہبری دستہ رضاکاران ضمنی ضوابط شایع کرے گی جسپر وہ دستے کاربند ہونگے۔

۱۶۔ مقامی رضاکاران کے دستے باتباع قواعد ہذا ایسے قواعد ضمنی اپنے طریق انتظام و کارروائی کے لیے بنائین گے جو مغائر اغراض انجمن نہ ہون اور جنمین دفعہ ۳ کے معین کردہ فرائض رضاکاران کی انجام دہی کے لیے عملی ہدایتین ہونگی اور رضاکاران سے ان کا رسدی مطالبہ وصول کرنے اور اپنے حصہ کے ایک ربع کے صرف کرنے کے قاعدہ بالتفصیل مقامی حالات ملحوظ رکھتے ہوئے معین کیے جائین گے،

۱۷۔ آداب جلسہ و طریق کارروائی و دیگر تفصیلات و جزویات عمل کے باب مین دستور العمل آل انڈیا شیعہ کانفرنس مین اجلاس سالانہ کے متعلق جو قواعد مذکور ہین جہان تک وہ کسی قاعدہ قواعد ہذا کے مغایر نہون متعلق سمجھے جائین گے اور جس امر کے لیے کوئی قاعدہ نہو اس کے بابت صدر نشین جلسہ کی رائے اور جماعت انتظامیہ و جماعت مرکزی کے فیصلے بمنزلہ قاعدہ کے متعلقہ امور کے متعلق متصور ہونگے اور جہان پر جماعت انتظامیہ اور جماعت مرکزیہ کے فیصلے متضاد ہون تو جماعت مرکزیہ کا فیصلہ بمقابلہ جماعت انتظامیہ کے فیصلہ کے ناطق ہوگا اور جماعت مرکزیہ بطور جماعت انتظامیہ کے عدالت مرافعہ کے متصور ہوگی ۱۸۔ یہ انجمن ہمیشہ تابع شریعت رہے گی،

عہدہ داران انجمن

(۱) آنریبل راجہ نواب علی خان صاحب تعلقدار اکبرپور اودہ، صدر نشین

(۲) مرزا محمد سجاد علی خان صاحب تعلقہ دار بھٹہ و دھوریرہ نائب صدر

(۳) سید کلب عباس صاحب بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل سرکار رائے بریلی (اودہ) آنریری سکرٹیری

(۴) سید تلمیذ حسین صاحب۔ سی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر شیعہ اسکول لکھنو آنریری جائنٹ سکرٹیری

(۵) سید حاجی حسن آنریری اسسٹنٹ سکرٹیری۔

اخراج و انسداد مظالم سعودی کیلئے ایک دوسری تحریک

حی علی خیر العمل (سنہ ۱۹۲۶ء)

ہندوستان کا اب کوئی فرد ایسا باقی نہین ہے جو منحوس ابن سعود کے نام سے اور اُسکے اُن مظالم سے جو مقدس ارض حجاز پر ہو چکے ہین واقف نہ ہو چکا ہو لہذا بار بار اُس کے دہرانے کی چندان حاجت نہین معلوم ہوتی۔

سوائے فرقہ وہابیہ کے مسلمانون کا ہر فرقہ ابن سعود اور اسکے ہم نوا لوگوں کو قابل صد لعنت سمجھتا ہے اور سرزمین حجاز سے اس کا اخراج واجب عینی جانتا ہے۔ مسلمانان عالم اسکو خواہ جہاد سمجھین یا شیعون کی زبان مین دفاع سمجھین بہر حال اس غدار کو سرزمین حجاز سے نکالدینا ہمارا پہلا فرض اور اُس ارض مقدس پر اس کا اقتدار قائم رکھنا یا ٹھنڈے دل سے ہان لینا گناہ کبیرہ ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا اخراج کیسے ممکن ہے جب نہ ہمارے ہاتھ مین تلوار ہے نہ ہمارے پاس راحلہ نہ اتنی قوت ہے کہ اپنے پاؤن پر آپ کھڑے ہوسکین یہ سچ ہے مگر بندہ نواز دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ اخلاص کی ضرورت ہے نہ ہمین تلوار کی حاجت ہے نہ راحلہ درکار ہے نہ کسی غیر کی مدد کے طالب ہین۔ ہمارے لیے یہ آزمائش کا وقت ہے ہم کہتے ہین کہ اگر ہم کربلا مین ہوتے اور کوئی جناب سید الشہداؑ سے آنکھ ملا لیتا تو جانتے واقعہ کربلا کے بعد اب کوئی واقعہ اس سے زیادہ سخت ہوتا ہوا بظاہر معلوم نہین ہوتا مانا کہ کربلا کے واقعہ کی برابری نہین ہوسکتی وہ زندہ ہستیان تھین یہ مردہ ہستیان ہین مگر یاد رکھیئے کہ وقت نکل جاتا ہے اور بات رہ جاتی ہے پھر کف افسوس ملنے سے کچھ نہین ہوتا خدا تو انتقام لیوے ہی گا مگر اس وقت ہم آزمائے جا رہے ہین اگر آزمایش مین کمزور رہے تو تعجب نہین کہ ظہور امام کے وقت بھی ہم کہدین کہ خدا خود اُن کی مدد کریگا ہم کو یہان سے جاکر مدد کرنے کی کون ضرورت ہے،

بہر حال ہم نے یہ مصمم قصد کرلیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بعد عشرہ محرم اگر ہماری جمعیت چالیس تک پہونچ گئی جسمین سے علاوہ ہمارے چار اور تیار ہین تو یہان سے پاپیادہ بلا کسی انتظام اور بلا کسی امداد کے اور بلا کسی ہتیار کے محض بیک بینی و دوگوش ہر ہر قصبہ اور گاؤن و شہر مین جو راہ مین پڑیگا اعلان کرتے ہوے اور ہر اُس شخص کو جو ہمارا ساتھ دے ہمراہ لیتے ہوے براہ کابل حجاز کو روانہ ہوجائین گے اور تمام عالم کو دکھا دین گے کہ جس خدا نے ابابیل جیسے کمزور جانور سے اصحاب فیل کو غارت کرادیا وہ ہمارے زبردست ہاتھ سے اصحاب نجد کو بھی تباہ کرائے گا۔ مسلمانون! یہ اسلام کی مدد کا وقت ہے اگر تم اسلام کی مدد سے قاصر ہو تو اسلام کا نام لیکر اسلام کو بدنام نہ کرو ورنہ ہم نہ کسی سے روپیہ کے طالب ہین نہ پیسے کے خواہان خدا کی راہ مین خدا والون سے ان کی جان مانگتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کہان کہان سے لبیک کی صدا بلند ہوتی ہے۔ غریب مسلمانو رزق و راحلہ کی فکر نہ کرو رزق رزاق دیگا اور راحلہ کی ضرورت ہی

دو دست ماست خدمتگار ما — دو پائے ما بود رہوار ما

خدا مسبب الاسباب ہے توکل چاہیئے ہم ناک پھانکتے چلین گے مگر خدا کی قسم برس مین دو

برس مین جب تک حجاز نہ پہونچکر منحوس ابن سعود اور اسکے لشکریون کا نشان نہ مٹا دین گے اسوقت تک ہم کو موت نہ آئے گی ہم اپنی سلطنت قائم کرنے نہین چلتے اپنا نام نہین چاہتے خدا کے گھر کی حفاظت کو چلتے ہین خدا ہماری ضرور مدد کرے گا اور حفاظت و نصرت کیلیئے ملائکہ کی فوج بھیجے گا ہمکو قطعی ہراسان نہ ہونا چاہیئے اور عجب نہین کہ ہم کعبۃ اللہ پہونچکر اپنے امامؑ کی زیارت سے بھی مشرف ہون اور حقیقی مجاہد بنین لہذا ہر ہر مسلمان سے دست بستہ التماس ہے کہ جو صاحب اس کار خیر مین حصہ لینا چاہین اور اپنی جان کو جان نہ سمجھکر ایسی بے سروسامانی سے بیت اللہ کی حفاظت کرنے کے لیے ہندوستان چھوڑنا پسند کرین اور محنت مزدوری کرتے ہوے پیدل چلنا گوارا کرین جسمین سیکڑون قسم کی تکالیف کا اندیشہ ہی وہ خدا کا نام لیکر پتہ ذیل پر تشریف لا دین خاکسار ہر وقت ایسے حضرات کے لیے چشم براہ ہے ـ یا بذریعۂ مراسلت اپنے عزم سے مطلع فرمائین تاکہ پھر روانگی کی تاریخ مقرر کرکے اطلاع دے سکین اور سب کو یکجا کر لین یا خود روانہ ہوکر ساتھ لیتے چلین۔

ان مقتدر ہستیون سے جن کو گورنمنٹ مین کافی اقتدار حاصل ہے دست بستہ التماس ہے کہ اگر ہمارا یہ فعل کسی خاص وجہ سے جسکی ہمکو بظاہر امید نہین ہے) برٹش گورنمنٹ کے آئین کے خلاف ہے یا برٹش گورنمنٹ ہم کو جانے سے روکے گی اور پاسپورٹ نہ دیگی تو وہ جان و مال سے ہماری مدد فرمائین اور ہم کو جانے کی اجازت دلوا کر اس کا صلہ بروز حشر خدا اور رسول خدا اور سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا سے لین ـ ہماری جمعیت خواہ لاکھون کی تعداد مین کیون نہو جائے اسلیے کہ ہم لوگ بالکل غیر مسلح ہونگے اور حج کے ارادہ سے نکلین گے پیادہ جائین گے ـ غرض یہ ہوگی کہ اگر ہم کو ہمارے طریقہ پر حج کے فرائض ادا کرنے کی آزادی نہ ملی اور تمام مشاہد مقدسہ اپنی پچھلی حالت پر درست نہین کردیے گئے تو یا ہم نجدیون کے ہاتھون تہ تیغ ہو جائین گے یا خدا کی مدد سے ہم لوگ نجدیون کو اُن کے اعمال کی سزا دیے بغیر نہ رہین گے ـ

تمام مسلمان خواتین سے التماس ہے کہ وہ اسوقت اپنے اپنے مردون کو غیرت دلاکر حجاز کی روانگی پر آمادہ کرین جسطرح کوفہ سے حبیب ابن مظاہر کی بی بی نے حبیب کو آمادہ کیا حالانکہ حبیب اپنی بی بی کا امتحان کر رہے تھے وہ خود تیار رہتے ـ والسلام

علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار مطبع اخبار ائمۂ اطہار (مولوی سید زاہد حسین صاحب) المعروف بہ آغا رضوی
دار الاخبار اندرون احاطہ سرمنڈی تالاب کنگنی سوکل لکھنؤ۔

مسلمان اور قبرین

نوشتہ جناب مولانا سید محمد لطیف صاحب قبلہ پیش نماز جامع مسجد باؤلی پٹنہ سٹی

قبرون کے باقی رکھنے یا کھود ڈالنے کی بحث آج کل اخبارون مین گونج رہی ہے چند اسلام کے نام لیوا قبرون کے کھود ڈالنے کا استحسان تحریراً و تقریراً جاہل اور کمزور مسلمانون تک پہونچانے مین علاوہ چرب زبانی کے حدیث "لا تدع قبراً مشرفاً الا سویتہ ولا تمثالاً الا طمستہ" کو دلیل مین پیشکش بھی کر دیتے ہین حالانکہ یہ حدیث کسی طرح مفید مطلب نہین ہو سکتی۔ حدیث کا مرجع دریافت کرنے پر صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ حکم عام نہ تھا بلکہ خاص تھا زمانہ بھی خاص اور مقام بھی خاص ایسی صورت مین تخصیص ہی رہ جائے گی

اونچی قبرونکا اسوقت مین پایا جانا خلاف قیاس و خلاف اسلام ہے کیونکہ جناب رسول خداؐ کی موجودگی کا زمانہ ہے اور اسوقت جملہ شرعی اُمور آپ کے حکم اور آپ کی راے کے مطابق ہوتے ہے خواہ نماز روزہ ہو یا دفن کفن اور یہ ہو نہین سکتا کہ ایسے امور مہمہ مین رسول کی ہدایت پہلے سے نہ ہوئی ہو بلکہ مدینہ مین جتنی موتین ہوتی رہین بیشتر جناب رسولؐ خود نماز میت پڑھاتے تھے اور دفن مین بھی شرکت فرماتے تھے (اگر غیبت سفر وغیرہ مانع نہو) پھر یہ غیر ممکن ہے کہ رسول خدا دفن مین شریک ہون اور قبرون کو نہ دیکھین یا قبر کی بلندی و پستی کی تحدید نفرمائین لہذا مدینہ تو ضرور اس سے مستثنیٰ ہو گیا۔ البتہ بیرون مدینہ جہان کہین تھوڑے بہت مسلمان تھے بھی وہ کل اسلامی احکام حضرت سے دریافت کرلیا کرتے تھے یا حضرت کسی معلم کو مقرر فرماتے تھے بناءً علیہ ایسے وقت مین جناب رسول کا نام حکم بلند قبرون کے کھود ڈالنے کے بارے مین دو حال سے خالی نہین ہے یا جناب رسول نے قبرون کی تحدید فرمائی یا نہ فرمائی۔ بابت امر اول یہ نہایت ضروری ہے کہ زمانہ رسول مین بدعت

نہین ہو سکتی اور قرون اول کے مسلمان خلاف حکم رسول نہین کر سکتے تھے ۔کیونکہ اسلام کی خوبیون کو دیکھکر اسلام لائے تھے اور امور شرع کے ظاہر مین مخالف نہ تھے جب ہی تو دائرۂ اسلام مین داخل تھے رہا امر ثانی یعنے جناب رسول نے قبرون کی بلندی کی تحدید نہ فرمائی خود رسول کو مورد الزام ٹھہراتا ہی کہ آپنے پہلے سے کیون نہ حد بندی کردی کہ آج بیقصور مردون پر ہل چلایا جائے اور ایسا امر مخالف اخلاق محمدی وخلاف کار رسالت ہی لہذا ثابت ہوا کہ مسلمانون کی قبرین نہ تھین بلکہ کفار کی قبرین تھین اور کافرون ہی کی قبرین اونچی ہوتی ہین۔

نمبر ۲ ، قبہ اور قبر دو چیزین ہین لہذا قبرون کا کھودنا قبون کے کھودنے کو لازم نہین ہی اور حدیث مذکور مین قبون کے کھودنے کا حکم نہین ہی بلکہ اونچی قبرین ۔

نمبر ۳ ، تمثال اور قبر مشرف (اونچی قبر) کا ذکر ساتھ ساتھ اسی امر کو ظاہر کرتا ہی کہ یہ حکم اہل اسلام سے متعلق نہین ہی بلکہ ان لوگون سے ہین جن کے یہان تصویر و بت پرستی مذہبی امر ہی اور ابتدائے اسلام سے آج تک کسی مسلمان کی قبر یا قبہ کے پاس بت یا جاندار کی تصویرین نہین پائی جاتین لہذا ثابت ہوا کہ قبرین مسلمانونکی نہ تھین کافرون کی تھین دیکھو چونکہ تمثال خانہ خواہ بتخانہ (شیوالہ) اور کفار کی قبرین بلندی اور مخروطی ساخت مین قریب قریب بہت مشابہ ہوتی ہین اسوجہ سے اُن کی بیخ و بنیاد سے کھود کر مٹادینے کا حکم ہوا۔

نمبر ۴ رسول کا ہر حکم عام نہین ہو سکتا اور نہ کسی حکم کا کسی سے مخصوص ہونا تعمیم پر دال ہی یہان رسول خدا نے عام حکم نہین دیا ہی اور نہ عامہ مسلمین کو بلکہ اپنے بھائی اور قوت بازو علی بن ابیطالب کو مخصوص حکم دیا لہذا قبرون کو توڑکر زمین کے برابر جو شخص کردیتا تھا وہ علی بن ابی طالب ہی تھے اور بہت سے کام ایسے تھے جسکو اگر رسول خود انجام نہ دیتے تھے تو مخصوص علی کو مامور فرماتے تھے اور دوسرا مجاز نہوتا جیسے سورۂ برأت کا مکہ مین لیجانا یا خانہ کعبہ مین دوش رسول پر چڑھکر بتون کو توڑنا وغیرہ وغیرہ اس وجہ سے یہ حکم

(ا) ہر قبر کے بارے مین نہ تھا (ب) ہر مسلمان کو عام حکم نہ تھا بلکہ خاص علی کو حکم تھا (ج) ہر زمانہ مین عام نہین بلکہ وہی خاص زمانہ

نمبر ۵ اگر مسلمانون کو عام قبرون کے مسمار کرنے کا حکم ہوتا تو پھر رسول خدا زیارت قبور کی اجازت

نہ دیتے بلکہ حکم چنانچہ سنن ابی داؤد میں ابوہریرہ سے منقول ہے "قال اتی رسول اللہ قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی تعالیٰ علی ان استغفر لہا فلم یاذن لی فاستاذنت ان ازور قبرہا فاذن فزوروا القبور فانہا تذکرۃ بالموت" (ترجمہ۔ رسول خدا اپنی ماں کی قبر کے پاس آئے اور خود بھی روئے اور پاس والوں کو بھی رلایا پھر یہ فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی ماں پر استغفار کرنے کی اجازت مانگی خدا نے اجازت نہ دی۔ پھر اُن کی قبر کی زیارت کرنے کا اذن طلب کیا تو اذن دیدیا پس تم لوگ بھی قبروں کی زیارت کرو۔ کیونکہ یہ موت کی یاددہانی ہے)

اور دوسری حدیث جسکے راوی بریدہ ہیں "قال رسول اللہ قد کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا فان فی زیارتہا تذکرہ سنن ابی داؤد ترمذی) ترجمہ (رسول خدا نے فرمایا میں تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا پس تم لوگ زیارت کرو کیونکہ قبروں کی زیارت میں تذکرہ کرنا ہے۔

(ا) اب دیکھو زیارت قبور کی اجازت بلکہ حکم سے قبروں کا برقرار رکھنا ضروری پایا جاتا ہے اسلیے کہ ثبت العرش ثم النقش (پہلے چھت تیار کر لو تب نقش و نگار بناؤ) جب قبریں موجود ہی نہونگی تو زیارت کس کی ہوگی،

(ب) ہر کافر کی بھی قبر کھودنے کا حکم نہیں پایا جاتا غور کرو جناب رسول کی مادر گرامی بقول حضرات اہلسنت کافرہ تھیں) اور اُن کی قبر موجود تھی جسپر رسول خدا آر دئے اور رضا کو اُن کی زیارت کا حکم دینا اس امر کو ستلزم ہے کہ یہ قبر باقی رہے جب تو زیارت ہوگی (ج) جناب رسول خدا نے احترام قبور کا اسقدر اہتمام فرمایا کہ جوتہ پہن کر قبرستان میں چلنے کو منع فرمایا۔ چنانچہ ایکبار آپ گورستان میں تشریف لیگئے ایک شخص کو وہاں نعلین پہنے ہوئے دیکھا اور اس کو منع فرمایا جب اُس نے حضرت کو پہچان لیا تو جوتہ اتار کر پھینکدیا۔ سنن ابی داؤد

نمبر ۶ حدیث مذکورہ بالا کے فقرہ (الا سویتہ) کی شرح میں شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں "فیہ ان السنۃ ان القبر لا یرفع علی الارض رفعاً کثیراً ولا یسنم بل یرفع نحو شبر ویسطح وہذا مذہب الشافعی ومن وافقہ ونقل القاضی عیاض عن اکثر العلماء ان الافضل عندہم تسنیمہا وہو مذہب مالک"

ترجمہ (اس بارے میں سنت یہ ہے کہ زمین پر قبر بہت بلند نہ بنائی جائے نہ ماہی پشت بلکہ بقدر

ایک بالشت کے اونچی بنائی جائے اور مسطح کی جائے اور یہ شافعی کا مذہب ہے اور جو اُن کے موافق ہین اور قاضی عیاض نے اکثر عالمون سے نقل کیا ہے کہ اُن کے نزدیک قبر کا ماہی پشت بنانا افضل ہے اور یہ مالک کا مذہب ہے

اب دیکھنا چاہیئے کہ تسویہ کے معنی زمین کے برابر کر دینا بیان ہے اور شرح صحیح مسلم مین بقدر ایک بالشت بلند یا اس سے زائد بلند ماہی پشت بنانا سنت لکھا ہے اور ان دونون روایتون و تسویہ والی روایت مین کتنا فرق بلکہ اختلاف بلکہ تضاد ہے لہذا عقل سلیم یہی حکم دیتی ہے کہ وہ مخصوص قبرین تھین جنکے انہدام اور زمین کے برابر کرنے کا حکم رسول خدا نے خاص علی کو دیا یا اس کے بعد حضرت علیؑ نے مخصوص ابی ہیاج کو خاص قبرون کے کھودڈالنے پر مامور کرنے کی رائے ظاہر کی بنا برعلیہ یہ حکم عام نہین ہو سکتا ورنہ سنت رسول کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ ایک طرف تو قبرون کے کھودڈالنے کا حکم دوسری طرف ایک بالشت یا زائد بلند رہنے کی سنت۔ اور علاوہ اسکے اس مخصوص حکم مین بھی صرف بلند قبرون کے توڑنے کا حکم ہے نہ قبون کے ڈھادینے کا اس لیے کہ قبر اور قبہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

نمبر۱ حضرت علیؑ نے ابو الہیاج سے بصیغہ استقبال کہا یعنی اُن کو تعینات کرنے کی رائے ظاہر کی جسکے وقوع کا ثبوت نہین ہے لہذا اسپر عملدرآمد مستحسن نہین ہو سکتا اور نہ قابل نظیر ہے ان مذکورہ بالا بیانات سے یہ ثابت ہوا کہ جن قبرون کے تسویہ کا حکم جناب رسول نے دیا وہ قبرین مسلمانونکی نہ تھین بلکہ غیر مسلم کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خاص حکم تھا نہ عام لہذا ہم اس کو پورے طور پر واضح کر دیتے ہین کہ جن قبرون کے زمین کے برابر کر دینے کا حکم رسول نے دیا وہ قبرین (ا) کفار کی (ب) مخصوص مکہ کے کافرون کی قبریں تھین (ج) عام فتح مکہ مین حکم دیا جو لوازم تسلط شاہی سے ہے (د) شہر اور مضافات شہر پر کامل قبضہ دکھلانا تھا جس سے اسلام کی شان کا نمود تھا (ہ) مخصوص علیؑ کو حکم دیا نہ عام حکم چنانچہ فقرہ علی ما بعثنی النبی پر صحیح ترمذی مین حاشیہ لکھا ہے و ابعثنی فی اسواق مکۃ و مقابرہا عام الفتح ترجمہ (علی کو رسول خدا نے فتح کے سال مکہ کے بازارون اور مقبرون مین بھیجا یعنی مالی صیغون پر بھی قبضہ فوراً حاصل ہو جائے اور اسلامی احکام کا بھی حاکمانہ نفاذ ہو جائے۔ یہ پوری حدیث جس کا یہ حاشیہ ہے ملاحظہ ہو عن ابی وائل ان علیا قال لابی الہیاج الاسدی ابعثک علی ما بعثنی النبی ان لا تدع قبراً مشرفاً الا سویتہ ولا

ولا تمثالا الا طمستہ" ملاحظہ ہو" (ابی وائل کا بیان ہے کہ ابو الہیاج

راری سے بھی علیؑ نے کہا میں تمھیں اس کام پر بھیجوں گا جس پہ نبیؐ نے مجھے بھیجا تھا۔ ہر بلند قبر کو زمین کے برابر کر دینا اور

ہر تمثال کو نیست و نابود کر دینا) اور بعثت تعدیہ علیٰ کے ساتھ تسلیط کا فائدہ دیتا ہے جو امارت کا حکم رکھتا ہے جس سے

معلوم ہوا کہ کفار مکہ کی اونچی اونچی قبروں کے مسمار کرنے کے واسطے عام الفتح میں رسولؐ خدا نے مخصوص علیؑ ابن ابیطالب

کو مقرر فرمایا تھا اور اسی طرح جب جناب رسولؐ کا طور مضمون "علی ما بعثنی سے پایا جاتا ہے علیؑ نے ابو الہیاج کو کسی خاص

مقام پر خاص قبروں اور تمثال کے بارے میں تعینات کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا (اور اس ارادہ کا وقوع غیر ثابت)

جو عام نہیں ہو سکتا لہٰذا حکم ذاتی القائی اور زمانی مخصوص ہوا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ مکہ میں جو مسلمان قضا کرنیوالے

رسولؐ کے زمانہ میں جو خود حضرت کی موجودگی میں دفن ہوئے اور جو لوگ رہ گئے تھے۔ وہ ناچار و مجبور فتح مکہ تک

کفار کی بے بسی یا کس مپرسی کی حالت میں جن کو اونچی قبریں تو درکنار پختہ قبریں بھی نصیب نہ ہوئی تھیں یہی

غنیمت تھا کہ ریگ میں دبا دیئے گئے اب مسلمان غور کریں کہ مسلمانوں کی قبریں اور قبے توڑنے کا حکم کیا جواز بھی

ثابت ہے ورنہ جناب رسولؐ کی مخالفت لازم آتی ہے بلکہ باقی رکھنا اور باحترام قابل تعظیم سمجھنا ثابت ہے۔

شیعیان احساء و قطیف کے خلاف تشدد

شیعہ مساجد میں وہابی پیش امام کا تقرر

وہابی طریق پر نماز پڑھنے کیلئے جبر اور شیعہ وقاف کی ضبطی

جریدۂ شفق سرخ مورخہ ۲۶ صفر ۱۳۴۵ھ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حساء و قطیف کے گرد و نواح میں وہابیوں نے شیعوں کو اپنی

(وہابیوں کی) مسجدوں میں نماز پڑھنے پر مجبور کیا ہے اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے اور پنجگانہ نماز وہابیوں کی مسجدوں میں نہیں پڑھتا اس

کے اوپر سخت تشدد کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے وہابی حکام نے مجتہدین شیعہ کو جن میں شیخ موسیٰ ابو خمسین علمائے شیعیان احساء بھی ہیں

ابن سعود کا ایک فرمان بھیجا ہے جسکے بموجب یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمام شیعوں کی مساجد میں وہابی امام جماعت کا تقرر

کیا جائے گا۔ اور شیعوں کے عام مساجد قبرستان اور اوقاف حکومت نجد کی طرف سے ضبط کر کے اپنے اختیار میں

لے لئے جائیں گے۔ اس فرمان میں لکھا ہے کہ دیانت صرف خدا کے لئے ہے اور ہر مسلمان

ایک دوسرے کا بھائی ہے لہٰذا بادشاہ (ابن سعود) کا یہ وظیفہ ہے کہ تمام جزیرۃ العرب

میں مذہب کو یکساں کر دے اور ایک ہی مذہب وہابیہ کو رائج کرے

(از اخبار سرفراز مطبوعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء)

حضور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر کا تار بنام وائسرائے بہادر

اور اوسکا جواب

(بگرامی خدمت جناب شمس العلماء مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی مجتہد العصر لکھنؤ)

بعض علمائے لکھنؤ کی طرف سے ایک تحریک پیش ہوئی تھی کہ ابن سعود نے حجاز میں مقدس مزارات کی بیحرمتی کی ہے اور اوسکے اس فعل شنیعہ سے دنیائے اسلام کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ بنجانب بندگان حضور پر نور دام اقبالہم وملکہم اس اہم مسئلہ میں سعی فرمائی جائے۔ بندگان عالی دام اقبالہم نے ہز اکسلنسی دائسرائے کو فوراً ایک تار روانہ فرمایا جس میں اپنے خیالات کا بھی اظہار فرمایا اور مسلمانان ہند کے جذبات کی ترجمانی فرماتے ہوئے ہز اکسلنسی کو اس معاملہ میں توجہ دلائی۔ جواب میں ہز اکسلنسی نے بذریعہ تار مطلع فرمایا ہے کہ اونکو اس معاملہ میں مسلمانان ہند کے ساتھ نہایت ہمدردی ہے اور اونکے دلوں کو جو تکلیف پہونچی ہے اوسکا رنج ہے گو ہز ہائینس خود غور فرمائیں گے کہ بوجہ مذہبی حیثیت کے یہ مسئلہ نازک ہے تاہم ہز ہائینس کے تار کی نقل ہز مجسٹی کی گورنمنٹ میں بغرض غور اور کارروائی مناسب روانہ کردی گئی ہے۔ (از اخبار سرفراز مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۹۲۶ء)

(دستخط) عبدالصمد (پرائیویٹ سکریٹری) حضور پر نور نواب صاحب بہادر رامپور

ہز اکسلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں قائدین ملت اور علما کا وفد

معاملات حجاز پر برطانیہ کو انتباہ

(از اخبار سرفراز مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۲۶ء)

گذشتہ اشاعت میں علمائے کرام و قائدین ملت کے جس وفد کے معاملات حجاز پر برطانیہ کو عامہ مسلمین کے جذبات سے آگاہ اور نتائج سے متنبہ کرنے کیلئے ہز اکسلنسی وائسرائے سے ملاقات کی التماس کی گئی تھی وہ گذشتہ واقعہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء کو دارالسلطنت دہلی میں نائب السلطنت سے ملا [illegible] اصحاب بروقت [illegible] اس وفد میں شامل تھے۔

(۱) شمس العلماء مولانا عبدالحمید صاحب قبلہ فرنگی محلی (۲) شمس العلماء مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ (۳) مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواروی (۴) سید آل رسول صاحب دیوان درگاہ اجمیر شریف (۵) مولوی نثار احمد صاحب متولی درگاہ اجمیر شریف۔ ان مشائخ کے ساتھ لیجسلیٹو اسمبلی (مجلس قانون ساز ہند) اور کونسل آف اسٹیٹ کے مندرجہ ذیل ارکان ودیگر سربرآوردہ اصحاب بھی والسرائے کی خدمت میں گئے:۔

(۱) آنریبل سر مہاراجہ محمد علی محمد خانصاحب تعلقدار محمود آباد ضلع سیتاپور (۲) ملک عمر حیات خاں صاحب ٹوانہ (۳) سر سید علی امام صاحب (۴) آنریبل سید آل نبی صاحب وکیل (۵) آنریبل راجہ نواب علی خانصاحب تعلقدار اکبرپور (۶) مسٹر محمد علی صاحب جناح آف بمبئی۔ (۷) ڈاکٹر عبداللہ المامون سہروردی کلکتہ (۸) مولوی محمد یعقوب صاحب وکیل نائب صدر مجلس قانون ساز ہند (۹) مخدوم سید ریاض بخش صاحب (۱۰) نوابصاحب ہوتی ضلع پشاور (۱۱) میر علی بخش محمد حسین صاحب صوبہ سندھ (۱۲) نواب محمد شاہ صاحب (۱۳) راجہ غضنفر علی خانصاحب رئیس جہلم (پنجاب) (۱۴) مسٹر حسن شاہ صاحب (۱۵) مسٹر انوار العظیم صاحب (۱۶) مسٹر وہان۔

ہز اکسلنسی نے علماء ومشائخ سے خاص احترام کے ساتھ ملاقات وگفتگو کی۔ علماء کی طرف سے ارض مقدس حجاز کے تازہ واقعات کے متعلق جن اُمور پر نائب السلطنت ہند کو بدیں غرض توجہ دلانا مقصود تھی کہ وہ شہنشاہی گورنمنٹ (برطانوی حکومت) کو اون سے آگاہ کیا جاوے اونکی ایک یادداشت قلمبند کر لی گئی تھی۔ علما کی طرف سے ہز اکسلنسی کو بتایا گیا کہ:۔

وفد کا بیان مسئلہ حجاز پر

جب سے ابن سعود حجاز میں آیا ہے اور اوسنے ملک کی عنان حکومت سنبھالی ہے اوس کے عہد میں چند ایسے واقعات ہوئے ہیں جنہوں نے نہ صرف عالم اسلامی کی توجہ کو اپنی طرف جذب کیا ہے بلکہ اونکے حسّیات مذہبی کو بُری طرح مجروح کر دیا ہے۔ ان واقعات میں سب سے زیادہ اہم اون آثار متبرکہ ومشاہد مقدسہ کا انہدام ہے جنکی اوائل زمانہ اسلام سے مسلمانان عالم کے دلوںمیں بید تقدیس وعظمت ہے۔ مقامات مقدسہ کے انہدام کے خلاف اگرچہ عالم گیر زبردست احتجاج کیا گیا اور مسلمانانِ عالم ان مذموم افعال پر ملول وغضبناک ہیں مگر مسلمانان ہند نے مختلف جلسہ ہائے عام میں ان افعال بد کے خلاف جو اظہار ناراضگی کیا وہ بے مثال وبے نظیر ہے۔ مختلف فرقوں کے جو مسلمانان سرزمین حجاز میں حج کے لئے جاتے ہیں اونکی عبادات وتقریبات مذہبی کی آزادی میں مداخلت کرکے ابن سعود نے مسلمانانِ عالم کی ناراضگی کو اور بھی بڑھا دیا ہے

اس بارہ میں مسلمانانِ ہند کی فکر و تشویش اُس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اب محسوس کیا جاتا ہے کہ ہز اکسلنسی کی خدمت میں صورت حالات کو پیش کیا جائے۔

یہ سب تسلیم کرتے ہیں اور ابن سعود بھی اس سے انکاری نہیں ہے کہ روضۂ رسولؐ واقعہ مدینہ کی جس کا مسلمانانِ عالم بجا احترام کرتے ہیں نگہداشت ہونی چاہیئے بلکہ اگر اوسے یا اوسکے قبہ کو کچھ گزند پہونچایا گیا تو یہ فعل مذہب اسلام کے سراسر منافی ہوگا۔ مزید برآں یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ تمام مقامات مقدسہ و مزارات و قبور کی نگہداشت ہونی چاہیئے اور اگر اون میں سے کسی کو کوئی ضرر پہونچایا گیا تو اوس سے مسلمانان عالم کے ایک کثیر حصہ کے مذہبی حسیات مجروح ہونگے لہذا ابن سعود کا فرض ہے کہ وہ ان مقدس و متبرک مقامات کو صحیح و سالم حالت میں برقرار رکھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ امر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مولدِ نبیؐ جنت المادیٰ اور جنت البقیع کے آثار کو منہدم کر دیا گیا ہے اور حضرت امیر حمزہؓ و حضرت عباسؓ کے روضوں اور حضرت ابوطالبؑ کی قبر کو بالکل مسمار کر ڈالا گیا ہے۔

ہمارے پاس یہ باور کرنیکے وجوہ ہیں کہ دیگر مقامات مقدسہ کا بھی جن میں مساجد بھی شامل ہیں یہی حشر ہوا ہے جو وفود اس ملک سے گئے تھے اور جو حاجی وہاں سے ہندوستان واپس آئے ہیں اونکی اطلاعوں سے اور منہدم شدہ مقامات کی عکسی تصویروں سے اس بارہ میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ہے کہ فی الحقیقت بیحرمتی و انہدام عمل میں آیا اور اسلام کے مختلف فرقوں کے اون کے احکام شرعی کے مطابق تقریبات و مراسم مذہبی کی ادائیگی میں بڑی مداخلت کی گئی ہے اور اونکی بجا آوری کو مستوجب سزا قرار دیا گیا ہے یہ واقعات حجاز میں ابن سعود کے مسلسل اعلانات اور اونکے وقوع میں آنیکی بابت بروز تردید کے باوجود ظہور میں آئے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانان ہند یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اگرچہ سرزمین حجاز کی حکومت کے انصرام میں کسی غیر مسلم طاقت کی مداخلت کو گوارا نہیں کرسکتے۔ مگر اس کے باوجود ان کا خیال ہے کہ حکومت برطانیہ کے لئے یہ نامناسب نہ ہوگا کہ وہ ابن سعود سے حسب ذیل معاہدہ مرتب کرانیکے لئے مسلمانانِ ہند کے خیالات کی تائید گی کرے۔ (۱) اسلام کے مختلف فرقوں کے پیروؤں کے اپنے اپنے عقائد مذہبی کے مطابق مراسم مذہبی کی ادائیگی میں سرزمین حجاز میں کوئی مداخلت نہ کیجاوے (۲) آثار متبرکہ اور عبادت گاہوں کا مزید انہدام نہ ہونے پائے اور آئندہ اونکو کوئی صدمہ نہ پہونچایا جائے (۳) جن آثار متبرکہ و مقدس مقامات کو صدمہ پہونچایا جا چکا ہے یا جو منہدم ہو چکے ہیں ان کو دوبارہ از سر نو سابق شکل و صورت میں لایا جائے ۔ .... وفد یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ابن سعود کو ان آثار متبرکہ کی دوبارہ تعمیر میں مالی دقتیں درپیش ہوں تو مسلمانان ہند اس بار کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہونگے بشرطیکہ از سر نو تعمیر شدہ مزارات و مقابر و دیگر عبادت گاہیں اونکے مقرر کردہ متولیوں کے زیر اہتمام رکھی جائیں۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے علماء کے بیان کو پوری توجہ کے ساتھ سنا۔ بعض امور کی اون سے مزید تشریح چاہی اور آخر میں اونکو اطمینان دلایا کہ وفد کی نمائندگی پر احتیاط کے ساتھ غور کیا جائے گا۔

ماخوذ از

فریاد مسلمانان عالم

یعنی

ابن سعود کے مظالم پر، مصر، جبل عامل، نجف اشرف، کربلائے معلےٰ
اور ہندوستان کے اہل اسلام کے احتجاجات و استغاثات

جنکو

جناب مولانا السید علی نقی النقوی صدر الافاضل ممتاز الافاضل دام علاہ نے بحکم
جناب سرکار صدر الشریعۃ حضرت نجم العلماء مدظلہ، ترجمہ کرکے مرتب فرمایا،

مطبوعہ الواعظ پریس مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ابن سعود کے افعال سے عالمگیر اضطراب

مسلمانان عالم کی فریاد

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین　　　تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانہ مین

جب سے ارض حجاز پر نجدیوں کا تسلط ہوا ہے۔ بلکہ جس وقت سے انکا پاؤں اس سرزمین مین داخل ہوا ہے۔ اُس وقت سے جو ننگ انسانیت افعال اور حیا سوز مظالم اُن کے ہاتھوں رونما ہوئے وہ ڈیڑھ سال سے پاک اعتقاد مسلمانوں کو خون کے آنسو رُلا رہے ہیں۔

عام طور سے سعودی ایجنٹوں کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ ان مظالم پر جو شور و غل ہے وہ ہندوستان ہی میں محدود رہا ہے۔ عالم اسلامی کے اور ممالک خاموش ہیں اور ان واقعات کی اہمیت سے کوئی اثر نہیں لیتے۔

حال میں جو تحریریں ممالک غیر سے صادر ہوئی ہیں۔ اُن سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ عالم اسلامی کے ہر ہر قطعہ میں اس مصیبت کا ماتم ہے اور ہر گوشۂ ربع مسکون اس حادثہ سے چیخ اُٹھا ہے۔

مسلمانان ہندوستان! تمہارے سامنے دیگر بے بس برادران اسلام کی دردانگیز اور جوش آور تحریریں موجود ہیں۔ اپنے دیگر برادرانِ اسلام کی صدا پر قوت کے ساتھ لبیک کہو اور اس اسلامی مصیبت کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور تمام مسلمانان عالم کے دوش بدوش اس بدنیت نجدی کے اثر کا دفعیہ کرو اور اپنے عمل سے نہ صرف قول سے ان فریاد کرنے والوں پر ثابت کرو کہ ہم بھی اس درد میں تمہارے شریک ہیں۔ اور تمہاری کمر تھامنے پر آمادہ ہیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔

تحریر حجاج مصر

ترجمہ

شکایت و فریاد و استغاثہ

صاحب الجلالۃ سلطان مصر ممبران پارلیمنٹ. علمائے مصر. ارکان سلطنت علماء سلاطین ہائے تمام بلاد اسلام تمام ربع مسکوں کے فرق اسلامیہ تمام عربی و غیر عربی بلاد اسلام کے اخبارات و جرائد کے نام۔

ان حجاج مصر کیطرف سے جو ۱۳۴۴ھ میں فریضہ حج کی بجاآوری کیلیے گئے تھے

ہم حجاج مصر خدا اور اسکے رسول اور خانۂ کعبہ کو گواہ کرتے ہیں اون سختیوں اور مصیبتوں پر جو ہمکو اس سال راہ حج میں برداشت کرنا پڑے ہیں اور جو ضیق و تنگی ہمکو اٹھانا پڑی ہے کہ جس سے بہت سے جان و مال تلف ہوگئے جس روز سے کہ ہم نے جدہ میں قدم رکھا پھر جدہ سے مکہ تک نے راستہ میں اور مکہ سے منیٰ و عرفات تک. مختصر تمام مناسک حج میں۔

وہ نجدی گروہ کہ جو مذہب وہابیہ کا حلقہ بگوش ہے اور جو باغات نجد سے سمٹ کے حجاز میں جمع ہوگیا تھا جس کے ہجوم سے پاؤں رکھنے کی زمین پر جگہ نہ تھی اوس سے ہمکو ہر قسم کی سختی اور ذلت برداشت کرنا پڑی وہ صبح و شام اٹھتے بیٹھتے ہم پر ہجوم کرتے تھے اور ہمکو اندھیری راتوں میں آکے ستاتے تھے اور ہم سب کی خواہ مرد ہو یا عورت کپڑوں کی تلاشی لیتے تھے اور ہمارے سامان ضروری کو کھولتے تھے اور ہمارے ضروریات سفر کو الٹ پلٹ کردیتے تھے اور جو مال انکے ہاتھ لگتا اور جو چیز سامان میں سے اونکو پسند آتی تھی وہ چھین لیجاتے تھے اور اس ظلم و ستم کا بہانہ یہ تھا کہ وہ سگرٹ وغیرہ ایسی

چیزون کے خیال سے تلاشی لیتے ہین کہ جن کا استعمال اون کے مذہب مین حرام ہے۔ اور اگر کوئی حاجی اونکو اس طرز عمل سے روکتا تھا تو وہ اوس کو زمین پر گرا دیتے تھے اور لاتین اوسکو مارتے تھے اور سلاح جنگ سے اوسکو دھمکاتے تھے۔ پھر جب ہم جمع ہوکے چاہتے تھے کہ حکام کے پاس شکایت لیجائین تو وہان فریاد رسی کے دروازہ کو اپنے لئے بند پاتے تھے اور ہم دیکھتے تھے کہ حکام کی دشمنی ہم سے ان نجدی بدوون سے زیادہ ہے۔ اور مطوفین کہ جوارکان حج بتلاتے ہین اور مکّہ کے رہنے والے ہین وہ سب ہماری ہمتون کو پست کرتے تھے اور حکام کے خوف سے ہم کو ان سختیون پر احتجاج سے روکتے تھے۔

یہ ایک شمہ ہے اون کثیر مصیبتون کا جو ہمین اُٹھانا پڑی ہین۔ حتی کہ اس ظلم واستبداد مین ہماری ذلت وسرگشتگی کی حالت بہائم سے کم نہ تھی۔

اسکے علاوہ وہ مظالم جو ان نجدیون نے قبور شہدا وصالحین کے ساتھ کئے ہین اونکا منشا در حقیقت توہین ہے ان قبور کی۔ اور حقیر سمجھنا اونکا اور پست سمجھنا اونکے مرتبہ کو ہے اوںھون نے محل مولد حضرت رسولؐ اور قبر حضرت آمنہؑ اور مزار حضرت خدیجہ جنت المعلیٰ مین اور مقام سیدی بدری اور کوہ ابو قبیس مکہ معظمہ مین اور قبر حضرت حواجدہ مین اور تمام قبور جنت البقیع کو تباہ و برباد کردیا اور اونکے قبون کو گراکے مزارون کو بے نشان کردیا اور سیکڑون حاجیون کے سامنے نہایت بیباکی سے .... اور حجاج سے کہتے ہین کہ دیکھو یہ تمھارے بت ہین جن کی عبادت تم کرتے ہو اور عنقریب ہم قبہ رسولؐ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے کیونکہ حضرت رسولؐ بیزار ہین اون سے جنھون نے اس قبہ کو بنایا ہے (خاک بدہان شان)

رہا محمل کا واقعہ کہ جس نے تمام زن ومرد حجاج کو پریشان کردیا اور جس سے بعض جانین بھی ہم مین کی تلف ہوئین اوسکی پوری سرگذشت صاحب سعادات امیر حج اور منتظمین محمل کے پاس ہے

ان وجوہ سے

ہم آواز فریاد بلند کرتے ہین

اولاً۔ حکومت حجاز کے برخلاف کہ اوسکے عہد مین یہ مظالم ہو رہے ہین اور وہ اوسکا تدارک نہین کر سکتے
ثانیاً۔ اپنی حکومت مصر کے خلاف کیونکہ اس نے بے سمجھے بوجھے محمل کو حجاز بھیجدیا اور راستہ کے محفوظ ہونے اور مطمئن ہونے کے متعلق بادشاہ حجاز کے وعدون پر بھروسہ کر کے اپنے حاجیون کو سفر حجاز کی اجازت دیدی حالانکہ اس کو چاہیئے تھا کہ پوری طرح تحقیق و تفتیش کر لیتی تاکہ ہم اس مصیبت مین نہ پڑتے جس مین اب ہم اور نیز تمام دیگر مسلمانان عالم پڑے جنھون نے ہماری گورنمنٹ کے اجازت حج دینے پر یہ سمجھ کے کہ اوس نے کافی تحقیق راستہ کے محفوظ ہونے کی کر لی ہو گی بھروسا کیا۔

تیسرے۔ یہ بات کہ اس وقت سے سفر حج ملتوی کیا جائے اوس وقت تک کہ اسلامی سلطنتین حجاز سے نجدی اثر اٹھانے مین کامیاب ہون اور حجاز کا معاملہ ایک ایسے اسلامی موتمر مین طے ہو جائے کہ جو پائے تخت حجاز سے دور کسی اسلامی ملک مین قائم ہو۔

اسلئے کہ حجاز مین وہابی اثر کے ہوتے ہوے۔ تمام بلاد اسلام کے حاجیون کی کوئی بزرگداشت اور حفاظت نہین ہو سکتی جیسا کہ ہمارے شیخ کبیر اور عالم مستند علامہ مراغی رئیس محکمہ شرعیہ مصر نے ابن سعود سے گفتگو مین کہا تھا اور خود ابن سعود نے بھی اس کا اعتراف کیا تھا جو اکثر مصر کے اخبارات مین شائع بھی ہو چکا ہے۔

[1] سید مراد - [2] محمد اسماعیل - [3] محمد زائد - [4] مصطفی - عبد العزیز [5] - خیر [6] واحد - متولی محمد - [7] جبلی عیسی - [8] اسماعیل احمد [9] علی عبد الحمید
[10] ابراہیم السمری [11] محمد فخر البیی - [12] احمد الزیات - [13] احمد حسانین البخاری - [14] محمد ابراہیم - [15] رفاعی محمد - [16] اسماعیل البجادیشن -
[17] علی فضل - [18] احمد منصور - [19] عیسی محمد - [20] سید خلیل - [21] ابراہیم فضل محمد خیر - [22] علی حسن - [23] عبد الحلیم ابراہیم جسن [24] ابراہیم صالح الدین [25] علی
[26] سعد السید - [27] مصطفی احمد - [28] طلحان عمر - [29] محمود ابراہیم - [30] محمد الشاہد - [31] سلیمان عنام - [32] دسوقی عبید - [33] عبد المقصود علی
[34] عبد اللطیف طحاوی - [35] ابو سعد محمد - [36] عبد الحمید خیر الدین - [37] مصطفی عبد الواحد [38] محمد احمد حسن [39] عمر غلام - [40] سلام سلام - درویش
[41] عزب یومی الغمرقادی - [42] مصطفی البابیب - [43] احمد الدیب - [44] محمد البشیر [45] علی الحجوشی - [46] نصیر الدین عبدہ - [47] صالح نظیم -
[48] احمد البار - [49] سالم محمد - [50] ابراہیم البارودی - [51] عمر الشوقاتی - [52] سید ناصر البحیری - [53] لی شفیق عون - [54] محمود حسنی - [55] عبد ابراہیم

عزت مصطفیٰ[56] - سیف النصر محمد[57] - احمد نجم[58] - سید الباحکیمی[59] - صابر مبیح[60] - سعد الدین[61] - عروذ[62] - حسین سابح[63] - دانش[64] غریب[65] - علی فرحات[66] - ابراہیم النفار[67] - السید نعیم[68] - نعمان عمر الباجوری[69] محمد قشطہ[70] مصطفیٰ فاضل[71] فرج الزرقہ[72] عبد العظیم محمد[73] - مرزوق علی[74] سعد الزناری[75] - ابراہیم الشال[76] - سید العال[77] - عابد العال[78] درویش - ابراہیم[79] منصور علی - خفاجی[80] -

اس شکایت نامہ پر جن لوگون کے دستخط ہین وہ اون کے علاوہ ہین جو اس سے قبل شاہ مصر کی خدمت مین ممبران پارلیمنٹ کے پاس اور وزارت داخلیہ کے نام شکایت بھیج چکے ہین۔

تحریر مجلس علمائے نجف اشرف و کربلائے معلی و عراق عرب

ترجمہ مکتوب عربی

یہ ہمارا پیغام ہے دینی رشتہ دارون اور اسلامی گروہ کی طرف۔ بادشاہان اسلام و علماء و سادات واشراف و رہنمایان قوم کی جانب تمام بلاد عالم اور قطار ارض کے تمام متفرق و مجتمع افراد اہل اسلام کی طرف بلکہ تمام عدل و تمدن کے حامیون اور امن و سلامتی کی نگہداشت کرنے والون کی جانب

السلام علیکم جمیعًا و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ہم تمام مسلمانون کو ایسے وقت مین آواز دے رہے ہین کہ جب بدعت انگیز فتنہ اور فریب آمیز ضلالتین اور ظلم و ستم کی سختیان ٹوٹ پڑی ہین اون لوگون کے ہاتھون جو اپنے تئین اسلام کی طرف نسبت دیتے ہین اور اپنے تئین مسلمان کہتے ہین حالانکہ یہ اسلام کے شیرازہ کو متفرق کرنے اور مٹانے مین کوشش کرتے ہین اور مسلمانون کی جانین طرح طرح کی شرمناک سختیون سے ناحق رایگان کرتے ہین اور پھر اسکے متعلق باتین بناتے ہین اور اس سب پر طرہ یہ کرتے ہین کہ تمام مسلمانون کو ازراہ دروغ و فریب مشرک کہتے ہین حتیٰ کہ اُن سے وہ افعال صادر ہوے جو معلوم ہین مسلمانون کا خون بہایا اونکی عورتون کی پردہ دری کی اُنکے مال کو لوٹا پھر طائف مین جو سلوک انھون نے مساجد اور اہل اسلام اور صحابہ و اہل بیت کے قبور کے ساتھ کیا مختصر یہ ہے کہ اُنھون نے

ہر قسم کے گناہ کا ارتکاب کیا اور ہر فعل ممنوع کو بجا لائے اور انتہائے ظلم وستم پر جرأت کی اور دین خدا اور اُسکی حرمت کا استخفاف کیا اور حرم خدا و رسولؐ کی حرمت کو برباد کیا اور حجاج کو جو خدا کے مہمان کہے جا سکتے ہین اُنکی بیعزتی کی ایسے مقام پر جس کو خدا نے حرام اور جائے امن قرار دیا ہے اس مین مقامی اور بیرونی لوگ برابر ہین اور اب بھی یہ لوگ اپنی سرکشی اور تمرد پر برقرار ہین اور اپنی عداوت و تعدّی پر قائم ہین۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ قبۂ مبارکہ حضرت سید المرسلینؐ پر بھی اُنکی نظر بد ہو اور اگر آج نہین کیا تو یہ اپنے فتاوے کے موافق اور جنکو اُن کے اخبارون نے شائع کیا ہے او اونکے تصریحی کلمات تبلاتے ہین اور اُنکے مذہب کی بنیاد مقتضی ہے کبھی قبر حضرت رسولؐ کو بے بیحرمتی کے بغیر نہ چھوڑینگے۔ اگر اب تک (کسی سیاسی مصلحت سے) نہین کیا تو عنقریب ایسا کرینگے اگر مسلمان اس سکوت اور غفلت پر باقی رہے پھر اسلام رخصت ہے۔

کہان ہین سچے مسلمان کدھر ہین ارباب دین و مذہب کہان ہین توحید و رسالت کی گواہی دینوالے کس طرف ہین اسلام کی حمایت کرنے والے کدھر ہے رسولؐ کی متبع اُمت کہان ہین اُنکے حرم کی حفاظت کرنیوالے کہان ہین اُنکے دین کے مددگار رہ؟ مسلمانون کیون نہین اس مصیبت پر احتجاج مین تم سب دو لب اور یک زبان ہو کے فریاد نہین کرتے۔ اچھا۔ خدا کا نام لیکے اور اسلام کے نام پر اُٹھو چلے ہم اور تم خدا کی بارگاہ مین آسمان تک استغاثہ و دُعا کرین اور اُسکی غالب طاقت سے امداد طلب کرین اور اُس سے شکایت کرین اون مصیبتون کی جو اسلام پر پڑ رہی ہین۔ نیز اُن جراتون کی جو بدعت کرنے والون سے حرمات خدا کی بے حرمتیون مین ظاہر ہو رہی ہین پھر ہم اور تم ملکے اون فرائض کو جو ہم پر اپنے حقوق کے مطالبہ مین اور ظالمین کے برخلاف احتجاج مین لازم ہین ادا کرین کیونکہ ہماری مظلومیت ظاہر و آشکارا ہے اور ہمارے ادلّہ شرعی اور یقینی ہین اور سلطنتین تمدن کی حامی اور حقوق کی نگہدار ہین اور حق کبھی بے ناصر نہین ہوتا اگرچہ وہ کم سہی اور عدل و انصاف پر عمل کرنے والے کچھ نہ کچھ لوگ رہتے ہین۔ مسلمانو دینی فرائض مین خدا کا پاس کرو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین

یک زبان ہو جاؤ اور ظلم وستم کو دور کرو۔ اور مسلمانون کے خون کی حفاظت کرو اور حرمات اسلام کو بچاؤ اور رسُول خدا کی عزت وحرمت کو رکھ لو۔ اب اس کے لئے تمام سلاطین اسلام کو اور علماے اعلام اور سادات واشراف اور رہبران قوم اور اکابر ملت کو آواز دیتے ہین نہین بلکہ ہر مسلمان کو ہر پابند مذہب کو پُکارتے ہین۔ نہین نہین بلکہ ہم اپنے حقوق کے لئے ہر تمدن وامن کے حامی اور عدالت وانصاف کے کوشان اور انسانیت ومروت کے نگہدار سے فریاد کرتے ہین۔

عجیب بات ہے کہ سوتم حجاز مین جانیوالے اور نیز دیگر مسلمان حجاز کے وقتی امن سے فریب کھا رہے ہین اور اُنکے اس منحوس وہولناک بنیاد اور سیلاب عظیم کا خیال نہین ہوتا کہ کتنون کی خونریزیان ہوئین اور کھلم کھلا حرمات خدا کی بیعزتی ہوئی اور مسلمانون کو کافر ومشرک کہا گیا تاکہ اس بہانہ سے اُنکے خون اور آبروئین اور اموال حلال ہوجائین اور اسلام کی حرمتین طمع وفریب کی قربانی بن جائین اور فتنہ پردازی وسخت دلی کے ہاتھون تباہ وبرباد ہوجائین اور اس پر مسلمانون مین کوئی روکنے والا اور منع کرنے والا اور باز رکھنے والا نہ پیدا ہوا اور نہ کوئی عہد وپیمان یا کوئی رشتۂ اسلامی سودمند ہوا نہ شریعت وعدل کے پاس نے باز رکھا اس موقع کو ان بدبختون نے غنیمت جانا اور اپنی بدعت کو سختی اور طمع وآدمیت پھیلانا شروع کر دیا اور مسلمانون کے خون اور حرمتین اور دینی عزت وآبرو رائیگان گئی اور کسی نے انتقام نہ لیا۔

کہان گئی سمجھ اور عقلین اور کدھر گئی حمیت دینی اور کہان گیا اسلام کا پاس کیا یہ سب حجاز جانیوالے وہابیون کی بدعتین دیکھ کے مدہوش اور بے عقل وحواس ہو گئے خدا کے واسطے بتاؤ کوئی مسلمان کیونکر چین لے سکتا ہے حالانکہ مسلمانون کے خون اور آبروئین اور اُنکے دین ومقامات مقدسہ کی حرمت حرم خدا ورسُول مین کچھ وحشی درندون اور بدعتی جفاکارون کی حکومت مین رائیگان وبرباد جا رہی ہے ظالم وجفاکارون وشریعت پر بہتان باندھنے والا اور کتاب وسنت سے بے خبر ہے اور یہ برسر اقتدار گروہ سخت دل ہو کہ جنکی حجت شمشیر ظلم اور جنکی دلیل جور وستم پر قابو پا جاتا ہے کسی کی دلیل سنتے نہین

اور کسی تعلیم کی شنوائی نہین کرتے اور راہ پر لانے والے سیدھے نہین ہوتے قرآن کا نام لیکے دھوکا دیتے ہین۔ حالانکہ خود اُنھون نے اُسکو پس پشت ڈالدیا ہے اور سنت کے ذکر سے غلط فہمی پھیلاتے ہین۔ درانحالیکہ یہ لوگ اپنی خواہشات نفس کے پابند ہین یہ وحشی بخدی یہ تمام افعال مذکورہ اور جرائم اپنی گورنمنٹ کے سامنے بجالاتے ہین جریا تو انتہائی عاجز ہے اُنکے روکنے سے اور یا حد کی خود رائے اور مستبد جوان افعال وحشیہ پر راضی ہے۔

اے بہادران اسلام اور اے مددگاران عدل خدا کا پاس کرو ناحق بہائے جانیوالے خونون کے متعلق خدا سے ڈرو بے عزت ہوجانیوالے حرمات کے بارے مین خدا کا خیال کرو اس دین مین جو بدعت سے مبدل ہوگیا۔ خدا کی نصرت کرو اوس کتاب کے متعلق جو پس پشت ڈالدی گئی۔ خدا کی بات سنو اوس سنت کی بابت مین جس سے منھ پھرا لیا۔ خدا کے لئے خبر لو حرمین کی جو دینی و مذہبی اصلی وطن ہین تمام مسلمانون کے اور انکے دین کے علامات ہین اور اُنکے حجاج و عبّاد کے مرجع ہین۔ خدا کے لئے حجاج و عباد کی مدد کرو۔ برائے خدا حرمات دین و حرمت اسلام کی خبر لو مسلمانون کیا تم کو ان مصائب کی اطلاع نہین ہے تم کدھر ہو خدا مدد کرتا ہو اُسکی جو طالب مدد ہو اور نصرت کرتا ہے اُس شخص کی جو اُسکی نصرت پر آمادہ ہو اور کفایت کرتا ہے اُسکے لئے جو سچے دل سے اوس پر بھروسا کرے اور خدا کا دست رحمت اپنی جماعت پر ہی اور وہ ارحم الراحمین اور توفیق عطا کرنے والا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اتحاد و اتفاق کے لوازم مین اور ایک مشترکہ مقصد مین کوشش کا مقتضا یہ ہو کہ وہ مسلمانون کے مقصود بھی نہ ہون انکی کوشش دل خالص و درد دینی کے ساتھ نامہ و پیام کا سلسلہ بھی جاری رہے خدا توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا اسلام تمام بھائیون کو پہونچے۔

مجلس علمائے نجف۔ مجلس علمائے کربلائے معلے۔

تمام خط و کتابت نجف مین حضرت حجۃ الاسلام آیۃ اللہ سید ابوالحسن اصفہانی مدظلہ کی خدمت

مین اور انکے واسطہ سے ہونا چاہیئے تاکہ وہ پیغام اور پھر اس کے متعلق حضرت حجۃ الاسلام اصفہانی کی رائے مجلس علمی تک پہونچ سکے۔

تحریر مجلس علمائے نجف

ترجمہ

حمد وثنا پروردگار عالم کیلئے اور درود نامحدود عالم کے آتش جہنم سے نجات دلانے والے اور سردار بنی آدم محمد مصطفےٰ کے اوپر اونکے اہلبیتؑ پر جو ہدایت خلق مین اونھی کے قدم بہ قدم تھے اور اونکے اصحاب پر۔

اما بعد مجلس علمائے نجف اشرف آواز فریاد بلند کرتی ہے اولاً بارگاہ اقدس الٰہی مین پھر تمام برادران اسلام کی طرف جو تمام ربع مسکون مین آباد ہین اس مصیبت عظمیٰ اور سانحہ کبرےٰ اور واقعہ دردناک اور بلائے سخت کی ہیبت سے آسمانی بجلی کی طرح یہ مصیبت پڑی کہ اسکی ہر گرج مین بہت سے نفوس مدہوش ہو گئے مصیبت نازل ہوئی اور اس نے بیضۂ اسلام کو بنا لیا اور اسکے پڑنے سے دین کے ستون متزلزل ہو گئے قریب ہے کہ رابطۂ دینی اہل اسلام پارہ پارہ اور بیخ و بن کلمہ گویان توحید نیست و نابود ہو جائے انکی جمعیت متفرق اور شیرازہ منتشر ہو جائے مصیبت آئی اور اوس نے مشاعر خانہ خدا مین شرمناک واقعات رونما کیئے اور ہتک حرمت کی اور قتل اور سولی دینے اور شہر بدر کرنے اور لوٹ مار کرنے حرام افعال کو مباح کر دیا اور دیگر شرمناک افعال جو طائف و حرم مین تمام فرق کے سامنے اور اونکی اطلاع مین پیش آئے۔ یہ ابن سعود نجدی کی لائی ہوئی مصیبت ہے کتنی بڑی مصیبت کہ جس نے بنیاد دین مضبوط کرنیوالے کی بنیاد و قبہ کو توڑ کے نبوت و شریعت کے منارون کو سرنگون کر دیا۔ آہ مصیبت آئی اور اس نے قلعۂ امامت کو ریزہ ریزہ اور بقیع مین ضریح اقدس کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ مصیبت جس نے تمام مہاجرین و انصار کی روحون کو غم و غصہ کے گھونٹ پلائے اور امیر المومنینؑ کو نجف مین اور اونکے اولاد امجاد کو کرخ و کربلا و طوس و سامرہ مین رنجیدہ و...

رسیدہ کیا۔ افسوس ہے دین پر افسوس ہے مسلمانون کی حالت پر افسوس ہے منازل وحی و تنزیل اور فردوگاہ جبرئیل اور طواف گاہ میکائیل پر افسوس ہے دیار رسول اللہ صلعم پر

آیات خدا کے مدرسہ تلاوت سے خالی ہوگئے اور وحی اُترنے کی جگہین ویران و برباد ہوگیئن۔ رسول اللہ کے گھر تو چٹیل میدان ہوگئے اور شیطان نجدیہ تکلف حجرون مین قیام کرتا ہے۔

اے میرے برادران اسلامی تمھین قسم ہے اُسی پاک قبہ کی جو مدینہ مین گرادیا گیا اور محترم مقام قبور کی بقیع مین جو ویران و برباد ہوگیا کیا اس سرکش و باغی نجدی کو معلوم ہے کہ کیسے خون اسنے مسلمانون کے مکہ مین بہادیئے اور کیسی شریف عبادت گذار عورتون اور بچون کو طائف مین قتل اور بیحرمت کیا اور کن حرمات خدا کو بیت الحرام مین رائیگان کیا اور کونسی عزت مسلمانون کی حجاز مین اُسنے شادی اور کیسے کیسے نماز و تلاوت قرآن سے آباد رہنے والے گھرون کو اسنے تباہ و برباد کیا اور کسطرح اُسنے حضرت رسولؐ کو جگر چاک کردیا اور کیونکر محمدؐ و آلِ محمدؐ کی آنکھ کو اپنے مصائب سے گریان کیا اور کیسی مخالفتین اسنے حکم خدا کی کی ہین اور سوائے وہابیون کے تمام مسلمانون کو کافر کہکے کیسا بارگناہ اُسنے سمیٹا ہے۔ حالانکہ جو خدا کی تنزیل کے خلاف حکم کرے کافر وہی ہے۔ اِن مصائب کے بعد اے گروہ اسلام اب تیرے لیئے کونسا عذر باقی رہ گیا ہے اگر اب بھی ان مصائب کے تدارک کے لئے نہ اُٹھے۔

کیا مضبوط ہمتین پست ہوگیئن یا آتش حمیت و غیرت خاموش ہوگئی یا طبیعت کی عادات شجاعانہ مردہ ہوگیئن کہان گیئن تمھاری دینی ذمہ داریان کدھر ہین اسلامی رشتے اور روابط کہان ہے حمیت اسلامی اور غیرت۔ کیا تم اس باغی کو چھوڑ دوگے کہ یہ ایک کمزور ہستی ہوتے ہوے طاقت پکڑے اور ائمہ اہل یمان کی پسلیون کو قبرون مین تمازت آفتاب مین چھوڑدے اور تم اسکے ارادہ اور مقصد کو پہلے ہی سے جانتے ہو۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کل خدا و رسولؐ سے جنگ کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے اور ساز و لجام سے مرکب کو آراستہ کیا ہے۔

اے امت اسلامی کیا تیرے رسولؐ اور اُسکی عزت کا تیری طرف سے بھی حصہ تھا جو مین نے

جو مین نے بیان کیا حالانکہ تو بہترین اُمت ہے جو عالم مین ظاہر ہوئی۔ نہین ہرگز نہین! اور اگر ایسا ہی ہے تو یہ ابدی ننگ ہے اور آتش جہنم کا پروانہ اور کیا بری قرارگاہ ہے۔

یقین جانو کہ یہ تمام مصائب ذلت کو گوارا کر لینے توہین پر ضبط کرنے اور ظلم پر سکوت کرنے کے نتائج ہین کہ جو تمھارے لئے زہر قاتل بنکے حاصل ہوئے ہین۔ اور کوئی عجیب بات نہین ہے اس لئے کہ قرآن شیطان اپنی گمراہی اور ضلالت مین اطمینان کے ساتھ کوشان اور کوئی روکنے والا اور دفعیہ کرنے والا نہین یہ مصیبت ایسی ہے اگر تم مین سے کوئی اس غم و غصہ سے مرجائے تو قابل ملامت نہین لیکن مصیبت کی آسان کرنے والی یہی فکرین ہین جنکے لئے ہمنے اجتماع کیا ہے اور جو امیدین ہمین ہین بری کوششین اور مساعی اس مہم مین کرینگی۔

اگر ہوتی وہ بات جسکی مجھے امید ہے آج یا کل تو میری روح اس رنج و غم مین نکلجاتی کہان ہین ارباب ہمت و عزت کہان ہین اہل بزرگی و مکارم کدھر ہین نسل عرب کے شیران بیشۂ ہیجا کہان ہین ذمہ داریون کی حفاظت کرنے والے بہادران فارس کہان ہین دشمن کو موت کے گھاٹ اتارنے والے افغانی کہان ہین ناموس شریعت کے بچانے والے جانبازان ہندوستان کہان ہین ہنر بران میدان وغا برادران ترک کس طرف ہین ہمارے مصری بھائی جنکے زمانہ سابق کی لڑائیون مین کارنامہ ہین۔ کہان ہین وہ لوگ جو زمانہ کی نعمتون سے بہرہ اندوز اور اُس کے اموال سے متمتع ہین کہان ہے تمام اطراف اسلام کا کوئی ایسا شخص جو اس ناکارہ بدبخت شقی کے افعال سے بیزار ہو۔ اس شقی کے ان مصائب سخت اور افعال بد کے برخلاف کہ جن سے آسمان شگافتہ ہوجائے اور پہاڑ پھٹ جائین۔ تمام امتون کے سامنے احتجاج کی طرف ہم توجہ دلاتے ہین اور دفاع کی طرف حرم خدا و رسول سے اور دینی ادارہ سے دشمنون کے ہٹانے کی طرف۔

اور جو شخص سلاح جنگ کے ذریعہ سے اپنے عوض سے اٹھاتا نہ رہے گا۔ وہ گرا دیا جائے گا۔

ہم دعوت دیتے ہین اس مصیبت کے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے کے مدد کا۔

ہو جانے کی طرف اور مسلمانون کے ترقی دینے اور شریعت کی عزت قائم رکھنے کے لئے پہلو بہ پہلو ہونے کی طرف مختلف طرق و وسائل سے ابن سعود کے اثر کو دور کرکے اور اُس کی حکومت کو حرمین شریفین سے ہٹا کے تاکہ جو خرابی ہوئی ہے اوس کی اصلاح ہو سکے اور جو کچھ منہدم ہو گیا ہے اُس کی تعمیر ہو سکے یاد رکھو کہ اس حادثہ کی خبر اطراف زمین پر چھا گئی ہے اور اُسکی آواز افکار عالم مین پھیل گئی ہے اور مورخین اسے تاریخ کے صفحات پر جگہہ دینگے اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانون کی طرف گردنین بلند ہین اور نظرین لگی ہوئی ہین اور دوست دشمن ہر ایک کی آنکھ تم پر ہے اور ہر ایک اس کا انتظار کر رہا ہے کہ تمھارا طرز عمل اسکے بعد کیا ہوتا ہے۔ اور بخدا اب یا تو حیات ہے دنیا و آخرت دونومین اور یا دونون مین موت و ہلاکت ہے اپنے نفسون کے متعلق خدا سے ڈرو اپنے مذہب کے بارے مین خدا سے خوف کھاؤ اور اُسکے حرم کی حفاظت مین خدا کا پاس کرو۔ خود ایک چیز کو اختیار کر لو اگر اس کو نہ کرو تو اس اس آگ سے ڈرتے رہو کہ جس مین جلنے کے لئے انسان اور پتھر ہین لیکن اُمید قوی تم سے یہی ہے کہ تم اس مصیبت مین اپنے امکانی کوشش احتجاج مین اور مقاومت مین صرف کرو گے اور تم جو کچھ صرف کرو گے راہِ خدا مین وہ تم کو پورا مل جائے گا۔ اور تم پر ظلم نہ ہوگا۔ اور مبارکباد ہے ان لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین اور عمل صالح کرتے ہین کہ اُنکے لئے وہ بہشت ہین جنکے نیچے سے نہرین جاری ہین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ۔

از طرف علماء نجف اشرف۔

بقلم احقر محمد علی شرف الدین عاملی

۱۰ صفر ۱۳۴۵ ہجری

عقیدت کے دو آنسو

حضرت بی بی کے مزار پاک پر

بے ادب پا منہ این جا کہ عجب درگاہ است

(ایک انگریزی نومسلمہ خاتون بی بی زیتون کے قلم عقیدت رقم سے)

ایک انگریزی نومسلمہ خاتون جنکا اسلام قبول کرنے کے بعد بی بی زیتون نام رکھا گیا گذشتہ سال حج بیت اللہ کو تشریف لے گیئں تھیں آپ حنفی عقیدے کی پیرو ہیں اور ایک نہایت خوش عقیدہ مسلم خاتون ہیں آپ نے اپنے تاثرات جنت البقیع اور وہاں کی چشم دید کہانی جن پردرد الفاظ میں سپرد قلم کی ہے وہ ہر مسلمان کو خون کے آنسو رلانے کے لئے کافی ہے آپ کا یہ مضمون اخبار خلافت بمبئی کی تازہ اشاعت میں درج ہوا ہے۔ جسے ہم ناظرین سرفراز کے مطالعہ کیلئے درج ذیل کرتے ہیں۔

کس لئے اب آہ لے طوفان جگاتا ہے مجھے
میرے مٹنے کا زمانہ ہے مبارک ہو تجھے

مثل شبنم دیدہ پرنم جاگتا ہوں خستہ جان
میری پھلواری پر اب دور خزان ہے حکمران

آفتاب کی تیز اور گرما گرم شعاعیں جنۃ البقیع کے شکستہ اور پامال مزاروں کو غم وحسرت سے دیکھ دیکھ رہی تھیں یہ قرون اولی کے اسلامی رہنماؤں کی قبرستان ہے۔ شکستہ اور مسمار سفید چہار دیواری کی دوسری جانب تاڑ اور کھجور کے درخت ہوا کے جھونکوں سے ہل ہل کر قبرستان کے بیرونی حصہ پر سایہ فگن تھے جہاں دوپہر کی تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے چرند وپرند آرام لے رہے تھے کہیں کہیں سیاہ چشم لڑکے زردی مائل سفید بالوں میں مصنوعی خزانوں کی تلاش میں گڑھے کھودتے اور کھیلتے تھے۔ ایک طرف مسجد نبوی صلعم کے بلند مینارے نمایاں تھے اور درختوں کی اوٹ سے گنبد خضرا کی جھلک نظر آ کر سرکار دوعالم کی آرام گاہ کا پتہ دے رہی تھی۔

گھومتے گھومتے مین ایک چھوٹی سی پہاڑی کے پاس پہنچی جس کے دامن مین ایک ضعیفہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے اپنے بالون مین کنگھی کر رہی تھی اور اس عالم مین بھی اسکی آنکھون سے آنسو روان تھے۔ مین نے رونے کا سبب دریافت کیا تو منھ سے تو کچھ نہ بولی مگر ایک طرف اشارہ کیا گویا یہ ایما تھا کہ خود بھی روؤ اور ہندوستان والون کو بھی رلاؤ۔ کچھ فاصلہ پر ایک ٹوٹی ہوئی کھڑکی کی جالی پڑی تھی جس پر سورج کی کرنین تیز پڑ رہی تھین نہ پھول تھا نہ سایہ تھا کوئی نشان قبر بھی تو نہ تھا۔

یہ حضرت خاتون جنت کی آرامگاہ تھی

مین نے جب یہ نام پاک سنا تو بدحواس ہوگئی کوئی اس سے چند گز کے فاصلہ مین دوسرے نور دیدگان کے مزار تھے۔ توقعات تو یہ تھین کہ خوشنما سنگ مرمر کے سر بفلک قبے ان پاک مزارون پر صاحبان مزار کی عظمت کا پتہ دے رہے ہون مگر دل بیتاب ہوگیا جب یہ دیکھا کہ مٹی کے تیل کے کنسترون کو چپٹا کر کے ان پر بچھا دیا گیا تھا حضرت بی بی کے مزار مقدس کے پاس میرا شوہر جو دل کا بہت مضبوط تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ مین عورت تھی اور کمزور مگر بجائے آنسو کے غم و غصہ کے جذبات میرے دل مین موجین مار رہے تھے۔

آہ اس قبہ کی آرام کرنے والی مقتدر خاتون کا مزار اور اسکی یہ حالت! رسولخدا صلعم کے گود کی پالی اور حرم نبوی کے پروردہ ناز او اسکے آخری آرام گاہ کی یہ بیحرمتی ایک زمانہ تھا جب خود رسولخدا صلعم اپنی اس محترم بچی کو آیات قرآنی سکھاتے تھے کیا اس واجب التعظیم باپ کو اپنی اس لڑکی کی آخری آرام گاہ کی بربادی پر صدمہ نہ ہوگا! بضعۃ الرسول کی قبر اور گولیون کا نشانہ بنے۔ اور انہدام مزار کے جنون مین صاحب مزار کے احترام کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ اس وقت مدینہ کے چوپائے تک سایہ مین تھے اور فاطمۃ زہرا کا مسمار شدہ مزار دھوپ اور شدت آفتاب مین نمونہ دشت کربلا بنا ہوا تھا!

آگے چل کر دوسرے مذہب والے ہم پر ہنسیں گے کہ یہی وہ ہیں جو اپنے مردوں کو گولیاں مارتے ہیں۔ میرے شوہر کو بیحد جوش تھا اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس پر کوئی یادگار قائم کردوں اسے بتایا گیا کہ والی کا اعلان ہو چکا ہے اس کی مرمت کرنے والے گرفتار کر لئے جائینگے۔

غم و غصہ میں میں نے اس بربریت کا سبب پوچھا بتایا گیا کہ حکومت حال کا خیال ہے کہ ہم ان مقتدر مردوں کی اس درجہ عزت کرتے ہیں جو اصنام پرستی کے مترادف ہے نہیں نہیں ہم بی بی فاطمہؓ کو صنم نہیں سمجھتے ہم اونھیں عفت پاک دامانی اور تقدس کا مجسمہ سمجھتے ہیں کیا ان خوبیوں کا احترام صنم پرستی ہے! بی بی فاطمہؑ (خدا کی رحمت ان پر ہو) ہم مسلم خواتین کیلئے نور ہدایت ہیں۔ ہم گوشت پوست کی پوجا نہیں کرتے۔ ہاں ہم ان کی پاک ذات سے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور ان کے نقش پا پر چلنا ہماری سعادت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اعلی مقام والوں کو دیکھ کر ہی انسان کو ترقی کا شوق ہوتا ہے ہماری ساری زندگی تقلید کا نمونہ ہے۔ نہیں نہیں حضرت بی بی کو ہم بت سمجھکر نہیں پوجتے وہ تو ہماری رہنمائی اور ہدایت کا زندہ نمونہ تھیں۔ کیا اس تخریب و انہدام کا یہ منشا تو نہیں کہ ہم اس محترم اور قابل تقلید خاتون کو بھول جائیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ جو ہاتھ آج بیٹی کے مزار کو مسمار کرنے پر جری ہے وہ مقدس باپ (صلوٰۃ بر محمدؐ) کے مزار مبارک کی طرف گستاخانہ اور بے ادبانہ نہ بڑھے گا۔

کیا عالم اسلامی کی عزت کو سرفراز اور سربلند رکھنے کی یہی صورت ہے اب؎

اے بسرا پردہ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

(از اخبار سرفراز مطبوعہ ۵ مئی ۱۹۲۶ء)

لتهدمت واللہ ارکان الہدیٰ

(نوشتہ حکیم الامۃ علامہ ہندی مولانا سید احمد صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ سکریٹری تبلیغ و اشاعت انجمن تحفظ آثار متبرکہ حجاز

آل انڈیا شیعہ کانفرنس)

قسم بخدا ظالم نجدیوں نے ہدایت کے گھروں کو ڈھا دیا جنت البقیع کو برباد کرکے بیت معمور اسلام تباہ و برباد کر دیا جبرئیل و میکائیل کی طواف گاہیں خراب و خستہ کر دیں۔ اسلام و مسلمانوں کی عزت لیلی۔ اگر آج ہمنے عزت اسلامی و حمیت ایمانی سے کام نہ لیا تو سمجھ لو ہمیشہ کے لئے اسلام کی پشت ٹوٹ گئی۔ دائمی ہلاکت نے مسلمانوں کو آگھیرا۔

اٹھو للہ اٹھو خواب راحت کبتک۔ غیرت مندان امروہہ نے جملہ شیعوں کو دعوت دی ہے ہر فدائے ملت کو لازم ہے کہ اس جلسہ میں شرکت کرکے اپنے فریضہ لازمہ کو سمجھے اور لائحہ عمل کو درست کرے

شریعت کا اجتماعی فتویٰ یہ ہے کہ جب بیضۂ اسلام پر ضرر وارد ہو شعائر اسلام کی بیحرمتی ہوتی ہو بزرگان دین کی ہتک ہو مسلمان فرائض اسلام سے روکے جاویں تو بلاشبہ قتال واجب ہے۔ بڈھوں، نابالغ بچوں۔ لنگڑے لولوں سب پر اگر ان سبکی ضرورت ہو فقہا کا اتفاق ہے اس جہاد میں امام و نائب امام کی ضرورت نہیں نہ تقیہ ہی ہے

مسلمانو! ابن سعود کے بیرحم ہاتھوں سے ارض مقدس حجاز پر جو کچھ گذری اب وہ سب کو معلوم ہے بلا اختلاف اس دشمن دین کے اخراج میں ہر قسم کی جانی و مالی قربانی واجب ہے لیکن سوال یہ ہے کہ دشمن دور ہے اُس تک دسترس نہیں پھر مقابلہ کس سے کریں اور کیونکر لڑیں کون لیجاوے اور کس طرف جاویں۔

ہر چند کہ ابن سعود حلیف برٹش گورنمنٹ کا ہے لیکن خوش قسمتی سے گورنمنٹ اپنی طرفداری کا اظہار نہیں کرتی اور نیز معاہدات مسلمہ کی بنا پر اس گورنمنٹ کو کوئی خاص مداخلت ہمارے امور مذہبی

مین حاصل نہین ہے۔ لہذا ہمکو اپنی گورنمنٹ سے پورا اطمینان ہے وہ ہماری کسی نقل وحرکت مین مزاحم نہ ہوگی اور ہمارے اس فریضہ مذہبی کو نہ روکیگی اور نہ اُس کیلیے کسی طرح سے یہ زیبا ہو کہ سات کروڑ مسلمانان ہند کے جذبات مذہبی کو دباکر اپنے سے بیکار جھگڑا مول لے اور بالفرض اگر ایسا ہوا تو یہ ایک سخت سیاسی غلطی اس گورنمنٹ کی ہوگی۔

پھر کرنا کیا ہے؟ سب سے پہلا اور مقدم کام یہ ہے کہ حجاز فنڈ قائم ہو اور جہاد فی سبیل اللہ مین مالی ایثار کیا جائے ارض حجاز پر جان فدا کرنیوالون کیواسطے پہلے جہاد مالی پر کمربستہ ہونا چاہیئے۔ جان کا صدقہ مال کہلاتا ہی جہان جان دینا واجب ہو مال کا دینا کہانتک واجب نہوگا۔ لہذا محفوظ طریقون سے اس فنڈ کو اس قابل بنا دینا چاہیے جو تمام ضرورتون کو پورا کر دے۔

دوسرا کام۔ عام مسلمانونکو حج اُسوقت تک روکدینا لازم ہی جبتک نجدی غاصبون سے ارض حجاز کی تطہیر نہ ہو۔ یہی ایک کاری ضرب ہے جو فوری ابن سعود کو بیکار و مضمحل کردیگی خوب سمجھ لو وسط حجاج کی تعداد سالانہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور فی نفر اوسط پانچسو روپیہ کا خرچ ہے جسمین سے اُڑہائی سو روپیہ اہل حجاز و حکومت حجاز کی جیب مین جاتا ہے اب خیال کرو اس حساب سے پانچ کرور بارہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ اطراف عالم سے مسلمانون کا حجاز پہونچتا رہتا ہے اگر ایکدم بند کر دیا جائے تو حجاز کی سعودی حکومت دیوالیہ ہو جائے اور سعودیون کا ایکدم خاتمہ کر دے۔

سوال یہ ہے کہ:- حجازیون کا قصور کیا ہے جو اس پاداش کو بُھگتین۔

ہم نہایت صفائی وآزادی سے کہنے کو تیار ہین کہ یہ پاداش اس جرم کی ہے کہ اُنھون نے بیوقت ٹرکی سے بغاوت کی کفارہ کو مدد دیکر اسلام سے دشمنی کی اسلامی قوت کو توڑا اسلامی مرکزیت کو بگاڑا۔ اسلامی شرف مٹایا۔ جزیرۃ العرب کو نصاریٰ کی حمایت مین دیا۔ وصیت رسُول کے خلاف کیا۔ تمام عالم اسلام کو صدمہ پہونچایا۔ عرب کی وہ جملہ آبادیان جو اس جرم مین مبتلا ہوئین وہ سب اسلامی مجرم

اسلامی خائن ہین کچھ نہ کچھ سبکو بھگتنا اور اپنی بداعمالی کی پاداش اُٹھانا لازم ہے۔

ہمارے واسطے اسوقت سب سے اہم کام اخراج ہے ابن سعود کا اور اسکے بعد خالص اسلامی حکومت جو بواسطہ یا بلا واسطہ زیر اقتدار کفر نہ ہو اور نہ ایسی متعصب ہو کہ مذہبی آزادی کو کسی فرقہ اسلام کے سلب کرے۔

لہذا مسلمانون کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسوقت اونکا حج اعانت ظلم اور اعانت علی الاثم ہے اور شرط وجوب حج یعنی استطاعت کا بھی فقدان ہے۔ اور مزاحمت واجب کی (یعنی حج کی) واجب (یعنی اخراج ابن سعود از ارض حجاز سے اور حفاظت بیضہ اسلام) سے ہے اور نیز یہ فریضہ واجبہ حج جبکہ مقدمہ قریبہ اور علت ہو اُس حرام کا جو سبب بربادی بیضہ اسلام ہو تو کوئی بھی شرعی نقطہ نظر سے حمایت حج کے واسطے تیار نہ ہوگا اور جو سفر مظنون بضرر ہو وہ سفر حرام ہے خواہ حج ہی کا سفر کیون نہ ہو لہذا پوری جد وجہد سے ہر فرد اسلام کا وظیفہ ہے کہ حج ملتوی کرے اور اس مسئلہ مین ایران، ٹرکی اور مصر کے عمل در آمد کو مشعل ہدایت قرار دے جہان کے علماء و مدبرین واہل سیاست نے پہلے سے یہ قدم اُٹھا دیا ہے جو ہم سے زائد سیاست دان۔ ہم سے زائد شریعت دان ہین۔

تیسرا اہم کام یہ ہے کہ لایق وقابل لوگ بطور وفد اسلامی سلطنتون مین دورہ کرکے تبادلہ خیالات کرکے معاملہ طے کرین مدبران ممالک اغیار سے کام لین تھوڑا مال اور تھوڑا وقت اس اہم فریضہ کی نذر کرین منفرداً اور مجتمعاً ممالک مذکورہ کا سفر کریں اور انکے سیاسی خیالات کو معلوم کرین اور اتحاد عمل سے تمام مسلمانون کے اقدام کرین جو سلطنت بھی ہمارے لئے دست شفقت بڑہادے بغیر کسی اختلاف مذہبی کے ہم کو اپنا جان ومال اسکو سپرد کردینا چاہیئے۔

چوتھا کام ہمارا رضا کاران کی بھرتی ہے جس مین ان تھک کوشش کرنا لازم ہے اور جبتک ہم اپنے وفود سے اسلامی سلطنتون سے کوئی مشورہ نہ کرلین۔ اوسوقت تک رضا کاران جنۃ البقیع خود کو زیر نظام لاکر اسقدر مرتب ومنظم ہوجاوین کہ وقت پر یہ ایک آراستہ فوج کا کام دے سکین۔ انکی فوجی اسپرٹ بعد اسلام کا جوہر ذاتی ہے

اُن سے فنا ہو چکا ہی پھر انہین عود کرے۔

(از اخبار سرفراز مطبوعہ ۷- اکتوبر ۱۹۲۶ء)

خاتون جنت کی بیقراری

کیا نیند کے متوالے مردون سے شرط باندھ کر سونیوالے قبون کے گرنیکی آواز سے بھی نہ چونکین گے۔ بلبلے کدا لون کی دلشکن صدا بھی اُنکے آرام مین خلل انداز نہ ہوگی خاتون جنت کی آہ وزاری نالہ وبیقراری بھی کچھ اثر نہ ڈالیگی۔

کاش آج ہی ہوش مین آوین۔ آنے والی نسلوں کے سامنے مزارات مقدسہ کی درد بھری داستان ہماری بے شرمی و بے حیائی کا ثبوت بن کر پانچ کروڑ شیعون پر یہ فتوائے دینے کا موقع نہ دے کہ شیعون کے اسلام سے سکھون کا کفر بہتر تھا اور ان جیسے مسلمانون سے گیلی پولی کی قبرستان کا احترام کرنیوالے مہذب و متمدن یورپ والے زائد افضل تھے۔

شیعو۔ دنیا کے مورخ ہماری موجودہ بے غیرتی کو ہمیشہ کے لئے یادگار رہنا بنکو تیار بیٹھے ہین خدائی ابدی لعنت اور رسولؐ کی بیزاری ان شیعو نکو گھر گھر سے ڈھونڈھ نکالیگی جو اب بھی مقامات مقدسہ کی حفاظت حرمین شریفین کی خدمت کے لئے نہ اٹھین۔ اپنے جان و مال کو عزیز کرین۔ بیضۂ اسلام کی حفاظت مین فدا نہون۔

شیعو۔ تمہارے واحد مرکز آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے خصوصی جلسے ۱۲ سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء تک امروہہ ضلع مراد آباد میں ہونیوالے ہین جسمین تمہاری موت وحیات کا مسئلہ طے ہوگا غیرت اسلامی کا امتحان ہوگا۔ تمام مسلمان مقامات مقدسہ حجاز کے محافظ اور حرمین شریفین کے خادم ہین۔ گذرجانیوالی نسلین بنی اہلبیت کو اس کا یقین کے لئے ہر طرح سے ثابت کرنیکی ضرورت ہے اب آپ کو ثابت کرنا ہے کہ ہم بھی انشاء اللہ بد دیانت متولی نہین ہین ہم اجداد کی تمہارے کو خاک کا ڈھیر دیکھکر کے ہمیشہ کے لئے روسیاہ

نہ بنین گے ۔ اپنا جان و مال و اولاد فدائے اسلام کرینگے ۔ اور ارض حجاز کی تطہیر ظالم نجدیوں سے کرا کے چھوڑین گے

حجاز مقدس کا دور دراز سفر کر کے جان و مال فدا کرنے کیلیئے تیار ہو جانیوالو اور حق پر مٹنے والو اس مبارک سفر کی پہلی منزل امروہہ ہی تشریف لائیے اور لائحہ عمل کو سب سے پہلے طے کر لیجیئے ۔ پھر کمر ہمت باندھ کر خدا کا نام لیکر اُٹھ کھڑے ہو جیئے ۔ خاتون جنت سے سرخرو ہو جیئے ۔

دیکھیئے شمس العلماء مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ کیا فرماتے ہین " واقعہ جنت البقیع ایسا قیامت خیز واقعہ ہے کہ جسکے لیئے ہر مسلم و مومن کو قلباً مضطرب ہو جاتا اور اُن ظالم کا صدد جس گروہ سے ہوا ہے اوس سے ارض حجاز کے تخلیہ و تطہیر مین ساعی ہونا فریضۂ دینی ہے ۔

خدا جزائے خیر دے اون لوگون کو جو اس مقصد مین اہتمام کر رہے ہین مین جس طرح انجمن خدام الحرمین کی کامیابی کی دعا کرتا ہون ۔ اوسیطرح انجمن تحفظ آثار متبرکہ کیلیئے بھی دعا کرتا ہوں جسے شیعہ کانفرنس نے قایم کیا ہے اور میری دلی تمنا ہے کہ کمیٹی بحیثیت عمل سب سے زیادہ کامیابی حاصل کرے حضرات مومنین اسکے ہر امکانی سعی و کوشش و امداد مالی سے دریغ نہ فرماوین (نجم الحسن عفی عنہ مجتہد العصر لکھنو رضا کار جنت البقیع السید احمد عفی عنہ بقلم (علامہ ہندی مجتہد) سکریٹری صیغۂ تبلیغ و اشاعت انجمن آثار متبرکہ شیعہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنو ۔ ۲۳ ۔ ستمبر ۲۶ء (از اخبار سرفراز مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء)

مکتوب ہمدان

بوساطت جناب مستطاب شمس العلماء مروج شریعت غراء و مؤید ملت بیضا حجۃ الاسلام مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب ادام اللہ تائیداتہ ۔

بخدمت ادارۂ تحفظ و انجمن تعریف کانفرنس لکھنؤ ۔

جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے اہل ایمان کیا تمھیں میں تم و دل اُس تجارت کا

جو تمھیں عذاب دردناک سے نجات دلوا دے۔ تم ایمان لائے ہو خدا و رسول کے اوپر اور راہ خدا میں اپنے جان و مال کے ساتھ جہاد کرتے ہو اگر تم سمجھو تو یہی تمھارے لئے بہترین چیز ہے۔ تاکہ خداوند عالم بخشدے تمھارے گناہوں کو اور تمھیں اُن جنتوں میں کہ جنمیں نہریں جاری ہیں اور گلزار عدن کے پاکیزہ مکانات میں جگہ دے یہی بڑی کامیابی اور وہ نتیجۂ آخرت ہے جو تمھیں محبوب ہے خدا کی مدد اور فتح قریب تمھارے شامل ہو اور مومنین کو یہ مبارکباد دے دو۔

اُن احساسات مذہبی کو دیکھتے ہوئے جو لکھنؤ کی کانفرنس سے واقعہ انہدام مقابر اہلبیت رسولؐ و صحابۂ کرام و صالحین و شہداء راشدین کے متعلق رونما ہوئے ہیں اور جو ہزار تحسین و شکریہ کے مستحق ہیں ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم بکمال خلوص قلب سے اپنے عمیق ترین جذبات تشکر کو اس ادارۂ محترمہ کے خدمت میں پیش کریں۔

سب سے پہلے ہماری دعا بارگاہ صمدیت میں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس ادارہ کو ترویج شریعت و حفاظت شعائر اللہ و مشاہد ائمۂ کرام میں سرگرم عمل رکھے اور اپنی توفیق و تائید شامل حال فرمائے و نیز ہم کو اور تمام سلاطین عالم کو خدمت دین و شریعت کی توفیق دے کہ ہم یکدل ہو کے مضبوط قدم اور مستحکم ارادہ و عزم کے ساتھ حفاظت اساس ایمان و شعائر دینیہ میں ثابت قدم رہیں۔ خدا ہماری اور تمہاری مدد فرمائے اور تمھیں اسلام و اہل اسلام کی جانب دنیا و آخرت میں بہترین جزا دے اور ہم کو اور تم کو اہلبیت کرام کے مظالم کا بدلا لینے والا قرار دے۔

آخر کلام میں ہماری خواہش ہے کہ آپ حضرات اپنی کارگزاریوں کی اطلاع ہمیں بھی دیتے رہیے تاکہ ہم بھی بقدر امکان آپ حضرات کے تدابیر اور اُنکی انجام آوری میں شریک رہیں

والسلام۔ از طرف علماء ہمدان

حقر ابوالقاسم احقر صفی الہمدانی مدرس طاہری اقل ابوالقاسم حسینی الاحقر محمد الرضوی ابوالقاسم الصمدوی المدعو لجانی شیخ الاسلام شیخ علی ثقۃ الاسلام ہمدانی الاحقر علی الدامغانی

الاحقر مرزا اسمٰعیل۔ الاحقر محمد بن شیخ علی رضا۔ الاحقر محمد صادق، شیخ الاسلام نہاوندی۔ حاج آقا محمد صدوقی۔ الاحقر اسد اللہ بن محمد۔ الاحقر حسن الحسینی الخونساری تراب اقدام الواعظین غلام حسین محمد حسن بن عبدالرحیم۔ داعی الاسلام عباس موسوی۔ الاحقر محمد تقی شریف الواعظین علی اصغر الاحقر محمد شریف۔ (از اخبار سرفراز مطبوعہ ۱۶۔ دسمبر ۲۶ء)

ابن سعود و برطانیہ

بالآخر وہ پردہ جو حجاز کی سیاسی فضا پر پڑا ہوا تھا اٹھ گیا اور معلوم ہو گیا کہ ابن سعود کس کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا ہوا اور کس کی بدولت وہ حجاز کا حکمران ہوا۔ مشہور جریدہ الاہرام نے معاہدہ کی اون ذلت انگیز دفعات کو شائع کر دیا جسکی رو سے جزیرۃ العرب پر برطانیہ کا بالواسطہ اقتدار و قبضہ ہو گیا اور جس کے ذریعہ سے حجاز کی محکومی کا استمراری پٹہ برطانیہ کے حق میں لکھ دیا گیا۔ چنانچہ اس معاہدہ کے چند دفعات موقر معصر الاہرام مصری سے درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

الف۔ ابن سعود کی سلطنتوں میں کسی حالت میں بھی کوئی ایسا افسر مقرر نہیں کیا جائیگا جو حکومت برطانیہ کے مفاد کے لئے ضرر رساں ثابت ہو۔

ب۔ اگر ابن سعود یا اسکے اتحادیوں کے علاقوں پر کوئی غیر ملکی سلطنت حملہ آور ہوگی تو برطانوی حکومت ابن سعود کی امداد کرے گی اور اس امداد کے معاوضہ میں بشرط ضرورت مزید معاونت کے متعلق عہد نامہ کرینگے۔

ج۔ ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ کسی غیر ملکی سلطنت سے نہ کوئی معاہدہ کرے گا نہ اتحاد کرے گا اور دوسری سلطنتوں سے خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی کوئی سلسلہ نہیں رکھے گا۔

اگر ابن سعود کو کوئی غیر ملکی سلطنت کے ارادہ کے متعلق اطلاع ملے گی کہ یہ سلطنت اسکے علاقوں

مین مداخلت کرنی چاہتی ہے تو وہ برطانوی حکومت کو مطلع کریگا۔

۴- ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ برطانوی حکومت کی منظوری کے بغیر مذکورہ بالا علاقہ جات کے کسی حصہ کو نہ فروخت کرے گا نہ رہن رکھے گا نہ اجارہ پر دیگا، نہ اور کسی طریقہ سے جو منظور شدہ ہو اس مین تصرف کرے گا۔

(۵)- ابن سعود دوسری حکومتون اور ان کی رعایا کو (مذکورہ علاقہ جات مین) نہ مراعات دیگا۔ نہ کوئی ٹھیکا دیگا اور نہ ان سے کسی قسم کے شرائط طے کرے گا۔

۶- ابن سعود اس بات پر رضا مند ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر برطانوی حکومت کی ہر ہدایت پر عمل کریگا، یہ ہدایات خود اسکے مفاد کے لئے خواہ مفید ہون یا نہ ہون۔

کیا معاہدہ کی ان دفعات کو جو الاہرام مصری نے شائع کئے ہین پڑھنے کے بعد بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ابن سعود نے جزیرۃ العرب کی سرزمین کو برطانیہ کے ہاتھ فروخت نہین کر دیا ایسی صورت مین اگر سر مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد نے اون زیادتیون کی طرف جو اس متشدد گروہ کے ہاتھون حجاز مین ہوئین اسکی حکمران حجاز (حکومت برطانیہ) کو توجہ دلائی تو آخر کیا ستم کیا لیکن اسکے متعلق تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم غیر مسلم کی مداخلت نہین چاہتے۔ اس سے غیر مسلم حکومت کے ہاتھ مضبوط ہونگے۔ جزیرۃ العرب مین غیر مسلم مداخلت ہوگی۔ لیکن ابن سعود کو کچھ نہین کہا جاتا کہ اوسنے جزیرۃ العرب کو غیر مسلمون کے ہاتھ کیون فروخت کر دیا اور حجاز کو برطانوی سیادت [illegible] دیکر وصیت نبوی کی خلاف ورزی کیون کی۔

(از اخبار سرفراز مطبوعہ ۳ فروری سنہ ۱۹۲۷ء)

تاریخ کربلا کا سکھایا ہوا سبق

مصائب حجاز پڑھ کے ساتھ خوش بھی ہو جیے

[illegible]

اعمال افضل عبادات اور اصل اصول ایمان و اسلام ہے یہی رستگاری و نجات کا بہترین وسیلہ اور کامیابی و فلاح کا واحد ذریعہ ہے ہمارے یہ آنسو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھانے مین بیمثل اور دوزخ کے اوبھرتے ہوے شرارون کو خاموش کردینے مین بےنظیر ہین ہلاکت ابدی سے بچانے مین یہ نسخہ کیمیائے اثر ہے عذاب آخرت کے گرانبار حملات سے جانبری کیلئے یہ سپر سب سے زیادہ کارآمد ہے۔لیکن

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے وارد

واقعہ کربلا اور اوسکے جانکاہ مصائب پر ہمارے لئے بجز رونے اور جان کھونے کے اور کوئی چارہ کار نہین۔ ہمارا مظلوم آنکھون کے سامنے موجود نہین جس کے مبارک قدمون مین اپنی جان نثار کرتے ہمارے اموال و نفوس مظلومون کی نصرت و ہمدردی مین کسی کام آتے اور مصیبت زدون کیساتھ مصیبت مین کچھ حصہ لیتے، نواسہ رسول کے انصار و مددگار کے ذمرہ مین شامل ہونیکی عزت ملتی، فرشتے ہمارے دعاگو اور جن و انس ہماری قبور کا طواف کرنے والے ہوتے۔

"ہل من ناصر ینصرنا، جب مظلوم کی عالم تنہائی اور بیکسی کی یہ دردبھری آواز ہمارے کانون مین گونجتی ہے اور غریب کربلا کی اوس بیکسی بےبسی اور انتہائی کس مپرسی کی تصویر نگاہون کے سامنے آتی ہے تو بیساختہ دل تڑپ جاتا ہے اگر ایکطرف مظلوم کی مظلومیت کو دیکھکر انسانی فطرت کے تقاضہ سے آنکھیں اشک خونین بہاتی ہین تو دوسری طرف ایسے وقت بدمین اپنے بیکس امام کی رکاب مین حاضر نہونے اور شہادت کے مرتبہ عظمیٰ سے محروم رہ جانے پر جذبہ محبت اور اپنی بدقسمتی کا خیال آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے۔

البتہ وہ جان بازمجاہدین جن کو روز عاشور حسینؑ کی رکاب ظفر انتساب مین جان نثاری کا شرف عظیم حاصل ہوا گرچہ جب وہ نواسہ رسولؐ کی مصیبت اہلحرم کی بیکسی حسینؑ کے ننھے ننھے پھولون کی پیاس سے بیتابانہ حالت کو دیکھتے اور مخدرات عصمت کی نالہ و فریاد کی پردرد

آوازون اور ہاتھون مین خشک کوزے لئے ہوے معصوم بچون کی ولدوز صداؤن کو سنتے تھے تو بیساختہ دھاڑین مار مار کر رودتے اور جان کھوتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ دن اون کیلئے انتہائی فرحت و مسرت کا دن تھا اوسدن کی سی خوشی اونکو اپنی زندگی مین کبھی نصیب نہین ہوئی چشم فلک نے اون کیلئے کوئی ایسا مبارک و مسعود دن روز عاشورسے پہلے نہ دیکھا تھا اور حق یہ ہے کہ عاشور محرم کو اصحاب حسینؑ نے وہ عید منائی جس پر اونکی زندگی کی تمام عیدین قربان ہین۔

خوشی اپنی کامیابی دلیری اور جان بازی کے جوہر دکھلاتے۔ اہلبیتؑ کی ڈیوڑھی سے سرمایہ عزت و حرمت اور نصرت دین کے شرف عظیم کے حاصل ہونے اور عنداللہ و عندالرسول سرخروئی کے بہترین اسباب فراہم ہو جانے کی تھی۔

کربلا والون سے پہلے یہ شرف دنیا مین کس قوم کس قبیلہ اور کس گروہ کو نصیب ہوا کہ حسینؑ نواسہ رسولؐ جنازہ اٹھائے اہل حرم جن کی موت پر چاک گریبان و سر برہنہ ماتم کرین رسولؐ اور اہلبیتؑ رسولؐ جن کے پرسہ لینے والے اور صاحب مصیبت ہون۔ یہ شرف دسوین محرم کو صرف حسینؑ کے اصحاب اور کربلا کے جان بازون کو ملا جو اوسکے حقیقی مستحق اور بہترین قدردان تھے۔

حبیب بن مظاہر کی آنکھون نے عاشور سے پہلے کب یہ منظر دیکھا تھا کہ کونین کی شہزادی رسول اللہؐ کی نواسی متشکرانہ لہجہ مین فضہ کے ذریعہ سے سلام کہلا کر بھیجین اُسوقت حبیب کا حسینؑ اور حسینؑ کی شیدا بہن کی بیکسی کو دیکھ کر عالم بیتابی مین منھ پر طمانچے مارنا اور داڑھی کے بال نوچنا بالکل بجا تھا لیکن اوسدن اور اوس ساعت کو جبکہ آستانہ اہلبیتؑ پر یہ غلام نوازی اور عزت افزائی کی گئی تھی حبیب اپنے لئے جسقدر بھی مبارک و مسعود خیال کرتے ہون اوس کا اندازہ حبیب ہی ایسے غلامی اہلبیتؑ کا دم مارنے والے بخوبی کر سکتے ہین

حر بن یزید ریاحی کو اپنی زندگی مین کب کوئی ایسا دن نصیب ہوا تھا کہ نزع کے عالم

مین سرزانوے حسینؑ پراور رومال معصومہ عالم زخم جبین پر ہو خوشی کے مارے اوسوقت تو وہ مجاہد یقینًا جامہ مین نہ سماتا ہوگا اور بیساختہ دل سے دعا نکلتی ہوگی کہ خداوند عالم اس مبارک وقت کے دامن کو اور وسیع کردے کہ ہمکو اس برکت و عزت و شرف سے بہرہ اندوز ہونے کا زیادہ موقع مل سکے۔

یہ خیالات صرف اختراع طبع اور محض تخیل ہی نہین بلکہ مجاہدین راہ حق کے جذبات وخیالات کی صحیح ترجمانی ہے جان نثاران حسینؑ کے یہ خیالات صرف عالم تصور ہی تک محدود نہین رہے بلکہ روز عاشورا انھین مجاہدون کے دہنون کے نکلے ہوے الفاظ کا مبارک جامہ پہن چکے ہین۔

کربلا کے میدان مین ایک موقع پر حسینؑ کے پرجوش صحابی بریر بن خضیر ہمدانی ایک دوسرے جانباز عبدالرحمن بن عبد ربہ الانصاری سے کچھ کلمات مزاح کہدئے عبدالرحمن جن کے قلب کو عترت رسولؐ کی بیکسی اور مظلومیت چاک چاک اور جگر کو پاش پاش کر چکی تھی یہ دیکھکر بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے کیون بریر! بھلا اس ہیبتناک وقت مین مزاح کا کیا موقع ہے۔

بریر نے جواب دیا "لقد علم قومی انی ما احببت الباطل کھلا و لا شابا انما افعل ذلک استبشارا بما نصیر الیہ فواللہ ما ھو الا ان نلقی ھولاء القوم باسیافنا نعالجھم ساعۃ ثم نعانق الحور العین" قبیلہ بھر جانتا ہے کہ بریر نے جوانی یا کمسنی مین کبھی باطل کو پسند نہین کیا۔ اسوقت جو کچھ تم نے دیکھا یہ فقط اوس شرف و منزلت کے حاصل ہونیکی خوشی کا مقتضا ہے جس کی طرف ہمارے رُخ مڑے ہوے ہین بخدا اب کچھ نہین رہا کہ ہم اپنی تلوارون سے ان لوگون سے مقابلہ کرین کچھ دیر دو دو ہاتھ ہون اور پھر فورًا حورعین کے گلے مین جا کر باہین ڈالدین۔ یہ ہے جانبازان کربلا کے کمال ایمان اطمینان قلب کی تصویر اور ان کے جذبات کا صحیح خاکہ اون کی دلی فرحت ومسرت کا اصلی فوٹو۔

محبت اہلبیت کا دم بھرنے والو! مجاہدین کربلا کے قابل تقلید طرز عمل کا اتباع کرنیوالو! مصائب حجاز پر اسلیئے اشک خونیں بہانا ضرور عین ایمان ہے کہ ذریت رسول کو ہر دم تازہ بتازہ اور نو بنو مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے زندگی بھر چین نہ ملا ساری عمر مصائب میں کٹی لیکن ہائے مظلومیت کہ دشمن مصیبت زدوں کو مرنے کے بعد قبر میں بھی چین سے نہیں سونے دیتے لیکن اگر تم کوئی ایثار اور قربانی کرتے اور اہلبیتؑ کی ان جان کاہ مصائب کا فدیہ دینے کیلئے تیار ہو اگر تمھارے غلامی اور محبت کے دعووں میں کچھ دم ہے اگر تم اپنی جان و مال کو اہلبیتؑ کی عزت و حرمت سے زیادہ عزیز نہیں رکھتے اگر تم ہمت والے ہو اور تم اپنے عمل سے اسلاف کے کارناموں کو زندہ کرکے اپنے کو ان کا صحیح خلف ثابت کرسکتے ہو اگر تم نے کربلا کے جانبازوں سے کوئی ایثار و جانفروشی کا سبق حاصل کرلیا ہے تو تمھارے لیئے اس سے بہتر خوشی کا کوئی زمانہ نہ آئیگا آج تمھاری محرومیت جس پر تم ہمیشہ سے دست بزانو تھے۔ اور یا لیتنا کنا معک فنفوز فوزاً عظیماً کی تمھاری حسرت و ارمان آوازیں جس کی پوری ترجمانی کرتی ہیں۔ آج حصول مقصود کی فرحت و مسرت سے بدل چکی ہے آج فوز عظیم کے حاصل ہونے کے ذرائع تمھارے پاس بھی اسیطرح موجود ہیں جسطرح ۶۱ھ میں کربلا والوں کے لیئے تھے آج ھل من ناصر ینصرنا کی جگہ آوازیں بقیع کی ٹوٹی ہوئی قبروں سے بہت سی آوازیں بلند ہیں۔ آج رسولؐ اور ذریت رسولؐ کی امیدیں تمھیں سے وابستہ ہیں تمھیں پر نظریں ہیں تمھیں سے نصرت کی طلب ہے، اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو قدم بڑھاؤ عزت تمھاری ہی لیئے ہے کامیابی تمھارے ہی ہاتھ ہے فتحمندی کے تمھیں مالک ہو حوریں تمھاری ہی منتظر ہیں جنت تمھارا ہی مال ہے۔ خدا نے قرآن میں دستاویز لکھدی ہے لیکن تمھاری جان و مال کو اسکے عوض خرید چکا ہے اگر تم عہد کے سچے بات کے پورے اور دیانتدار ہو تو اپنی مملوک پر قبضہ کرو خدا کی خریدی ہوئی چیز پر غاصبانہ تصرف مت کرو اسکو وہیں صرف کرو جہاں وہ چاہتا ہے،

اگر تم اسکے لیئے تیار ہو تو رونے کے ساتھ ساتھ دل بھر کے خوش ہو لو تمھیں اس سے بہتر خوشی کا موقع نہ ملیگا ورنہ رونا فقط رو رو او خون کے آنسوؤں سے روو۔

کس بات پر؟

مظلوموں کی مصیبت پر۔ اسلام کی بیحرمتی پر۔ مذہب کے مٹ جانے پر اپنی محرومیت پر خدا و رسول سے ندامت پر۔ و دنیا و آخرت کے خسارے پر۔

سرور حسین (واعظ مدرسۃ الواعظین) ۵ رمئی سنہ ۲۶ء